یا اللہ جل جلالہٗ

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۴۳)

اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حسام السیفیة
فی
تشریح العبارات الکفریة

تصنیف

فخر المتاخرین العالم العارف باللہ

مفسر کلام اللہ تعالیٰ وخادم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الشیخ السید احمد علی شاہ

الحنفی الترمذی الماتریدی السیفی

النقشبندی الجشتی القادری السهروردی

ناشر

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کراچی غربی

نام کتاب: حسام السیفیۃ فی تشریح العبارات الکفریۃ (جدید ایڈیشن)

تصنیف و تالیف: پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

تعلیق و ترتیب: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبد الحق شاہ ترمذی سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

طباعت اول: رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بمطابق مئی ۲۰۱۹ء

طباعت ثانی:

کمپوزر: صوفی سید فرحان الحسن سیفی

ناشر: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

فہرست

الإهداء

میں اپنی اس تصنیف کو امام اہلسنت مجدد مائۃ اربعۃ عشر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا افغانی قندھاری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ العرب والعجم قطب ارشاد مجدد مائۃ خمسۃ عشر حضرت خواجہ سیف الرحمن اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں پیش کرتا ہوں جن کی روحانی امداد واعانت سے مجھ فقیر کو اس کتاب کی تصنیف کی توفیق وسعادت حاصل ہوئی۔

این سعادت بزور بازو نیست

خادم الاولیاء والعلماء حقانی

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

سبب تصنیف

اس تصنیف کا سبب یہ ہوا کہ مؤرخہ 2014/5/15 بروز جمعرات ۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد (لکھوڈہر) لاہور میں حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر ایک نام نہاد مفتی نے تقریر کرتے ہوئے کچھ نازیبا ونامناسب باتیں کہیں کہ میں یہ باتیں جو کہنے جارہا ہوں اللہ کرے اس سے کسی کا دل پارہ پارہ ہو جائے۔ میں یہ باتیں بڑے افتخار سے کر رہا ہوں۔ حضرت خواجہ سیف الرحمن مبارک کے حوالے سے کہا کہ "ہمارا عقیدہ سالم ہے اور کسی کے فسادی اختلافات سے ہماری کوئی وابستگی نہیں"

نام نہاد مفتی نے یہ بھی کہا کہ "دیوبندیوں اور بریلویوں کا اختلاف صرف فروعی وذاتی ہے اور ہمارا ان سے کوئی واسطہ نہیں" وغیرہ وغیرہ۔

اس نام نہاد مفتی کی ان باتوں سے سلسلہ سیفیہ کے اکابرین مشائخ وعلماء کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ حضرات ان باتوں سے بری الذمہ ہیں اور مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادگان نے اسے ڈانٹا اور ان باتوں سے منع کیا۔ اس فتنہ انگیز تقریر کے متعلق پنجاب کے مفتی استاذ العلماء، مفسر قرآن، پیر طریقت، رہبر شریعت، علامہ مفتی عابد حسین سیفی صاحب مدظلہ العالی نے بھرپور توجہ دلائی اور ناراضگی کا اظہار کیا کہ اس کی تردید لازمی ہے اور اپنا عقیدہ واضح کرنا ضروری ہے۔

اس لئے مفتی صاحب نے پُرخلوص اور پُرزور عرض کی کہ آپ اس پر ایک تحقیقی رسالہ تصنیف فرمائیں جس کی تائید مفتی صاحب اور دیگر جید علماء کرام فرمائیں گے۔ تو فقیر دینی غیرت وحمیت کی بناء پر اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لیے اس مسئلے کی وضاحت کو ضروری سمجھتا ہے۔

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

آج کا یہ پُر فتن دور اختلافات حادثہ کے عروج کا دور ہے۔ تمام شعبہ ہائے حیات میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اگر اختلاف مثبت اور برائے اصلاح ہو تو اس کا نتیجہ اچھا برآمد ہوتا ہے جب کہ اگر اختلاف، تعصب، ضد و ہٹ دھرمی اور حق کے خلاف ہو تو نتیجہ بھی شر کی صورت میں نکلتا ہے۔ اختلاف کبھی خیر اور خیر کے مابین ہوتا ہے تو اس صورت میں ہر دو فریق میں کسی کو بھی مورد الزام نہیں ٹھہرایا جائے گا بلکہ اس میں حُسن نیت کی بناء پر دونوں اجر کے مستحق ہوں گے جیسے صحابہ کرام کے مابین فروعی و علمی و اجتہادی اختلاف۔

اختلاف کبھی شر و شر کے مابین ہوتا ہے اس صورت میں یہ سراسر فساد و فتنہ ہوتا ہے اور ہر دو فریق اس میں قابل گرفت ٹھہرتے ہیں اور دونوں فریق اپنی بدنیتی اور فساد پھیلانے کے سبب عذاب کے مستحق ہونگے۔ جیسے بد مذہب لوگوں کا اختلاف، یا باطل عقائد میں، باطل فرقوں (وہابیہ، شیعہ، قدریہ، معتزلہ، مرجئہ) کا آپس میں اختلاف۔

اور کبھی اختلاف خیر اور شر کے مابین ہوتا ہے چاہے خیر و شر عقیدے سے متعلق ہو یا عمل سے متعلق ہو۔ اس صورت میں خیر والا گروہ قابل اجر و تحسین ہو گا جبکہ شر والا گروہ قابل گرفت و عذاب کا مستحق ہو گا۔ اہل سنت و جماعت اور دیگر باطل فرقوں کا اختلاف بھی تیسری صورت والا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں بد مذہب فرقوں نے اہلسنت و جماعت کے صحیح عقائد و معمولات کے حامل علماء و مسلمانوں کو "بریلوی" کہہ کر اہلسنت و جماعت سے نکالنے کی سعیٔ باطل کی کیونکہ دیوبندی وہابی خارجی اور رافضی فتنوں کے خلاف، اہل حق، علمائے اہلسنت و جماعت ہمیشہ سے رد کرتے آئے ہیں خصوصاً جب دیوبند کے اکابرین نے گستاخانہ عقائد کا پرچار کیا تو اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو علاقہ بریلی (انڈیا) سے تعلق رکھتے تھے) نے ان کا رد بلیغ کیا اور قلمی جہاد کیا جس کی تائید پاک و ہند کے تمام اہلسنت و جماعت کے علماء، حتیٰ کہ حرمین شریفین کے جید علماء نے بھی کی، تو جب دیوبندی اکابر سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو سواد اعظم اہلسنت و جماعت کو بریلوی فرقہ کہہ کر اپنی ہزیمت و گمراہی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔

حالانکہ بریلی کے علماء مثلاً اعلیٰ حضرت، بدایوں کے علماء مثلاً علامہ عبد الحامد بدایونی، خیر آباد کے علماء مثلاً فضل حق خیر آبادی، وغیرہ سب اہلسنت و جماعت ہیں جب کہ دیوبند کے علماء، مثلاً اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہ، دہلی کے علماء مثلاً اسمٰعیل دہلوی، امرتسر کے علماء مثلاً ثناء اللہ امرتسری وغیرہ یہ تمام وہابی خارجی عقائد کے حامل ہیں۔ تو نام نہاد مفتی نے حضرت قیوم زمان مجدد ملت امام اہلسنت اخندزادہ سیف الرحمن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول" میں نہ دیوبندی ہوں نہ بریلوی ہوں " کا غلط

مطلب بیان کرکے اپنی بد باطنی کا ثبوت دیا اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاف و شفاف شخصیت کو داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔(العیاذ باللہ)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں علاقائی اعتبار سے نہ دیوبندی ہوں اور نہ بریلوی یعنی نہ میرا تعلق علاقہ دیوبند سے ہے نہ علاقہ بریلی سے ہے۔ اور باعتبار اساتذہ کے کہ نہ میرا استاذ کوئی دیوبندی ہے نہ بریلی کا رہنے والا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان عقائد سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کیونکہ بریلی کے علماء کے عقائد و معمولات اہلسنت و جماعت کے ہیں اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقائد و معمولات بھی اہلسنت و جماعت کے ہیں۔ جب کہ دیوبند کے علماء کے عقائد و معمولات خارجی وہابی عقائد ہیں۔ تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں حضرات اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کے حاملین و عاملین ہیں اور حنفی بریلوی ہیں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی مواقع پر اعلیٰ حضرت کی تحسین فرمائی اور ان کی دین حق و مذہب اہلسنت و جماعت کی خدمات کو خلوصِ دل سے سراہا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ "اگر ہندوستان میں اعلیٰ حضرت نہ ہوتے تو یہ سارا علاقہ وہابیت سے متاثر ہوتا"۔

مزید فرمایا کہ "اعلیٰ حضرت ایک عظیم فقیہ، عالم، ولی کامل و سچے عاشق رسول ﷺ ہیں"۔ ایک دفعہ فرمایا کہ "میں (اخندزادہ) اور اعلیٰ حضرت اعتقاداً عملاً مسکناً موافق ہیں"۔ جب کہ علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات جب ملاحظہ فرمائی تو فوراً فرمایا یہ عبارات کفریہ و گستاخانہ ہیں۔ تبلیغی جماعت جو دیوبندی وہابی علماء کی پسندیدہ جماعت ہے اس کے عقائد کے متعلق حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "تبلیغی رائیونڈی جماعت کے عقائد جبریہ عقائد ہیں اس لیے وہ کافر ہیں"۔

اسی وجہ سے سرحد میں کسی دیوبندی، تبلیغی، پنج پیری وہابی نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حمایت نہ کی اور نہ ہی خیر خواہی کی بلکہ سخت مخالفت کرتے رہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "بریلوی" (یعنی اہلسنت و جماعت حنفی ہیں) کہہ کر مشرک و بدعتی کہتے تھے۔

مزید برآں یہ کہ بریلوی کوئی فرقہ نہیں بلکہ اہلسنت و جماعت حنفی ہیں جن کے عقائد وہی ہیں جو صحابہ کرام کے دور سے اب تک تمام اولیاء، فقہاء و محدثین اور مسلمانان عالم کے ہیں۔ ہاں البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دیوبندی ایک فرقہ ہو کیونکہ وہ کئی عقائد میں اہلسنت و جماعت سواد اعظم شکر اللہ سعیہم کے مخالف ہیں اور باطل و فاسد عقائد کے حامل ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے عقائد صحیحہ کے حاملین اگر بدایوں میں ہوں تو کیا وہ بدایونی فرقہ ہو گا؟ اگر وہ خیر آباد میں ہوں تو کیا وہ خیر آبادی فرقہ ہو گا؟ اگر وہ پاکستان میں ہوں تو کیا وہ پاکستانی فرقہ ہو گا؟ اسی طرح اگر وہ بریلی میں ہوں تو بریلوی بھی فرقہ ہو گا؟ نہیں یقیناً نہیں بلکہ یہ تو ایک علاقائی نسبت

ہے جو علماء سلف کے عرف و عادت میں سے ہے فقط۔ فرقہ تو عقائد کے اختلاف سے وجود میں آتا ہے جیسا کہ تمام بد مذاہب جو عقائد باطلہ کے حامل ہیں وہ اہلسنت جماعت کے مخالف گمراہ فرقے ہیں۔

نام نہاد مفتی نے یہ بات بھی مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے کہی ہے کہ "ہمارا عقیدہ ایک سالم عقیدہ ہے اور کسی کے فسادی اختلافات سے ہماری کوئی وابستگی نہیں"۔

بر تسلیم صدق کہ یہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا فرمان ہے تو بھی نام نہاد مفتی نے اپنی کج روی و غلط فہمی سے جو مطلب لینا چاہاوہ بھی حاصل نہ ہوا کیونکہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم روحانی، علمی و مضبوط عقیدہ و وجدان کی حامل پُر تاثیر و پُر حکمت شخصیت تھی ان کے اقوال و افعال کو سمجھنے کے لیے بھی عقیدہ کی درستگی و پختگی و بصیرت و فراست اور علم نافع، عقلِ سلیم و قلب و سیع کی ضرورت ہے جو شاید نام نہاد مفتی کے پاس نہیں اس لیے وہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمودات کو اپنی من مانی تشریحات کی روشنی میں سمجھنا چاہتا ہے بلکہ اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس قول کا مصداق ٹھہر تا ہے۔

"کلمۃ الحق یرید بھا الباطل" (نجانا اللہ منھا)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول" کہ ہمارا عقیدہ سالم عقیدہ ہے "الحمد للہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ حقیقتاً سالم و صاف و مضبوط عقیدہ ہے جو قرآن و سنت و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت و منقول شدہ ہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہراً و باطناً عقیدہ صحیحہ اہلسنت و جماعت کے ماننے والے تھے۔ اور اس قول کے دوسرے حصے کہ "کسی کے فسادی اختلافات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں" اس کا مطلب واضح ہے کہ بد مذہب باطل عقائد کے حاملین کے آپس کے اختلاف سے ہماری کوئی وابستگی نہیں کیونکہ وہ آپس میں سب گمراہ ہیں۔ تو گمراہوں کے فسادی اختلاف سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ یا اہل حق و اہلسنت و جماعت کے بعض لوگوں کے فروعی اختلافات ہوں جو علمی دلائل پر مبنی ہوں تو ان میں سے کسی کو کافر یا گمراہ نہیں کہیں گے۔ لہٰذا ان اختلافات میں ہم دخل اندازی نہیں کرتے۔ مگر جو اختلافات خیر و شر یا حق و باطل کے مابین ہوں تو ان سے تعلق تو ضرور ہو گا یا حق کے ساتھ ہوں گے یا باطل کے ساتھ۔

حدیث مبارک ﷺ اس پر واضح دلیل ہے:

من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فمن لم یستطع فبلسانہ فمن لم یستطع فبقلبہ ذالک اضعف الایمان۔

ترجمہ: یعنی جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روک دے اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے یہ ایمان کا کمزور حصہ ہے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت تو سنتِ نبوی ﷺ کا پیکر تھی بلکہ آپ سے وابستگی رکھنے والے لوگ بھی شریعت مطہرہ اور سنتِ مبارکہ کے پیکر بن جاتے ہیں، تو ایسی شخصیت کسی برائی کو دیکھ کر اسے روکے نہیں، ایسا ہو ہی نہیں سکتا، اور اس بات کا مشاہدہ جمّ غفیر نے مسلسل و متواتر کیا ہے کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عمل جو خلافِ شریعت ہوتا ہے اس پر بھی تادیب فرماتے اور ناراضگی کا اظہار فرماتے حتی کہ وہ شخص وہ خلافِ شرع عمل چھوڑ دیتا اور عمل کے مقابلے میں عقیدہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے تو باطل و غلط عقیدے پر خاموشی اختیار کرنا یا اس سے صرف نظر کرنا یہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شایان شان ہی نہیں اور نہ کبھی انہوں نے ایسا کیا چہ جائے کہ باطل عقیدے اور اس کے حاملین کی تائید کرنا!

معمولاتِ اہلسنت و جماعت جو حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خان افغانی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تمام اہلسنت کے مسلمانوں کے عقائد و معمولات ہیں مثلاً عرس کرنا، فاتحہ کرنا، میت کے لیے حیلۂ اسقاط کرنا، سنتوں کے بعد دعا کرنا خصوصاً تین مرتبہ دعا کرنا، ایصال ثواب کرنا، یارسول اللہ ﷺ کہنا، اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دینا، توسل کرنا، وغیرہ ان عقائد اہلسنت کو دیوبندی وہابی بدعت و شرک کہتے ہیں۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عقائد و معمولات میں اہلسنت و جماعت (جسے مخالفین بریلوی سے تعبیر کرتے ہیں) سے متفق تھے اور دیوبندی وہابی گروہ کے عقائد و معمولات کے مخالف تھے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں بڑے بڑے علماء مثلاً (شیخ الحدیث علامہ استاذ العلماء محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، پیر طریقت رہبر شریعت علامہ غلام فرید ہزاروی، علامہ احمد الدین توگیروی، پیر طریقت رہبر شریعت مفتی عابد حسین سیفی) مکتبہ بریلوی کے حامل ہیں اور دیوبندی وہابی عقائد کے حامل مولوی حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سُنی العقیدہ ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھے۔ میں (فقیر سید احمد علی شاہ سیفی) یہ حقیقت بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میرے تمام اساتذہ دیوبندی وہابی عقائد کے حامل تھے جن کی وجہ سے مجھ پر بھی ان کے عقائد اثرات تھے، یہ تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت تھی جس نے میرے عقائد کو درست و صحیح کیا اور دلائل و بصیرت سے مجھ پر واضح کیا کہ دیوبندی وہابی، تبلیغی، پنج پیریوں کے عقائد باطل ہیں اور اہلسنت و جماعت کے عقائد ہی قرآن و سنت کے موافق و حق ہیں اور اہلسنت و جماعت ہی فرقہ ناجیہ ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محمد گل بنگش نامی شخص (جو مردان کا ٹلنگ کا رہائشی تھا) کو پیسے دیکر میرے پاس کراچی بھیجا کہ ایک کتاب "اعلاء السنن" جو دیوبندی کی لکھی ہوئی ہے، خرید کر اس شخص کے ہاتھ مجھے بھجوا دیں میں نے وہ کتاب خرید کر حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھجوا دی، پھر ایک سال بعد میرا حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جانا ہوا تو حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میں نے اس کتاب " اعلاء السنن " کو ایک مرتبہ دیکھا اور کچھ مطالعہ کیا تو مجھے اس کتاب سے وہابیت و دیوبندیت کی بُو

آتی ہے اس لیے اس کو میں نے دوبارہ نہیں دیکھا۔ کیوں کہ وہابیت و دیوبندیت کے عقائد فاسدہ ہیں جو شانِ الٰہی و شانِ مصطفیٰ ﷺ میں گستاخی پر مبنی ہیں۔

فقیر نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات مبارکہ میں کئی رسائل عقائد اہلسنت و جماعت کے حق میں اور دیوبندیت، وہابیت، خارجیت کے رد میں لکھے مثلاً تحفۃ الخواطر فی مسئلۃ الحاضر و الناظر، مسئلہ ایصال ثواب، یارسول اللہ ﷺ کہنے کے جواز میں ۳۱۳ دلائل، مجموعہ رسائل ج۱، اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا وغیرہ رسائل لکھے جنھیں حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملاحظہ فرمایا اور ان کی تحسین فرمائی۔ اگر ان عقائد میں خرابی ہوتی تو یقیناً مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناپسند فرماتے بلکہ ان سے منع فرماتے اور ناراضگی کا اظہار فرماتے۔

نام نہاد مفتی نے تقریر میں یہ بات بھی کہی کہ "دیوبندیت اور بریلویت معیار حق نہیں بلکہ حنفیت معیار حق ہے"۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ حنفیت معیار حق ہے مگر یہ فروعی و فقہی معاملات میں معیار ہے اور عقائد و نظریات میں معیار حق ماتریدیت ہے تو ان دونوں معیارات پر جو ٹھیک طور پر پورا اترتے ہیں جو بریلوی مکتبۂ فکر کے علماء و عوام ہیں۔ کیونکہ حنفیت و ماتریدیت اہلسنت وجماعت ہیں۔ جب کہ دیوبندیت وہابیت کے حاملین خود کو حنفیت وماتریدیت کی طرف منسوب تو کرتے ہیں مگر عقائد و معمولات میں ان کے سخت مخالف ہیں۔ نام نہاد مفتی نے یہ بات بھی کہی ہے کہ "مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ مفتی نعمان کا کہنا میرا کہنا ہے"۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نام نہاد مفتی جو بھی غلط بات یا باطل عقیدہ بیان کرے وہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہو گا۔ (معاذ اللہ)

مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ کہنا اس خاص وقت و موقع کے لحاظ سے تھا جب گستاخ رسول ﷺ منیر شاکر نے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے خلاف اور اہل سنت و جماعت کے عقائد صحیحہ کے خلاف محاذ کھڑا کیا تو حضرت مجدد دوران نے اس کے خلاف اعلان جہاد فرمایا اور قلمی لسانی و عملی جہاد کیا۔ اس دوران ناموس مصطفیٰ ﷺ اور عقیدہ صحیحہ اہلسنت وجماعت کی وضاحت فرما کر اسے اپنا نمائندہ بنایا تھا کہ اس معاملے میں جو بات ہماری ہے وہ ہماری طرف سے مفتی نعمان بطور نمائندہ کے کہے گا۔ اس وجہ سے اس کا کہنا ہمارا کہنا ہی متصور ہو گا۔ مگر اس مقید بات سے مطلق دلیل لینا سراسر حماقت و جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ خصوصاً جب کہ باطل عقائد کی طرف میلان اور ان کی تائید بھی پائی جائے تو کس طرح یہ بات درست ہو گی کہ جو (نام نہاد) مفتی نعمان کا کہنا ہے وہ حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے۔ (نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے طفیل ہمیں عقائد صحیحہ اہلسنت و جماعت پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور باطل فرقوں کے عقائد باطلہ اور ان کے شر سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام نہاد مفتی کی یہ باتیں تعصب و جہالت پر مبنی ہیں کیونکہ دیوبندیوں (جو دراصل وہابی ہیں) کے کئی عقائد گستاخانہ و کفریہ ہیں۔ جن پر کثیر علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ درحقیقت یہ اختلافات اصولی ہیں اور بعض فروعی بھی ہیں۔ جو ان گستاخانہ و کفریہ عقائد و نظریات کا قائل ہو یا جانتے ہوئے ان کی تصدیق و تائید کرے تو وہ اپنے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر ہے، اس پر تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ ہم وہ گستاخانہ و کفریہ عقائد بحوالہ پیش کریں گے اور اہل ایمان و انصاف کو دعوتِ فکر دیں گے کہ دیکھیں یہ عقائد شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی ہے اور سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر ہے اور تمام اعمال برباد ہونے کا سبب ہے۔ (نعوذ باللہ من ھذا البلاء العظیم)

دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا ہے:

"اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔[1]

☆ تھانوی کی اس عبارت میں جو اس نے لفظ "ایسا" استعمال کیا اس پر علماء اہلسنت نے گرفت کی کہ "ایسا" کہنا یقیناً توہین و کفر ہے۔ تو تھانوی کو چاہیے کہ یہ عبارت واپس لے اور توبہ کرے مگر وہ اپنے کفر پر ڈٹا رہا اور توبہ نہ کی۔ مگر بعض دوسرے دیوبندی وہابی مولوی سمجھ گئے کہ یہ لفظ گستاخی ہے مگر وہ بھی تاویلات فاسدہ کرتے رہے نہ تھانوی نے توبہ کی اور نہ ہی دوسرے دیوبندی مولویوں نے توبہ کی۔ بعض دیوبندی مولویوں نے مل کر اس کی عبارت پر حاشیہ آرائی کی جس سے یہ سب اس عبارت کے قائل و مصدّق ہوئے۔ چنانچہ مولوی غلام مرتضیٰ در بھنگی نے یہ لکھا کہ لفظ "ایسا" کبھی تشبیہ کے لیے آتا ہے جس کے معنی مانند اور مثل کے ہوتے ہیں اور کبھی اندازہ بیان کرنے کے لئے آتا ہے جس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے ہوتے ہیں۔ تھانوی صاحب کی عبارت میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی یہ عبارت کفریہ تھی کیوں کہ حضور علیہ السلام کے علم کو پاگل، حیوانوں کے علم سے تشبیہ کفر ہے مگر یہاں ایسا اندازہ کے لیے ہے یعنی "اتنے" اور "اس قدر" کے معنی میں ہیں۔

چنانچہ مرتضیٰ حسن لکھتا ہے: "واضح ہو کہ ایسا کا لفظ مانند اور مثل کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متعین ہیں۔[2]

---

[1] (حفظ الایمان ص ۸)

[2] (توضیح البیان فی حفظ الایمان، مصنفہ، مرتضیٰ حسن، ص ۸)

"عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی "اس قدر"، اتنا" ہے پھر تشبیہ کیسی۔[1]

جب کہ مولوی حسین احمد دیوبندی وہابی کی تشریح اس طرح ہے کہ لفظ "ایسا" اگر یہاں "اتنا" کے معنی میں ہوتا تو یہ عبارت یقیناً کفریہ تھی مگر یہاں تو "ایسا" تشبیہ کے لیے ہے۔

اس کی عبارات ملاحظہ کریں:

"حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا ہے۔[2]

"اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ "ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے"۔[3]

"نفس بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے"۔[4]

ان خود ساختہ تشریحات پر نظر کریں تو دونوں صورتوں میں تھانوی کی اس عبارت پر کفر کا فتویٰ ہی لگتا ہے۔ مرتضیٰ حسن نے کہا کہ لفظ "ایسا" اس عبارت میں اتنا کے معنی میں ہے نہ تشبیہ کے لیے اگر تشبیہ کے لیے ہو تو واقعی تھانوی پر کفر عائد ہوتا ہے۔ جب کہ حسین احمد لکھتا ہے کہ لفظ "ایسا" اس عبارت میں تشبیہ کے لیے ہے اگر اتنا کے معنی میں ہوتا تو واقعی تھانوی پر کفر لازم آتا۔ اب بتائیں ان دونوں میں کون صحیح ہے کون غلط؟ حالانکہ دونوں ہی دیوبندی وہابی اور تھانوی کے حاشیہ نگار! مرتضیٰ حسن کی تاویل کے مطابق تھانوی اور حسین احمد پر کفر لازم اور حسین احمد کی تاویل کے مطابق تھانوی اور مرتضیٰ حسن پر کفر لازم۔

این چہ بوالعجبی است

خلیل احمد اور رشید احمد گنگوہی کی عبارات ملاحظہ کیجئے:

"شیطان کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

"ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائیکہ زیادہ"۔[5]

ان عبارات کو دیکھئے کیسی صریح گستاخانہ و کفریہ عبارات لکھی ہیں۔ (العیاذ باللہ) (نقل کفر کفر نباشد) کیا

---

[1] (توضیح البیان فی حفظ الایمان، مصنفہ، مرتضیٰ حسن، ص ۱۱)
[2] (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۱)
[3] (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۱)
[4] (الشہاب الثاقب، ص ۱۱۱)
[5] (براہین قاطعہ، ص ۹۱)

یہ فروعی اختلاف ہے؟ ذرا غور فرمائیے۔

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتا ہے:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔[1]

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"سو عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنٰی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟[2]

مذکورہ عبارات مسئلہ ختم نبوت کو مشکوک بناتی ہے اور انہی کی سوچ سے مرزا قادیانی علیہ اللعنۃ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ (العیاذ باللہ)

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔۔۔۔ الخ۔[3]

بشیر محمود مرزائی نے لکھا " آپ خاتم النبیین ہیں آپ کا فیضان کبھی رک نہیں سکتا ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لیے بطور ظل کے ہوں۔۔۔۔۔۔ اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرق نہیں آتا۔[4]

مولوی غلام خان وہابی اپنی کتاب جواہر القرآن میں لکھتا ہے:

"نبی کو جو حاضر وناظر کہے، بلا شک شرع اس کو کافر کہے"۔[5]

---

1 (تحذیر الناس ص ۲۴)

2 (تحذیر الناس، ص ۲)

3 (کشتی نوح، مصنفہ، مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۳۳)

4 (دعوۃ الامیر، مصفنہ، بشیر محمود مرزائی، ص ۲۵)

5 (جواہر القرآن، ص ۳۷)

دیوبندیوں وہابیوں کی توہینِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے: "امکان کذب (جھوٹ) بایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر یہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے"۔[1]

دیوبندی وہابی مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محمد ابن عبد الوھاب خارجی نجدی کی "کتاب التوحید" سے متاثر ہو کر ایک بدنام زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی جس میں نجدی عقائد کا خوب پرچار کیا، نجدی کی کتاب التوحید کے چند عقائد ملاحظہ کیجئے:

۱۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے اور ان کی زندگی میں ان کی عزت و حرمت بیشک تھی مگر اب چونکہ آپ وفات پاگئے ہیں اس لیے اب ان کی عزت اور تعریف و ثناء کی ضرورت نہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذرہ برابر بھی علم غیب نہیں دیا"۔

۲۔ کوئی نبی یا کوئی ولی بھی اختیار یا مرتبہ نہیں رکھتا۔ اور جب محمد رسول اللہ ﷺ ہی بے اختیار ہیں تو عبد القادر جیلانی کی کیا طاقت ہے۔

۳۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو مشکل کے وقت پکارے اور یا محمد اور یا رسول اللہ پڑھے وہ یقیناً مشرک کافر ہے اس کا قتل واجب ہے۔

۴۔ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان دراصل مشرک ہو چکے ہیں اور کوئی بھی موحد نہیں۔ اس لیے ان پر جہاد فرض ہے۔

۵۔ روضہ رسول اللہ کی زیارت کے واسطے سفر کرنا قطعاً شرک ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ کہلانا بدعت ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا سخت گناہ اور شرک ہے۔ اور جو لوگ وہابی عقائد نہ مانیں ان کا کلمہ اور ایمان معتبر نہیں۔ ان کا قتل حلال ہے"۔

انہی عقائد کو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنایا اور خوب زور و شور سے اس کی تبلیغ کی۔ انہی روح فرسا اور ایمان سوز عقائد کی وجہ سے نجدی دور میں مسلمانان اہلسنت اور علمائے اہل سنت کو قتل کیا گیا ان کی جان و مال لوٹے گئے حتیٰ کہ ان نجدیوں نے روضہ رسول ﷺ کو گرانے کی ناپاک جسارت بھی کی مگر قہر الٰہی نے انہیں اس ناپاک جسارت سے باز رکھا اور ان کی سازش کو خاک میں ملایا۔

مولوی گنگوہی کے چند عقائد فاسدہ جس پر اس نے اور دیگر دیوبندیوں وہابیوں نے زور دیا۔

۱۔ خدا تعالیٰ کا کذب ممکن ہے۔

۲۔ سرکار دو عالم ﷺ کا مثل پیدا ہونا ممکن ہے۔

[1] (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۱۰)

۳۔ حضور علیہ السلام بحیثیت بشریت کے تمام بنی نوع انسان کے برابر ہیں۔

۴۔ حضرت محمد ﷺ سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے۔

۵۔ مجلسِ مولود مروجہ بدعت سیئہ حرام ہے۔[1]

"محمد ابن عبد الوھاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے"۔[2]

"نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں"۔[3]

"خدا معلوم کیا ذہن میں آیا ہو گا جس کی بناء پر یہ کہا گیا ویسے تو عقائد میں نہایت ہی پختہ ہیں"۔[4]

"حنفی کفر کی پیداوار ہیں"۔[5]

جو چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کیے ہیں۔ لاریب یہ امر زبون ہے۔[6]

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا، پڑھنا، اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے"۔[7]

"حضرت مولانا شہید صاحب کا فیض عام نہ تھا مگر تام تھا۔ تقویۃ الایمان کا طرز اس کا شاہد ہے"۔[8]

"مولوی اسمٰعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والے اور سنت کو جاری کرنے والے۔۔۔۔ الخ۔[9]

اہل حدیث وہابی مولوی عبد اللہ روپڑی لکھتا ہے: "اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو تو وہ امیدوار نجات ہے"۔[10]

یہی عقیدہ خارجیوں کا بھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

"من عرف اللہ و کفر بما سواہ من رسول و جنۃ فھو بریٔ من شرک"۔[11]

---

1 (فتاوٰی رشیدیہ براھین قاطعہ، مولفہ خلیل احمد مصدقہ رشید احمد گنگوھی)

2 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۱۱۱)

3 (افاضات یومیہ تھانوی، حصہ ۴، ص ۶۳)

4 (افاضات یومیہ تھانوی، حصہ ۴، ص ۷۷)

5 (خطبات مودودی، ص ۷۶)

6 (سبیل الرشاد، رشید احمد گنگوھی، ص ۲۱، سطر ۷)

7 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۲۰)

8 (افاضات یومیہ تھانوی، حصہ ۴، ص ۴۰۰)

9 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۲۱)

10 (رسالہ اھلحدیث کے امتیازی مسائل، مصنفہ: مولوی عبد اللہ روھڑی، ص ۷)

11 (غنیۃ الطالبین، ص ۹۷)

دیوبندیوں کا تقویۃ الایمان کے مصنف اور اس میں درج تمام عقائد فاسدہ کی تحسین کرنا واضح طور پر ان کے وہابی وخارجی ہونے کی علامت ہے کیونکہ تقویۃ الایمان میں درج عقائد، محمد بن عبد الوھاب نجدی کی کتاب التوحید کے عقائد ہیں جو یقیناً خارجی عقائد ہیں۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کا بڑے بھائی کے برابر ہونا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرات اولیاء کرام کو چمار سے بھی ذلیل سمجھنا، حضور علیہ السلام کو مٹی میں مل گیا ہوا سمجھنا، نبیوں کا مقام بس گاؤں کے چوہدری کے برابر سمجھنا، مشائخ و بزرگان دین کے سلسلوں کو یہودیت بتانا، تمام اولیاء اللہ کے معمولات، عرس، گیارہویں، میلاد شریف، وظیفہ یارسول اللہ وعظمت واحترام انبیاء کرام کو کفر و شرک بتانا۔ (نعوذ باللہ من خرافات الوھابیۃ الخارجیۃ)

اے میرے مسلمان بھائیو! کیا یہ شانِ مصطفیٰ ﷺ اور انبیاء کرام و اولیاء کرام کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟ یقیناً ہے تو پھر کیا یہ اختلافات اصولی نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں! تو نام نہاد مفتی کس طرح یہ کہتا ہے کہ یہ اختلاف صرف ذاتی اور فروعی ہیں۔

پتہ نہیں نام نہاد مفتی کے دل میں کیا حسد و تعصب ہے جو واضح حقائق سے نظریں چُرا رہا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مسلمان کے لیے عظمت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ سب سے اہم فرض و ضروری ہے۔ ورنہ سب کچھ بے کار ہے۔ شاعر نے خوب کہا!

محمد ﷺ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
جو ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

باری تعالیٰ کے لیے کذب کا ممکن ہونا بھی دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے یکروزی میں لکھا ہے:

" پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنٰی سطور باشد (الی قولہ) الا لازم آید کہ قدرت انسانی زاید از قدرت ربانی باشد"۔

یعنی پس ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت خدا کی قدرت سے زائد ہو جائے گی۔[1]

مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا:

"الحاصل امکان کذب سے مراد دخولِ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے"۔[2]

[1] (یکروزی، مصنفہ، اسمٰعیل دھلوی، مطبوعہ، فاروقی، ص ۱۴۵)
[2] (فتاوی رشیدیہ، حصہ اول، ص ۱۹)

یعنی مولوی گنگوہی دیوبندی کے نزدیک جھوٹ قدرتِ الٰہی میں داخل ہے۔(**العیاذ باللہ**)

محمود الحسن دیوبندی لکھتا ہے:"کذب متنازعہ فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے"۔[1]

مزید لکھتا ہے:"افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں"۔[2]

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک جھوٹ مقتدر الٰہی میں داخل ہے۔ جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا"کلام لفظی افعال میں سے ہے اور صدق مرتبہ فعل میں مقدور ہے اور قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے تو بوجہ مقدوریت صدق اس کی ضد کذب بھی مقدور ہو گا۔۔۔ الخ۔[3]

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک یہ کلیہ ہے کہ "حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے"۔[4]

میرے مسلمان بھائیو! غور کریں کہ ان کا یہ کلیہ کس قدر غلط و شنیع ہے اور اس خود ساختہ کلیہ کو کوئی بھی صاحب ایمان و صاحب علم تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور الٰہی بھی ہو تو یہ لازم آئے گا کہ چوری، شراب خوری، جہل، ظلم وغیرہ بھی مقدور الٰہی بن جائیں کیونکہ یہ چیزیں مقدورالعبد ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جو چیزیں مقدور العبد ہیں مثلاً چوری، شراب خوری، جہل، ظلم، بیوی کرنا، بچے جننا، وغیرہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن ہیں۔(**العیاذ باللہ**)

حالانکہ ایسی چیزوں و امور سے قدرت الٰہی کا کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت ان نام نہاد مولویوں کا کلیہ سراسر غلط ہے۔ اور علماء اسلام نے ان شنیع عقائد و باتوں کا ردّ بلیغ فرمایا ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

ان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب یخرج بذالک عن الایمان۔

"کسی مؤمن کے لیے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کذب کا گمان کرے کیونکہ اس سے وہ قائل بے ایمان ہو جائے گا"۔[5]

صاحب مسامرہ فرماتے ہیں:

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم و السفه و الکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرة۔۔۔ الخ۔

ترجمہ: ظلم، سفہ(بے وقوفی، جہالت) اور جھوٹ قدرت الٰہیہ کے تحت داخل نہیں ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے امکانِ کذب

---

1 (الجهد المقل، مصنفه، محمود الحسن، دیوبندی، ج ۲، ص ۴۰)

2 (الجهد المقل حر ا، ص ۸۳)

3 (خلاصه کلام تهانوی، بوادر النوادر، ج ۱، ص ۲۱۰)

4 (تذکرة الخلیل مصنفه، عاشق الٰهی میرٹهی، مشن پریس میرٹه، ص ۸۶ مضمون محمود الحسن دیوبندی، مندرجه اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۹۸۹ء)

5 (تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۲۵۶)

ہر گز نہیں ہے"۔[1]

حضرت امام بن ہمام فرماتے ہیں:

وعند المعتزلۃ یقدر تعالیٰ ولا یفعل۔

ترجمہ: یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو کذب (جھوٹ پر قدرت ہے مگر وہ کرتا نہیں)۔[2]

عقائد کی مشہور و معتمد کتاب "عقائد عضدیہ" میں ہے:

"الکذب نقص و النقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات و لا تشملہ القدرۃ"۔

ترجمہ: کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے پس خدا کے لیے امکانِ کذب نہیں ہو سکتا اور نہ کذب پر خدا کی قدرت کو دخل ہے"۔

مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں ہم نام نہاد مفتی سے یہ پوچھتے ہیں کیا یہ ذاتی اختلاف ہے؟ یا صرف فروعی اختلاف ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی پاک و بے عیب ذات پر امکان کذب کا عیب لگانا ایمان ہے یا کفر؟ یہ فیصلہ نام نہاد مفتی پر چھوڑتے ہیں!

فتدبّر و لا تکن من المتعصبین الغافلین۔

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے کچھ خبر نہیں ہوتی۔[3]

"اور انسان خود مختار ہے، اچھے کریں یا نہ کریں، اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا"۔[4]

یہی عقیدہ معتزلہ کا بھی ہے جو انہوں نے رافضیوں سے لیا ہے، رافضیوں کا عقیدہ "بدأ" جس کا مطلب ہے کہ بعض علوم خدا پر بعد میں ظاہر ہوتے ہیں جن کا خُدا کو پہلے کوئی علم نہیں ہوتا"۔ شیعہ کی کتاب "اصول کافی" میں "بدأ" کا پورا باب باندھ کر اس کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے: "اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے"۔[5]

مولوی اسمٰعیل دیوبندی وہابی کے نزدیک خدا تعالیٰ کا علم لازم وضروری نہیں اور اس کا جہل ممکن ہے۔(**العیاذ باللہ**)

---

[1] (مسامرہ، ص ۱۸۰)

[2] (مسامرہ، ص ۱۷۰)

[3] (ملاحظہ کریں، تفسیر بلغۃ الحیران، حسین علی دیوبندی، خلیفہ مجاز گنگوھی)

[4] (تفسیر بلغۃ الحیران، ص ۱۵۶)

[5] (تقویۃ الایمان، مصنفہ، اسمٰعیل امام دیوبند، اھل حدیث کانفری، ص ۲۳)

"کہ جب چاہے علم غیب دریافت کر سکتا ہے" اور اس کو غیب دریافت کرنے کا اختیار ہے مگر بالفعل نہ اسے علم ہے اور نہ وہ کچھ جانتا ہے۔ لفظ "اختیار" سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ کی صفت اختیاریہ ہے واجبہ نہیں اور اختیار مستلزم ہے حدوث کو۔ تو علم الٰہی ان کے نزدیک قدیم نہ ہوا۔ جب کہ کتب فقہ وعقائد میں صراحتاً موجود ہے۔

لو قال خدائے قدیم نیست یکفر کذا فی التاتار خانیہ۔[1]

"یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او انسبہ الی الجھل او العجز او النقص"۔[2]

دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی کی حد درجہ نادانی، تعصب وبغض اور سراسر جہالت دیکھئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے بغض وعداوت نکالنے کی خاطر باری تعالیٰ کی بھی صریح گستاخی کرنے سے باز نہیں آیا اور بندوں کی صفت کو خدا کی قدیم وبے عیب ذات پر چسپاں کر کے خود اپنا بھی اور اپنے متبعین کا ایمان برباد کر دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

یہ تو اس طرح ہے جیسے کہ کوئی بے دین شخص کہے کہ زندہ رہنا خدا کے اختیار میں ہے، جب چاہے زندگی اختیار کر لے۔ یعنی اس کی صفت حیات مستقل وقدیم نہیں۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ وہ حیّ وقیوم ہے۔ (نعوذ باللہ من خرافات الدیوبندیۃ الخارجیۃ الوھابیۃ)

جب دیوبندی وہابی اللہ کے ہی علم (غیب) کے منکر ہیں تو پھر وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم کا انکار کریں تو تعجب کیا!

قرآن نے فیصلہ فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ (یونس ۶۹)

اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت واثبات رویت بلا جہت ومحاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است۔۔۔۔الخ۔[3]

پتہ چلا کہ دیوبندی وہابی مذہب میں خدا تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک ماننا سخت گمراہی ہے۔ تو ان کے فتویٰ سے تمام آئمہ کرام وپیشوایان اسلام بدعتی وگمراہ ہوئے۔ (معاذ اللہ)

---

[1] (فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۶۲)

[2] (فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۵۸)

[3] (ایضاح الحق، مصنفہ، اسمعیل دھلوی، امام دیوبندیت، ص ۵۳)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ رامکان نیست واورا جہۃ از فوق وتحت متصور نیست وہمیں است مذہب اہل سنت وجماعت"۔[1]

اور کتب فقہ اسلام میں واضح لکھا ہے:

"یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ"۔

یعنی جو اللہ کے لیے مکان ثابت کرے وہ کافر ہے۔[2]

فلہذا ہم نام نہاد مفتی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اختلافات فروعی ہیں؟ یا ذاتی ہیں؟ یا اصولی اختلافات ہیں کیونکہ ایک عقیدہ کفر ہے جب کہ دوسرا عقیدہ اسلام وایمان! توکیا کفر وایمان کا اختلاف صرف ذاتی وفروعی ہوتا ہے۔(فافہم حقائق الاسلام)

بارگاہ الوہیت میں گستاخیاں اور عقائد شنیعہ کے ساتھ ساتھ دیوبندیوں وہابیوں کا شان رسالت وشان مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں نہایت قبیح وباطل عقائد ونظریات کا اظہار کرنا جو یقیناً کھلی گمراہی ہے۔

مولوی خلیل احمد دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان، ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کے لئے خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔[3]

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔[4]

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک ملک الموت اور شیطان لعین کا علم بھی سرور کون ومکان سے زیادہ ہے (العیاذباللہ) ان ناپاک اور باطل عقائد کے متعلق علماء اسلام کا فیصلہ سماعت فرمائیں۔

امام اہل سنت حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"فان من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد عابہ ونقص (الی قولہ) والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق بینھما۔۔الخ۔

---

[1] (تحفۂ اثناعشریہ فارسی، مطبوعہ کلکتہ، ص ۲۵۵)

[2] (فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۵۹)

[3] (براھین قاطعہ، مصنفہ خلیل احمد، صدر مدرس، دیوبندیہ سھارنپور، ومصدقہ، رشید احمد گنگوھی، مطبوعہ دیوبند، ص ۵۱)

[4] (براھین قاطعہ، ص ۵۲)

ترجمہ: جس شخص نے خدا کی کسی بھی مخلوق کا حضور کریم ﷺ سے زیادہ علم مانا تو بیشک اس شخص نے حضور کریم علیہ السلام کو عیب لگایا اور حضور کی تنقیص کی اور کسی بھی مخلوق سے آپ کا علم کم بتانے والے شخص اور آپ کو گالی دینے والے شخص میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔الخ۔[1]

تو دیوبندیوں وہابیوں کے امام نے حضور علیہ السلام کا علم ملک الموت اور شیطان کے علم سے کم بتا کر یقیناً حضور علیہ السلام کی تنقیص کی اور گالی دی ہے۔

اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ المنتقص له کافر مرتد و الوعید علیه جار بعذاب الله له و حکمه عند الامة القتل و من شک فی عذابه و کفره فقد کفر لان الرضی بالکفر کفر"۔

ترجمہ: تمام امت محمدیہ کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کو گالی دے یا آپ کی تنقیص کرے وہ بیشک کافر مرتد ہے عذاب الٰہی کا مستحق ہے اور اس کا قتل واجب ہے اور جو شخص اس کو کافر کہنے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے"۔[2]

اور دیوبندی خود بھی اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ صاحب نسیم الریاض کا یہ حکم درست ہے۔[3]

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد۔ بچندیں مرتبہ بہتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔۔۔۔الخ۔

یعنی خلاصہ یہ (نماز میں) کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال بہتر ہے اور بیل گدھے کے خیال سے بزرگوں اور جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا خیال کئی درجے بدتر ہے"۔ **العیاذ بالله**[4]

نجانا الله سبحانه من هو لآء الخرافات الدیو بندیه الوهابیة الخارجیة

---

[1] (نسیم الریاض، شرح شفاء قاضی عیاض، مصنفه شهاب الدین خفاجی، ج ۴، ص ۴۳۵)

[2] (نسیم الریاض، ج ۴، ص ۳۳۸)

[3] (دیکھئے المهند، ص ۲۵)

[4] (صراط مستقیم، مصنفه اسمٰعیل دهلوی، مطبوعه مجتبائی ص ۸۶)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دیوبندی وہابی باطل عقیدہ و نظریہ کا رد:

"بحالت نماز "أحضر فی قلبک النبیﷺ و شخصہ الکریم فقل السلام علیک ایھا النبی۔۔۔الخ۔

ترجمہ: التحیات پڑھتے وقت حضور کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو دل میں حاضر کرو اور عرض کرو السلام علیک ایھا النبی۔[1]

فتاویٰ عالمگیری و در مختار میں ہے:

و یقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ الإنشاء کان یحی اللہ تعالیٰ و یسلم علی نفسہٖ و اولیاءہ لا الاخبار مِن ذالک۔۔۔الخ۔[2]

اسی قول کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ای لا یقصد الاخبار و الحکایۃ عما وقع فی المعراج۔۔۔الخ۔

یعنی معراج میں مذکورہ واقعہ کی حکایت نہ کرے بلکہ خود اپنے سلام کہنے کی نیت کرے۔[3]

علامہ اقبال اس باطل نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ:

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام　　　میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(بال جبریل)

اسمٰعیل دہلوی، سرور کون و مکان ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہوئے"۔ مزید لکھتا ہے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار کرو"۔[4]

آقائے دوجہاں ﷺ کی صفات کمالیہ و خصائص نبوت و اوصاف حمیدہ کو چھوڑ کر صرف بڑا بھائی بتایا، یہ آپ علیہ السلام کی صریح بے ادبی و گستاخی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسی مقتدر و باعظمت ہستیاں بھی یہ جرأت نہ کر سکیں مگر نجدی وہابی دیوبندی بے باکانہ یہ جرات کر بیٹھا۔ (العیاذ باللہ)

---

[1] (احیاء العلوم للغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ج ا، باب ا، ص ۵۱)

[2] (درمختار، ج ا، ص ۳۵۸)

[3] (فتاویٰ شامی، ج ا، ص ۳۵۸، مطبوعہ مصر)

[4] (تقویۃ الایمان، مطبوعہ دھلی، ص ۶۷، ۶۸)

غور کریں بڑے بھائی کی بیوی تو ماں نہیں کہلاتی اور بھائی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہوتا ہے۔ جب کہ سرکار دوعالم ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں اور تا قیامت ان سے امت کے کسی فرد کا نکاح حرام ہے۔ کیا دیوبندی وہابی کو یہ واضح ترین فرق نظر نہیں آتا؟ ہائے رے یہ تعصب! اللہ کی پناہ۔ تو آپ علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنا کس قدر توہین ہے۔ نام نہاد مفتی سے پوچھئے کیا یہ ذاتی و فروعی اختلاف ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ یہ اصولی اختلاف ہے کیونکہ عظمت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ اصل ایمان ہے اور اس کے برخلاف توہین و گستاخی کرنا کفر ہے اور حبطِ اعمال کا سبب ہے۔

بقولہ تعالیٰ: یاایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم بعضاً ان تحبط اعمالکم وأنتم لاتشعرون (فافھم ایھا المفتی ولاتکن من الخسرین)۔

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم   واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

"یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔[1]

ہر مخلوق میں انبیاء کرام بھی داخل ہیں اور انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و عظمت عطا فرمائی خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو مخلوق میں سب سے زیادہ عظمت عنایت فرمائی ہے۔ تو بقول دیوبندی وہابی امام کے انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام بھی چمار سے زیادہ ذلیل ہیں"۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ (نقل کفر کفر نباشد)

کیا یہ محبوبانِ خدا انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہم السلام کی شانِ مبارک میں سراسر گستاخی نہیں ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ:

لایمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مزید لکھتا ہے: "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔۔۔ الخ۔[2]

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے شمار اختیارات عنایت فرمائیں ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"انما انا قاسم واللہ یعطی"۔

بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ یعنی اللہ کے خزانے تقسیم کا اختیار اللہ نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

[1] (تقویۃ الایمان، ص ۱۶، مطبوعہ دھلی)
[2] (تقویۃ الایمان، ص ۲۴)

قرآن کریم میں منصب نبوت کے فرائض بتاتے ہوئے ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (آل عمران ۱٦٤)

اگر اختیار نہ ہوتا تو امت کو تعلیم کتاب و حکمت کس طرح دیتے اور تزکیہ نفس کس طرح فرماتے؟ معرفت الٰہی کی منازل کیسے طے کراتے؟

آقائے دوجہاں سرور انبیاء علیہ السلام کے مقام و مرتبے واختیار کی پہچان نہ کرپائے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (البقرۃ ۲۱۳)

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔

یقیناً مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔[1]

اسمٰعیل دہلوی کا ایک اور باطل نظریہ ملاحظہ کیجئے۔ لکھتا ہے: یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔[2]

اسمٰعیل دہلوی وہابی امام دیوبندیہ نے حضور علیہ السلام پر جھوٹ باندھا ہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی اور جو حضور علیہ السلام پر قصداً جھوٹ باندھے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حدیث شریف ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ علی النار۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

دوسرا باطل نظریہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ کو مرکر مٹی میں ملنے والا کہا۔ یہ صریحاً گستاخی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (البقرۃ ۱٥٤)

اللہ نے ان لوگوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں، حالانکہ شہداء کا مرتبہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبے سے کئی درجہ کم ہے تو جب شہداء کو مردہ کہنا منع ہے تو انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کو مرکر مٹی میں ملنے والا کہنا یقیناً اشد ترین ممنوع و حرام ہے۔ اور جب کہ انبیاء کرام کا ہر لمحہ فی سبیل اللہ ہی ہے کیونکہ وہ اللہ کے منتخب کردہ اور اس کے پیغمبر

---

[1] (بخاری، ج ۱، ص ۵۰۸)

[2] (تقویۃ الایمان، ص ٦۹)

ہیں۔ تو وہ شہداء بھی ہیں۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

ان اللہ حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے مبارک جسموں کو کھائے۔

فلہذا انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہم السلام کو مر کر مٹی میں ملنے والا کہنا صریحا گستاخی و کفر نہیں؟ یقیناً ہے، تو نام نہاد مفتی بتائے کہ یہ اختلاف ذاتی و فروعی ہے یا اصولی ہے؟ ہم دعوت دیتے ہیں نام نہاد مفتی اور دیوبندی وہابی مولویوں کو کہ وہ تعصب و حسد و جہالت کی پٹی آنکھوں اور دل سے اتار کر ان عقائدِ باطلہ سے توبہ کریں اور اپنی آخرت و دنیا کو سنواریں۔ کہیں خسر الدنیا والآخرہ ان کے مقدر میں نہ ہو۔

حضور ﷺ کی صفت خاصہ رحمۃ للعلمین میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی نے رحمۃ للعٰلمین کو حضور علیہ السلام کا خاصہ ہونے کا انکار کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

الجواب: لفظ رحمۃ للعلمین صفتِ خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں۔[1]

مولوی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے: حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ کئی روز حضرت مولانا گنگوہی کو دست آتے رہے اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہو گی۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعلمین فرماتے تھے۔[2]

آج نماز جمعہ پر یہ خبر جان کاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن دیوبندی لاہور) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک رحمۃ للعلمین حضور سرور دوجہاں ﷺ کی صفت خاصہ نہیں بلکہ دیوبندی مولوی بھی رحمۃ للعلمین ہیں۔ (العیاذ باللہ) کیا یہ حضور علیہ السلام کے ساتھ برابری کا دعویٰ نہیں ہے؟ کیا یہ قرآنی تعلیمات کے منافی نہیں ہے؟ قرآن نے تو کسی نبی علیہ السلام کو بھی رحمۃ للعلمین سے نہیں پکارا سوائے خاتم النبیین ﷺ کے!۔

---

[1] (فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ گنگوھی، ج ۲، ص ۹)

[2] (اضافاتِ یومیہ، تھانوی، ج ۱، ص ۱۰۵، تذکرہ حسن بحوالہ ماھنامہ تجلی دیوبند و ماھنامہ نوری کرن بریلی فروری ۱۹۶۳ء)

معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہوئے۔(نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد)

تقویۃ الایمان ص ۳۱ پر لکھا ہے: "کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا"۔(العیاذ باللہ)

جبکہ دوسری طرف دیوبندی وہابیوں کو اپنی آخرت کا بھی پتہ ہے "چوتھی بات یہ فرمائی جیسے یقین ہو کہ جنت میں ضرور جائیں گے"۔[1]

"اور کشف ہے کہ لوگ اس کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جاکر دیکھ سکتے ہیں، وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی، یہ بات تو کافر کو بھی حاصل ہو سکتی ہے"۔[2]

تقویۃ الایمان کے مولوی کے نزدیک نبی وولی کو کچھ پتہ نہیں (العیاذ باللہ) جب کہ نبوت کے معنی ہی اخبار عن الغیب ہے تو نبی کو کس طرح کچھ پتہ نہ ہو؟ عجیب بات ہے! تو ان کم عقل لوگوں سے پوچھا جائے کہ جب نبی کو کچھ خبر نہیں (معاذاللہ) تو ان احمقوں کو یہ علم کہاں سے مل گیا؟ یہ علامہ، مولانا، پیر، حضرت وغیرہ وغیرہ بن بیٹھے؟

اور اولیاء کے بارے میں حدیث میں آیا ہے:

اتقوا من فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔

یعنی مومن (کامل) کی فراست (قلبی) سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اور انبیاء واولیاء کے برعکس دیوبندی وہابی مولویوں کو دنیا اور آخرت کی خبر ہے۔(العیاذ باللہ)

تقویۃ الایمان ایک رسوائے زمانہ کتاب ہے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی خرافات سے بھری کتاب "کتاب التوحید" کا چربہ ہے۔ جس میں شان خداوندی، شان رسالت اور شان اولیاء میں نہایت گستاخانہ نظریات وعقائد لکھے ہیں۔(نعوذ باللہ من خرافات الوھابیۃ)

اس تقویۃ الایمان کتاب اور اس کے مؤلف اسمٰعیل دہلوی کی تائید وتصدیق دیوبندی مولویوں نے کی ہے:

جیسا کہ فتاوی حقانیہ، ج ۱، ص ۲۰۹ پر لکھا ہے:

سوال: کیا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واقعی ایک عالم باعمل اور ولی اللہ تھے؟ نیز ان کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کیسی کتاب ہے؟ بعض لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں؟ آیا درست ہے یا غلط؟

الجواب: حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عالم باعمل، ولی کامل اور مجاہد فی سبیل اللہ ہونا ناقابل

---

[1] (ارواح ثلاثۃ تھانوی، ص ۳۵۷)

[2] (افاضات یومیہ، تھانوی، ۴۴۱)

انکار ہے، اہل اسلام آج تک آپ کے کردار کو سراہتے ہیں، آپ ہی کی تعلیم جہاد نے مسلمانان ہند میں جذبہ جہاد پیدا کیا جو آزادئ ہند پر منتج ہوا۔ اور آپ کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کے بارے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ "اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف "تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے اس کا مؤلف شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مقبول بندہ تھا ان کو جو کافر جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے"۔[1]

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں تقویۃ الایمان کی گستاخانہ باتوں کے باوجود دیوبندی مولویوں کی اس کی تائید و تصدیق و تحسین کرنا اس کے کفر کو تسلیم کرنا ہے اور رضا بکفر ہونا ہے۔ تو رضا بالکفر کفر ہے۔

ہم نام نہاد مفتی سے پوچھتے ہیں کیا یہ اختلافات ذاتی و فروعی ہیں؟ یقیناً یہ اختلافات ذاتی و فروعی نہیں ہیں بلکہ اصولی و عقائد کے صحیح غلط ہونے کے اختلاف ہیں۔ لہٰذا نام نہاد مفتی اور اس کے متبعین و مصدقین کو اپنے گستاخانہ و باطل الفاظ سے توبہ کرنا لازم ہے۔ تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔

مذکور بالا عبارت جو تقویۃ الایمان اور دیگر دیوبندی مولویوں کی کتب سے بحوالہ پیش کی گئی ہیں وہ التزامات کفریہ پر مشتمل ہیں۔ اور ان کتب کے مولوی بھی اپنے ان عقائد کفریہ کی بناء پر کافر ہیں اور دیوبندی وہابی یا کوئی بھی شخص ان عبارات کفریہ کا قائل ہو یا مصدق و تائید کرنے والا ہو یا تاویلات باطلہ و فاسدہ کرنے والا ہو وہ کافر ہے۔ ان عبارات کو پڑھ کر سن کر جان بوجھ کر خاموش رہنا بھی ان کفریہ عقائد پر رضا کی علامت ہے جب کہ غیر کے کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفی المحیط اذا سکت القوم عن المذکر و جلسوا عندہ بعد تکلمہ بالکفر کفروا۔"[2]

حدیث شریف میں ہے:

کما فی حدیقیۃ و الرضاء بکفر نفسہ فانہ کفر مطلقا و الرضا بکفر غیرہ مطلقا عند البعض ای بعض العلماء قال فی شرح الدرر و رضا بکفر نفسہ کفر بالاتفاق و ام الرضاء بکفر غیرہ فقد اختلفوا فیہ۔[3]

ان عبارات کی روشنی میں ہم نام نہاد مفتی کو دعوت دیتے ہیں کہ جس طرح اس نے لوگوں کے مجمعے میں علی الاعلان کفریات سے رضا کا اظہار کیا اور اصولی (عقائد) کے اختلافات کو ذاتی و فروعی کہہ کر علماء اہل حق پر الزام لگایا ہے، اسی طرح وہ مجمعے میں علی

---

[1] (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الایمان و الکفر، بحوالہ فتاویٰ حقانیہ، ج ۱ ص ۲۰۹)

[2] (شرح فقہ اکبر، ص ۱۶۵)

[3] (حدیقیہ ج ۱، ص ۴۴۹)

الاعلان توبہ کرے تجدید ایمان و تجدید نکاح اس پر لازم ہے۔

جیسا کہ صاحبِ نبراس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

کما فی النبراس و من صدر عنہ ما یوجب الکفر حبطت حسناتہ و وجب اعادۃ الحج و تجدید النکاح بعد تجدید الایمان و لا یکفیہ الایمان بکلمۃ الشھادۃ علی حسب العادۃ مالم یقصد تجدید الایمان۔[1]

و قال صاحب المضمرات نقلا عن الذخیرۃ یؤمر بالتوبۃ و الرجوع عن ذلک و تجدید النکاح بینہ و بین امرأۃ۔[2]

اسی طرح جو ان کلماتِ گستاخانہ کو سن کر خاموش تماشائی بن کر بیٹھے ہیں ان پر بھی اس کا رد کرنا لساناً اگر وہ اہل علم ہیں، تو ضروری ہے ورنہ وہ شیطان اخرس کے زمرہ میں داخل ہونگے۔ اور جو اہل علم نہیں وہ کم از کم دل میں ضرور برا جانیں اور اس کا اظہار کریں ورنہ وہ اَضعف الایمان سے بھی دور ہو جائیں گے۔ **(نعوذ باللہ من سوء الادب)**

مولوی قاسم نانوتی دیوبندی اپنی کتاب "تحذیر الناس" ص ۵ پر لکھتا ہے:

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں؟ **(معاذ اللہ)** کیا یہ بارگاہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی نہیں؟ کیا آپ علیہ السلام سے ہمسری نہیں بلکہ آپ علیہ السلام سے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں؟ یقیناً ہے۔

حالانکہ صحیح حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق وارد ہے: میرا صحابی ایک مُد جو یا کھجور کی گٹھلی خیرات کرے اور کوئی دوسرا (یعنی غیر صحابی) اُحد پہاڑ کے مثل سونا خیرات کرے تو بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خیرات کے برابر نہیں ہو سکتا"۔

غور کریں جب نبی علیہ السلام کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کے برابر بھی دوسرے امتی کا عمل نہیں ہو سکتا تو انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ السلام کے عمل کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے چہ جائیکہ زیادہ ہو۔ ہم بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ دیوبندیوں وہابیوں کے احمقانہ و متعصبانہ و گستاخانہ نظریات سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی اپنی کتاب "تصفیۃ العقائد" ص ۲۳ پر لکھتا ہے: دروغ بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں"۔

[1] (نبراس، ص ۵۷۱)

[2] (نبراس، ص ۵۷۱)

مزید لکھتا ہے: بالجملۃ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنیٰ سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے پاک ہیں، خالی غلطی سے نہیں"۔[1]

کسی شخص نے یہی عبارتیں بغیر مصنف کا نام ذکر کیے مفتیان دیوبند سے ان کے متعلق فتویٰ پوچھا انہوں نے حکم دیا کہ:

"ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا نکاح فاسد ہوا"۔[2]

پتہ چلا کہ دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک فخر دوعالم باعث کائنات معلم کائنات ﷺ دروغ (کذب) سے معصوم نہیں۔(العیاذ باللہ)

حالانکہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے: الانبیاء معصومون عن الصغائر و الکبائر "۔

اورآپ علیہ السلام صادق و امین ہیں۔ کذب عیب ہے اور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ عیب سے پاک ہے۔ جب کہ "کذب" منصبِ نبوت کے بھی منافی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ علیہ السلام کے سامنے ثنائے مصطفیٰ کرتے تھے اور آپ علیہ السلام ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے، وہ فرماتے ہیں:

خلقت مبرأ من کل عیب ۔۔۔ کأنک قد خلقت کما تشاء

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا:

سوال: صحابہ پر طعن و مردود کہنے والا سنت وجماعت سے خارج ہو گا یا نہیں۔۔۔الخ

الجواب: وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت وجماعت سے خارج نہ ہو گا فقط۔[3]

جب کہ علمائے اہل سنت وجماعت کا نظریہ ہے کہ: جو حضرات شیخین صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے کتب معتمدۂ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح وفتویٰ کی تصریحات پر مطلق کافر ہے"۔[4]

اور امام اعظم سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اہل سنت وجماعت کی علامات میں منقول ہے:

فضیلۃ الشیخین و حب الختنین و المسح علی الخفین۔

---

[1] (تصفیۃ العقائد، ص ۲۵)

[2] (تجلی دیوبند، مئی ۱۹۵۶، ص ۳، کالم ۱)

[3] (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۴)

[4] (رد الرفضۃ، مصنفہ، مولانا احمد رضا کان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۲)

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

"سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"۔ [1]

(العیاذ باللہ)

انبیاء و اولیاء کی شان میں سراسر گستاخی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء و اولیاء میں موازنہ و مقابلہ کر کے گستاخی کی ہے کیونکہ اللہ خالق ہے اور انبیاء و اولیاء اس کی مخلوق ہیں۔ تو خالق و مخلوق میں کس طرح مقابلہ و موازنہ ہو سکتا ہے؟ یہ بدعتِ مذمومہ دیوبندی وہابیوں کی خود ساختہ ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو انبیاء و اولیاء کی شان و عظمت بیان فرماتا ہے جب کہ دیوبندی وہابی مولوی ان کی شان کو کم کرنے کے چکر میں رہتا ہے۔ **(نعوذ باللہ من هذه الجهالة)**

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (المنافقون ٨)

یعنی عزت اللہ کے لیے ہے، اس کے رسول کے لیے اور مومنوں کے لیے ہے"۔ مگر منافقین نہیں جانتے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا:

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا (الأحزاب ٦٩)

وہ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک وجیہ (معزز و باوقار) ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (آل عمران ٤٥)

یعنی وہ (عیسیٰ علیہ السلام) دنیا و آخرت میں وجیہ ہیں۔

اور جو کمالات و مراتب تمام انبیاء کو عطا ہوئے وہ سب اللہ کے حبیب ﷺ کو عطا ہوئے ہیں۔ آپ علیہ السلام سب سے بڑھ کر وجیہ ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بھی عزت و تکریم عطا فرمائی:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (الإسراء ٧٠)

اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو تکریم و عزت عطا کی۔

تقویۃ الایمان ص ۳۵، پر مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے:

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد

[1] (تقویۃ الایمان، ص ۲۳)

ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے"۔

مزید لکھتا ہے:

"پس وجود مثل نبی ﷺ داخل باشد تحت قدرت الٰہیہ وھو المطلوب"۔[1]

ملاحظہ کیجئے دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ کی مثل نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح وہی عقیدہ مرزائیوں قادیانیوں کے بھی ہیں۔

چنانچہ مرزا ثانی لکھتا ہے:

"اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں کسی طرح فرق نہیں آتا"۔[2]

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں"۔[3]

ہمارے (اہل سنت وجماعت) کے نزدیک مرزائی قادیانی نظریہ سراسر باطل وغلط ہے اور اسی طرح دیوبندی وہابی نظریہ بھی قطعاً غلط ہے، اور تقویۃ الایمان وہی کتاب ہے جس کو گنگوہی دیوبندی اپنے فتویٰ میں ہر دیوبندی کا ایمان بتاتا ہے۔ (نجانا اللہ من ھذا سوء الاعتقاد)

حالانکہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگر بقول دیوبندیہ آپ کے برابر کوئی نبی پیدا ہو سکے گا تو وہ بھی خاتم النبیین ہو گا۔ ورنہ برابری کا دعویٰ غلط ہو جائے گا۔ اور جب وہ خاتم النبیین ہو گا تو حضور علیہ السلام خاتم النبیین نہ رہیں گے نیز قرآن کریم کا جھوٹا ہونا بھی لازم آئے گا۔ اور چونکہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں لہذا آپ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال بالذات ہے۔ اور تمام امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔

مسائرہ مع مسامرہ میں لکھا ہے:

المحال لا یدخل تحت القدرۃ۔

یعنی محال چیزیں قدرت الٰہیہ کے تحت حاصل نہیں۔[4]

---

[1] (یکروزی مصنفہ اسمٰعیل، ص ۱۳۸)
[2] (دعوۃ الامیر، ص ۳۸)
[3] (کشتئ نوح، ص ۳۳)
[4] (مسائرہ مع مسامرہ ص ۱۸۰)

تو دیوبندیوں وہابیوں نے مثل نبی کو داخل قدرت الٰہیہ شمار کر کے حضور علیہ السلام کے بعد ایک دوسرے خاتم النبیین کا امکان مان لیا۔ یہ مذکورہ بالا عبارات دیوبندیہ وہابیہ اور مرزائیہ قادیانیہ کفر و گمراہی نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں تو نام نہاد مفتی بتائے یہ اختلاف ذاتی یا فروعی ہے؟ کیا یہ کسی مال پر، یا زمین، یا اقتدار پر اختلاف ہے؟ نہیں بلکہ اصولی اختلاف ہے کیونکہ یہ اختلاف شانِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مسئلے پر ہے جو یقیناً اصولی مسئلہ ہے۔ (فافهم و لاتكن من الغافلين)

دیوبندی مولویوں کا محمد بن عبد الوھاب نجدی اور وھابیت کی تائید کرنا

رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے: "شیخ ابن عبد الوھاب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ حنبلی مذہب رکھتے تھے۔[1]

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے: "بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں، یہاں فاتحہ و نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو"۔[2]

سوانح مولانا یوسف کاندھلوی ص ۱۹۵ پر ہے: "ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے: "اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر (لوگ) خود ہی وہابی بن جائیں"۔[3]

"وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان"۔[4]

تبلیغی جماعت کا مقصد بھی دیوبندیت و وہابیت کو پھیلانا ہے

تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس میواتی نے ایک دفعہ کہا: "حضرت (مولانا اشرف علی) تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے پس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔[5]

مولوی محمد یوسف نے ایک تقریر میں کہا تھا:

"حضرت شاہ اسماعیل اور حضرت سید احمد شہید اور ان کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے۔ وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنا لیا تو شیطان نے وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کے یہ دوسرے علاقے کے لوگ ہیں ان کی بات یہاں کیوں چلے انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی ان کے کتنے ہی ساتھی شہید

---

[1] (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۹، ج ۱)

[2] (اشرف السوانح، ج ۱، ص ۵)

[3] (الافاضات یومیہ، ج ۵، ص ۶۷)

[4] (الافاضات یومیہ، ج ۵، ص ۶۷)

[5] (ملفوظات، مولانا الیاس)

کر دیئے گئے"۔[1]

مذکورہ بالا عبارات سے پتہ چلا کہ محمد بن عبد الوھاب نجدی، اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا ہیں اور یہ سب لوگ عقائد میں متحد ہیں۔ اور کفریات کے قائل و مصدّق ہیں۔

ان کے متعلق صاحب در مختار نے فرمایا:

"اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا الٰہی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔۔الخ"۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ابن عبد الوھاب کے تابعین سے سر زد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذھب بتلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔

اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔۔الخ۔

یہ وہ عقائد باطلہ ہیں دیوبندیوں وہابیوں کے جن میں اللہ تعالیٰ اس کے محبوب ﷺ اور اولیاء کی صریحاً گستاخیاں کی گئیں، گالیاں دی گئیں، مسلمانوں کو بدعتی، گمراہ اور کافر کہا گیا۔

نام نہاد مفتی بتائے کیا یہ اختلافات ذاتی و فروعی ہیں؟ یا اصولی ہیں؟

اذا کان الغراب امام قوم　　　　سیھدیھم طریق الھالکین

بلغۃ الحیران میں ایک گستاخانہ خواب کا تذکرہ:

"حضور ﷺ پل صراط پر میرے گلے سے لگ کر جارہے تھے میں نے دیکھا کہ آپ گر رہے ہیں، میں نے آپ کو پکڑا اور گرنے سے بچالیا"۔[2]

وہ ہستی جسے اللہ نے رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا، اور جس محبوب کی رحمت تمام کائنات کو تھامے ہوئے ہے اس ہستی کے بارے میں کتنی گستاخی کی کہ "وہ گر رہے تھے اور بلغۃ الحیران کا دیوبندی گستاخ مولوی آپ علیہ السلام کو گرنے سے بچا رہا ہے"۔ (استغفر اللہ) حالانکہ قرآن کی آیت واضح اعلان کر رہی ہے کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو جہنم سے بچانے والے ہیں۔

---

[1] (مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت، ص ۳)

[2] (میرے، بلغۃ الحیران، مصفنہ، مولوی حسین علی دیوبندی، ص ۸)

وَ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَ کُمْ مِنْھَا (آل عمران ۱۰۳)

اور مقام شفاعتِ تو آپ کا منصب ہے۔ جو گناہگاروں کو جہنم سے بچانے کے لیے اور شانِ مصطفیٰ ﷺ ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔

عَسٰی أَنْ یَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا (الإسراء ۷۹)

اور قیامت کے دن پل صراط پر سے گرنے والوں کے لیے آپ علیہ السلام فرمائیں گے۔ سلِّم سلِّم۔ اے اللہ! اسے گرنے سے بچالے تو آپ علیہ السلام کی دعا کے سبب وہ گرنے سے بچیں گے۔ تو بتائیے کون کس کو گرنے سے بچانے والا ہے؟

بلغۃ الحیران ص ۴۳، پر لکھا ہے:

طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت۔

اس معنی بموجب طاغوت جن، اولیاء اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہو گا۔ یا مراد خاص شیطان ہے"۔ (العیاذ باللہ)

انبیاء کرام، اولیاء کرام اور ملائکہ کرام کو طاغوت کہنا دیوبندی وہابی کے نزدیک جائز ہے۔ حالانکہ طاغوت کا معنی شیطان کیا گیا ہے۔ اور شیطان تو دشمن خدا ہے جب کہ انبیاء، اولیاء اور ملائکہ محبوبان خدا ہیں۔ تو کیا محبوبان بارگاہِ الٰہی کو دشمنِ خدا کا لقب "طاغوت" دینا گستاخی نہیں؟ نام نہاد مفتی اور اس کے مؤیّدین بتائیں کہ کیا یہ ذاتی و فروعی اختلاف ہے؟ اگر کوئی تمہارے باپ یا استاذ کو شیطان یا طاغوت کہے تو تم اسے گستاخی نہیں سمجھو گے؟ کیا تمہیں باپ و استاذ کی عزت و غیرت اجازت دے گی کہ ایسے شخص سے رابطہ رکھو یا اس کی تعریف کرو یا اس کی عزت کرو یا یہ کہہ کر ٹال دو کہ یہ فروعی اختلاف ہے؟ نہیں ہر گز نہیں تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر اس ذاتِ بابرکت جو معلم کائنات ہیں جو ہمارے روحانی والد محترم ہیں جو مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں، جن کا حق سب سے مقدم ہے، جن کی محبت اصل ایمان ہے، تو کیا محبوب رب العالمین ﷺ کے احسانات کا یہ صلہ ہے کہ اس ہستی کو "طاغوت" کہنے سے شرم و عار محسوس نہ ہو۔ (معاذ اللہ)

اور اسے ذاتی اختلاف کہہ کر ٹال دیا جائے، ہر گز نہیں یہ ذاتی و فروعی اختلاف نہیں ہے بلکہ اصولی اختلاف ہے۔ جو شخص نبی کریم علیہ السلام، انبیاء کرام، ملائکہ کرام یا اولیائے کرام کو طاغوت کہے وہ خود بڑا شیطان و گمراہ و کافر ہے۔ (نجانا اللہ من ھذہ الکفریات)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی — نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

بلغۃ الحیران ص ۲۴۴، پر لکھا ہے:

"اور رسولوں کا کمال سلامت رہنا عذاب الٰہی سے فقط"۔ (العیاذ باللہ)

دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک رسولوں کا یہی کمال ہے بس اور وہ بھی عذاب الٰہی سے سلامت رہنا۔ عجیب احمقانہ نظریہ و سوچ ہے ان کی۔ انبیاء و رسل تو اللہ کے نمائندے ہیں، اللہ نے انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔ تو کیا انہیں عذاب دے گا؟ (معاذاللہ)

یہ شانِ الٰہی و شان انبیاء کے خلاف ہے۔ اللہ جنہیں علم نافع و ولایت عطا فرماتا ہے انہیں عذاب نہیں دیتا تو انبیاء جنہیں اللہ نے تمام مخلوقات سے بہتر و افضل بنایا اور اپنا مقرب بنایا انہیں عذاب دینے کا عقیدہ و نظریہ یقیناً گستاخانہ ہے حالانکہ انبیاء کرام کی شفاعت سے تو دوسرے لوگوں کو عذاب سے سلامتی ملے گی، پھر ایسی ہستیوں کے متعلق یہ بات کہنا کہ ان کا کمال صرف عذاب الٰہی سے سلامت رہنا، یہ گستاخی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو بے شمار کمالات عنایت فرمائے ہیں۔

جن میں ایک یہ بھی ہے کہ:

الانبیاء کلھم معصومون عن الکبائر و الصغائر۔

☆ قرآن مجید کے بارے میں دیوبندی وہابی کا نظریہ یہ ہے کہ فصاحت وبلاغت کوئی کمال نہیں (معاذاللہ) چنانچہ بلغۃ الحیران میں ہے: "اس جگہ مفسرین کرام یہ معنیٰ کرتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء وبلغاء کے نہیں آیا اور یہ کمال بھی نہیں ہے۔[1]

حالانکہ قرآن کریم نے بڑے بڑے فصحاء عرب کو چیلنج دیا کہ اگر تمہارے خیال میں یہ خدا کا کلام نہیں اور کسی بندے کا کلام نہیں تو:

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (البقرۃ ۲۳)

تو قرآن کی طرح کوئی چھوٹی سی سورت ہی بنا لاؤ۔

اگر تم قرآن کی فصاحت وبلاغت کا مقابلہ نہ کر سکے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کلام بندے کا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا ہے۔ عجیب معاملہ ہے بے عقل لوگوں کا کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن کی فصاحت کا اعلان فرما رہا ہے اور یہ بے عقل لوگ اس کی فصاحت وبلاغت کے منکر ہیں۔ (العیاذ باللہ)

---

[1] (بلغۃ الحیران، مصنفہ، مولوی حسین علی دیوبندی، ص ۱۲)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

والاعجاز حصل بنظمہ و معناہ۔[1]

☆میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے متعلق دیوبندیوں کا نظریہ ملاحظہ ہو:

"بدعات (قیام میلاد) میں اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ عقل بالکل ظلماتی ہو جاتی ہے۔ اس لیے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست مولوی صاحب سے کسی بدعتی نے کہا کہ تم جو مولد میں جناب رسول خدا ﷺ کے ذکر مبارک کو کھڑے ہو کر کرنے سے منع کرتے ہو تو ذکرِ رسول کی تعظیم سے منع کرتے ہو۔[2]

ایک شخص کا کانپور سے خط آیا تھا اس میں دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی ﷺ کرنا کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی ہے، یہ اس لیے لکھا ہے کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو لوگ بدعت سے گھبراتے ہیں۔ (ہے بدعت ہی)۔[3]

"الحاصل قیامِ دست بستہ بخشوع غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوا"۔[4]

"قیام بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔۔۔۔۔۔ قیام کو سنت موکدہ جاننا بھی بدعت ضالہ ہے"۔[5]

"وقتِ ذکرِ میلاد کھڑا ہونا قرونِ ثلاثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا۔۔۔ بہر حال اس قیام کو واجب رکھنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ ہے۔۔۔ ایسی صورت میں قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہوگا۔ الحاصل صورتِ اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق تیسری صورت میں کفر و شرک ہو گا"۔[6]

مسئلہ: انعقاد مجلسِ میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ الخ۔[7]

بعضے تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی وجہ سے بیچ میں پیدائش کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔[8]

---

1 (شرح فقہ اکبر، مصنفہ، ملا علی قاری، ص ۱۸٦، مجتبائی)
2 (افاضات یومیہ ج ٦، ص ۲۸۲)
3 (افاضات یومیہ ج ۴، ص ۵۳۹)
4 (براهین قاطعہ، مصنفہ، خلیل احمد دیوبندی و مصدقہ، رشید احمد گنگوھی، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۹۴)
5 (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۳)
6 (براهین قاطعہ، مصنفہ، خلیل احمد دیوبندی و مصدقہ، رشید احمد گنگوھی، مطبوعہ دیوبند، ص ۴۹، ۱۴۸)
7 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۵)
8 (بهشتی زیور، مصنفہ، تھانوی، ج ٦، ص ۷۲)

پتہ چلا کہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ منعقد کرنا اس میں قیام کرنا درود سلام پڑھنے کے لیے یہ بدعت ہے اور گناہ ہے۔ (معاذاللہ)

حالانکہ اسلام میں آپ علیہ السلام کی عظمت وناموس کو بلند کرنے کے لیے کوئی مباح عمل حسن نیت کے ساتھ کرنا باعث اجر وترقی درجات ہے۔ تفصیلی دلائل سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف دیوبندیوں کے پیر ومرشد کے اقوال بیان کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

(اگرچہ دیوبندی اپنے پیر ومرشد کے اعتقادات کے مخالف ہیں)

"قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں"۔[1]

"بعض اعمال کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں وہ اثر خاص نہ ہو گا اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے (الی قولہ) اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئت کذائیہ (مروجہ) موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنیٰ پر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہو گا۔ اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔[2]

"وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔[3]

☆ جواہر القرآن ص٦ پر لکھا ہے "نبی کو جو حاضر وناظر کہے بلاشک شرع اس کو کافر کہے"۔ مزید لکھا ہے "جو انہیں کافر ومشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے"۔[4]

رسول کریم ﷺ کو حاضر وناظر ماننے کا عقیدہ رکھنے کو مشرکانہ عقیدہ قرار دیتے ہوئے دیوبندی وہابی مولوی رقمطراز ہے: "رسولِ کریم ﷺ کو حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص صریحہ شرعیہ کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔۔۔۔۔ اس گمراہانہ عقیدہ کو اسلامی تعلیمات سے اسی قدر بُعد ہے جس قدر بت پرستی اور عقیدہ تثلیث کو اسلام اور عقیدۂ توحید سے"۔[5]

---

[1] (فیصلہ ھفت مسئلہ، ص ۵، ارواح ثلاثہ، ص ۱۹۷)
[2] (فیصلہ ھفت مسئلہ، ص ۳)
[3] (ملفوظ، حاجی صاحب مندرجہ امداد المشتاق، مصنفہ، اشرف علی، ص ۵٦)
[4] (جواھر القرآن، ص ۷۷)
[5] (رسالہ حاضر ناظر، ص ۲ از مولوی منظور احمد نعمانی)

جب کہ دوسری طرف ابلیس لعین کے لیے کتنی وسعت کے قائل ہیں۔ چنانچہ حفظ الایمان ص ۹ پر مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی تحریر کرتا ہے: "ابویزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا یہ کوئی کمال کی چیز نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے"۔[1]

امداد السلوک اور الشہاب الثاقب میں لکھا ہے:

"ترجمہ (فارسی) یعنی مرید اس بات کو یقینی جانے کہ شیخ (دیوبندی پیر) کی روح ایک جگہ مقید نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہو قریب ہو خواہ دور رہے اگرچہ پیر کے جسم سے دور رہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں تو جب اس بات کو محکم جانے اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور رابطہ قلب پیدا ہو جائے اور ہر دم فائدہ حاصل کرتا رہے اور جب مرید کسی مشکل کشائی میں پیر کا محتاج ہو تو شیخ کو دل میں حاضر جان کر زبانِ حال سے سوال کرے تو خدا کے حکم سے یقیناً پیر کی روح اسے القاء کرے گی"۔[2]

قرآن کریم نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا:

انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا۔

شاہد کا معنی گواہ ہے۔ گواہی کی قوت و صداقت اس پر منحصر ہے کہ گواہ دیکھنے والا اور موجود ہو۔ یعنی حاضر و ناظر اور نبی کریم علیہ السلام کو دنیا و آخرت کا گواہ بنایا گیا اور کمال گواہی آپ علیہ السلام پر ختم ہوتی ہے۔ تو یقیناً آپ علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔ اور شیخ و ولی کو کرامت جو ملتی ہے وہ آقائے دوجہاں ﷺ کے معجزے کے تابع و فیض سے ملتی ہے۔ اگر شیخ (کامل و صحیح العقیدہ) کو طئے زمین یا قُرب و بعید سے مدد کرنے کی کرامت مل سکتی ہے تو اگر نبی علیہ السلام کو یہ کمال حاصل ہو (جو یقیناً حاصل ہے) تو دیوبندی وہابی کو کیوں تکلیف ہوتی ہے! اپنے ایمان کی سلامتی مطلوب ہے تو کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو دل و جان سے مانتے ہوئے بے ادبی و گستاخی سے توبہ کریں اور آئندہ اس شنیع فعل سے باز رہیں۔

☆ یارسول اللہ کہنا دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک ناجائز و کفر ہے۔ **(معاذاللہ)**

چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

"۔۔۔یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اور یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو وہ خود کفر ہے"۔[3]

[1] (حفظ الایمان، ص ۹، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)
[2] (ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ امداد المشتاق، مصنفہ اشرف علی، ص ۵۶)
[3] (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۶۲)

دیوبندیوں وہابیوں کو ہر اس بات و نظریہ میں شرک وکفر و بدعت نظر آتے ہیں جس میں محبوبِ خدا ﷺ کی شان و تعظیم کا ذکر ہو۔ یارسول اللہ کہہ کر پکارنا ان لوگوں کے نزدک کفر و ناجائز ہے حالانکہ قرونِ اولیٰ میں صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کا شعار یا محمد، یارسول اللہ ہوا کرتا تھا اور یہ مسلمانوں کا آج بھی شعار ہے۔ اور بمطابق حدیث مبارکہ: **اصحابی کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم** کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل و عقیدہ ہمارے لیے باعث ہدایت ہے اور دیوبندی وہابی اسے ناجائز وکفر کہتے ہیں۔ (معاذاللہ) اور دور سے سننے کو کفر سے تعبیر کیا ہے (**استغفر اللہ**) حالانکہ دور سے سننا خود قرآن کریم سے ثابت ہے۔

حَتّٰى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَاأَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۱۸) فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا (النمل ۱۹)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے کے دوران حضرت ساریہ کو آواز دی اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سنی تھی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **یاساریۃ الجبل** یعنی اے ساریۃ پہاڑ کے پیچھے متوجہ ہو دشمنان اسلام کا لشکر حملہ کرنے آرہا ہے۔ تو یہ دور سے پکارنا اور سننا ناجائز وکفر ہوا کیا؟ **(معاذاللہ)**

یہ فتویٰ تو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت ساریہ اور اس کی تصدیق کرنے والے تمام صحابہ کرام پر ہوا۔ **(نعوذباللہ)**

حالانکہ حدیث مبارکہ میں ہے:

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المهدیین۔

تو پیروی خلفاء راشدین ہدایت ہوگی یا گمراہی وکفر؟ نام نہاد مفتی بتائے یہ اختلاف کیسا ہے؟ ذاتی ہے یا اصولی **(فافهم ایها المفتی)**

اور علم غیب کا حاصل ہونا یہ تو عطائے الہی ہے جو قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ (الجن ۲۷)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔

جب قرآن کریم نے ایک اجمالی عقیدہ بتادیا کہ اللہ قادر و قیوم نے اپنے انبیاء خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو علم غیب سے نوازا ہے تو پھر اپنی ناقص عقل و علم سے کلی و جزئی کی بحث میں پڑنا یا علم کی تحدید کرنا قطعا درست نہیں۔ اتنا کافی ہے ایمان کے لیے کہ اللہ نے اپنے انبیاء کرام کو خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ اور بلاوجہ خالق و مخلوق میں مقابلہ و موازن کر کے تقدیس الہی جل جلالہ و شان حبیب کبریا میں بے ادبی و گستاخی کے مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔

ادب گاہے ہست زیر آسمان از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا است

☆ ربیع الاول، عشرہ محرم، و گیارہویں شریف کے موقع پر ایصال ثواب و فاتحہ کو حرام کہتے ہوئے دیوبندی وہابی مولوی لکھتا ہے:

سوال: یہ تعینات جیسے ربیع الاول میں کونڈا، اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ کی اور گیارہویں ۔۔۔۔ حرام ہیں یا نہیں؟

الجواب: ایسے عقائد موجب کفر کے ہیں۔[1]

مزید لکھتا ہے:

سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اس پیاؤ سے پینا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رشید احمد گنگوہی)۔[2]

جب کہ امام حسین کے ایصال ثواب کے لئے سبیل لگانا اور پانی وغیرہ پلانا ان کے نزدیک حرام ہے۔ (معاذ اللہ)

چنانچہ لکھتا ہے:

محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط۔[3]

حالانکہ پانی پلانا یا اس کا انتظام کر دینا صدقہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے حضرت سعد کی والدہ محترمہ کی وفات ہو گئی تو آپ نے آقائے دوجہاں ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "الماء"۔

1 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۸۸)
2 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۳، ص ۱۱۴)
3 (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۱۳)

توحضرت سعد نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا **هذا لام سعد**۔ یعنی اس کنویں کا پانی حضرت سعد کی والدہ کے ایصال ثواب کے لیے ہے۔ یہ پانی پلانا ہوا یا نہیں؟ کیا صحابی کا یہ عمل حرام ہوا؟ **(معاذ اللہ)** کیا نبی کریم علیہ السلام نے حرام کام کا حکم فرمایا؟ **(معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ)**

دیوبندی وہابی مولویوں کے فتوے کی زد میں تو صحابہ کرام اور سید المرسلین ﷺ بھی آ گئے! اب تو یہ لوگ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ نام نہاد مفتی اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

آیا یہ ذاتی اختلاف ہے؟ کیا اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں؟ کیا ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ایمانی مسئلہ نہیں؟

☆ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے: فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعتِ ضلالت ہے ہر گز نہ کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد۔[1]

کوّے کھانے کے بارے میں دیوبندی وہابی مولویوں کی بات سنئیے:

سوال: کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ ثواب ہو گا نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہو گا۔ فقط: رشید احمد۔[2]

جب کہ حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں:

عن ابن عمر قال من یاکل الغراب و قد سماه رسول الله ﷺ فاسقاً و الله ماهو من الطیبات۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر کی روایت ہے کہ کوّے کو کون کھا سکتا ہے حالانکہ اس کوے کا نام رسول مقبول ﷺ نے فاسق (بدکار) فرمایا ہے خدا کی قسم یہ کوّا پاک چیز نہیں ہے۔[3]

عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال الحية فاسقة و العقرب فاسق و الفارة فاسق و الغراب فاسق فقیل للقاسم أیؤ کل الغراب قال من یأکله بعد قول رسول ﷺ فاسقاً۔[4]

کوّا تو آپ علیہ السلام کو پسند نہ ہو آپ اسے فاسق کہیں اور دیوبندی وہابی اسے پسندیدہ قرار دیں اور اسے کھانے پر ثواب بھی پائیں۔

فیاللعجب!

[1] (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۵۰)
[2] (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۳۰)
[3] (ابن ماجہ: ۲۴۱)
[4] (ابن ماجہ شریف، ۲۴۱)

چونکہ ہندوؤں کو پسند ہے کوّا جیسا کہ ان کی کتابوں میں ہے

اے کوّے میں تجھے سچ کہتا ہوں، پاک سیوک مجھے پر ان کی طرح پیارا ہے۔۔۔۔۔کاگ بھنڈی کے خوبصورت وچن سن کر گرڑک پر خوشی سے پھول گئے۔[1]

تب میں فوراً ہی کوا بن گیا اور مینشور کے چرنوں میں سر جھکا کر رکھو بنش تلک رام چندر جی کا سمرن کر کے کے خوشی اڑ چلا۔[2]

تو اب دیوبندی وہابی مولوی صاحبان خود فرمائیں کہ ان کی اور ان کے متبعین کی مناسبت کس سے ہے! ہندو جو کوّے کو پسند کرتے ہیں ان کے ساتھ ہے یا نہیں؟ **فاعتبروا**

فلہذا نام نہاد مفتی بتائے کہ وہ کس کو پسند کرتا ہے! کوّے کھانے کو جو ہندوؤں کا پسندیدہ اور دیوبندیوں وہابیوں کا ماکول ہے یا حضور ﷺ کے فرمان کے بموجب کوّے کے فسق وعدم ماکول ہونے کا قائل ہے۔

☆ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی لکھتا ہے: یہ (عرس وغیرہ) امر بھی بدعت وضلال و گناہ سے خالی نہیں۔[3]

مزید لکھتا ہے:

مولود شریف اور عرس جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔۔۔اس زمانہ میں درست نہیں۔[4]

حالانکہ عرس بھی ایصال ثواب کا ایک ذریعہ ہے۔ جس کے باعث صاحب عرس کے درجات کی بلندی اور دیگر مسلمانوں کو وعظ و نصیحت ملتی ہے اور روحانی نسبت میں ترقی و پختگی نصیب ہوتی ہے۔ جو کہ امرِ محمود ہے۔ اولیاء اللہ کا عرس منانا دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک ناجائز ہے اور دوسری طرف خود اس میلے (عرس) کا انعقاد کر کے شرک بھی کرتے ہیں۔

نوائے وقت لاہور، ۱۹ اکتوبر ص ۱۹۶۱ء ص ۷ پر ہے:

"اوکاڑہ کے اس میلہ (عرس) میں مشہور احراری لیڈر ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین اور شورش کاشمیری شرکت فرما رہے ہیں"۔

اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ عطاء اللہ بخاری کا عرس ہر سال لاہور ملتان اور لائل پور میں بیادگار امیر شریعت کے لیبل سے احراری دیوبندی کرتے ہیں۔ یہ عجیب کم عقلی و دورخی ہے۔ ایک طرف عرس کو ناجائز کہنا اور دوسری طرف اس میں

---

1 (رامائن، مصنفہ تلی داس، ص ۶۷۰)

2 (رامائن، ص ۶۷۱)

3 (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۵)

4 (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۴۷)

شرکت کرنا!ان دیوبندی وہابی مولویوں کے فتویٰ کی زد میں تو خود نام نہاد مفتی بھی آ گیا۔ کیانام نہاد مفتی عرس میں شرکت نہیں کرتا؟ کیانام نہاد مفتی عرس کو ناجائز مانتاہے۔ (فعلیہ الجواب)

تو کیا یہ اختلاف ذاتی ہے؟ (فتدبر)

اولیاء و علماء کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کو ناجائز اور موجب لعنت قرار دیتے ہوئے مولوی غلام خان وہابی لکھتا ہے:

"زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے یا اس کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے"۔[1]

اور خود دیوبندی مولوی اپنے لئے دست بوسی و قدم بوسی کو تعظیم سمجھتے ہیں جیسا کہ امداد المشتاق للتھانوی، ص ۱۴۱، پر لکھا ہے:

"تھوڑے دن وہ آیا اور میرا بہت اعزاز و اکرام کرنے لگا کبھی دست بوسی کرتا اور پاؤں بوسی"۔

اور مولوی حسین علی دیوبندی لکھتا ہے:

پیر استاذ کے ہاتھوں کو بوسہ دے تو شرک نہیں تعظیم ہے۔[2]

عجیب بات ہے ایک بات اولیاء صلحاء کے لیے ہو تو شرک و ناجائز ہو ﷺ ور وہی کام دیوبندی وہابی مولوی کے لیے ہو تو جائز اور تعظیم ہو۔ (فیاللعجب)

حدیث جبرئیل میں ہے، فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ یعنی جب حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آقائے دوجہاں ﷺ کی خدمت میں آئے تو اپنے گھٹنے آپ علیہ السلام کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھے (یہ دوزانو ہی بیٹھنے کا انداز ہے) اور امام بخاری ادب المفرد میں فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، قَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ: أَمَسِسْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَبَّلَهَا۔

یعنی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے حضور نبی کریم علیہ السلام کو مس کیا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں، تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوم لیا۔[3]

---

[1] (جواھر القرآن، مصنفہ شیخ القرآن، فرقہ دیوبندیہ، ص ۱ ۲ ۱)
[2] (بلغۃ الحیران، ص ۷)
[3] (ادب المفرد، ص ۱۴۴)

حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کے دادا فرماتے ہیں:

ان جدھا الوازع بن عامر قال قدمنا فقیل ذلک رسول اللہ ﷺ فاخذنا بیدہ ورجلیہ نقبلھا۔

یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کے دست انور اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔[1]

معلوم ہوا کہ بزرگان دین، انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے ہاتھ و پاؤں کو بوسہ دینا جائز ہے مگر دیوبندی وہابی مولوی غلام خان اور ان کے ہمنواؤں کے نزدیک ناجائز اور موجب لعنت ہے۔ **(معاذ اللہ)**

نام نہاد مفتی بتائے کہ بزرگان دین کے دست و قدم بوسی کیا ہے؟ بقول دیوبندی وہابی ناجائز و موجب لعنت یا بموجب حدیث اور بمطابق صحابہ جائز و موجب تعظیم؟ کیا یہ اختلاف ذاتی ہے؟ یا مسئلے کو شریعت کے مطابق بیان کرنے کا مسئلہ ہے۔

(فافھم ایھا المفتی واعمل علی الشریعة المطھرة)

نذر و نیاز کے متعلق دیوبندی و وہابی نظریہ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

☆ نذر و نیاز کے متعلق دیوبندی وہابی نظریہ بیان کرتے ہوئے مولوی اشرف علی دیوبندی لکھتا ہے:

یعنی آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں، چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔[2]

شرک فی العبادات یعنی خدا تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا مثلاً کسی قبر پر یا پیر کو سجدہ کرنا یا کسی کے لیے رکوع کرنا یا کسی پیر پیغمبر ولی یا امام کا روزہ رکھنا یا کسی کی نذر اور منت ماننی۔[3]

مخلوق کے لئے منت ماننا کسی صورت میں جائز نہیں۔[4]

نذر بغیر اللہ ماننی کفر و شرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے۔[5]

دیوبندیوں وہابیوں کی دیدہ دلیری دیکھئے ذرا ذرا سی بات پر کفر و شرک وبدعت کی مشین چلاتے ہیں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ان کے اپنے پیشوا (اگرچہ یہ لوگ ان کی باتوں کو نہیں مانتے) کے خلاف ہوں۔ مزید تفصل سے صَرف نظر کرتے ہوئے انہی

---

1 (ادب المفرد، ص ۱۴۴)

2 (بہشتی زیور، ج ۶، ص ۲۳)

3 (تعلیم الاسلام، کفایت اللہ، ج ۴، ص ۱۶)

4 (مرسومة الھند، مصدقہ، خیر محمد، محمد علی جالندھری احراری، ص ۱۵)

5 (جواہر القرآن، مصنفہ، غلام خان دیوبندی، ص ۱۰۳)

کے پیر و پیشوا کے نظریہ کو پیش کرتے ہیں۔:" نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے"۔[1]

مزید لکھتے ہیں:

"حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء العلوم تبرکاً ختم ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکاً دودھ لایا گیا اور دعا کے بعد کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں"۔[2]

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک نذر و نیاز شرک و حرام ہے جب کہ ان کے ہی پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نذر و نیاز کے قائل ہیں اور منکرین کو برا سمجھتے ہیں۔ تو دیوبندی وہابی اپنے متعلق خود فیصلہ کر لیں! نام نہاد مفتی کیا کہتا ہے اس بارے میں! ایک مباح بلکہ مستحب کام کو شرک و حرام کہنا درست سمجھتا ہے؟ کیا اسے دیوبندی وہابی مولویوں کا ہمنوا بننا پسند ہے؟

(فعلیک الجواب ایھا المفتی)

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک عبد النبی، عبد الرسول، علی بخش، غلام محمد وغیرہ نام رکھنا بھی کفر و شرک ہے چنانچہ مولوی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے: "کفر و شرک کی باتوں کا بیان" کفر کو پسند کرنا۔۔۔۔۔ علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا۔ (یہ سب کفر ہے)۔[3]

اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی "تقویۃ الایمان" ص ۶۷ پر بھی ان ناموں کے رکھنے کو کفر و شرک لکھا ہے۔

جب کہ اس کے برعکس عطاء اللہ بخاری نے خود کو ہندوانہ نام سے ظاہر کیا چنانچہ "کتاب عطاء اللہ بخاری"، ص ۳۷ پر لکھا ہے:

"مولوی عطاء اللہ بخاری نے دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپارام برہمچاری ظاہر کیا اور اس نام سے اپنے احباب کو خط لکھے"۔

[1] (شمائم امدادیہ، ص ۱۲۶)

[2] (شمائم امدادیہ، ص ۱۳۵)

[3] (بهشتی زیور، للتهانوی، ص ۳۴، ج ۱۱)

مولوی تھانوی کے نزدیک مولوی گنگوہی کے دادا و نانا بھی مشرک ہوئے۔ کیونکہ ان کے نام میں بھی غلام حسن، غلام علی ، پیر بخش وغیرہ آتے ہیں۔

مولوی رشید گنگوہی کا نسب نامہ: مولوی رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی۔ اور والدہ کی طرف سے مولانا رشید احمد بن مسمات کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد۔[1]

لیجئے اب دیوبندیوں وہابیوں کے پیر مرشد (اگرچہ یہ مولوی اپنے پیر و مرشد کے اعتقادات کے مخالف ہیں) کا حوالہ سن لیجئے۔ ان کے نزدیک عبد النبی و عبد الرسول رکھنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔ "چونکہ آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم** مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں"، مولانا اشرف علی نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے آگے فرماتا ہے **"لاتقنطوا من رحمۃ اللہ"** اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی"۔[2]

مولوی دیوبندی وہابی کے فتوے سے وہ خود بھی مشرک ہو جاتا ہے اور اس کا پیر بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم میں بھی بندوں کو رسول کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

مولوی محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی نے معمولات اہلسنت کو بدعت لکھا ہے چنانچہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے "اور جو لوگ یہ بدعتیں کرتے ہیں وہ اہل سنت نہیں بلکہ "اہل بدعت" ہیں قبروں پر دھوم دھام سے میلے کرنا، پختہ قبریں بنانا، ان پر چادریں چڑھانا، ان پر نذر و نیاز کرنا، بزرگوں کا عرس کرنا، ۱۲ ربیع الاول کو "عید میلاد" منانا، جلوس نکالنا، اذان و اقامت میں انگوٹھے چومنا ، قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہونے کو برا سمجھنا، نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا، اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا، گیارہویں دینا، کھانے پر ختم پڑھنا، تیجہ، نواں، دسواں، بیسواں چالیسواں کرنا، برسی منانا، ایصال ثواب کی خاص خاص صورتیں تجویز کرنا، قبر پر اذان کہنا، مردہ بخشوانے کے لیے حیلہ اسقاط کرنا وغیرہ وغیرہ۔[3]

ایک دیوبندی وہابی مولوی لکھتا ہے کہ "بعض جاہل حضور کا نام آنے پر یا اذان تکبیر وغیرہ میں انگوٹھے چومتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ ہمارے نبی نے اس کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ہمارے نبی کا فرمان تو یہ ہے جب میرا نام آئے تو درود پڑھا کرو یعنی ﷺ پڑھنا ضروری ہے، تو معلوم ہوا کہ درود پڑھنا ثواب، انگوٹھے چومنا بدعت ہے۔۔۔۔۔۔۔ الخ۔[4]

---

[1] (تذکرۃ الرشید، حصہ اول، ص ۱۳)

[2] (شمائم امدادیہ، ص ۱۳۶)

[3] (اختلاف امت اور صراط مستقیم، حصہ اول، ص ۲۰۲)

[4] (عقیدہ اھل سنت والجماعت، مولفہ، مفتی ابو محمد ندیم فاروقی، ص ۵۴)

پتہ چلا کہ دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک سرور کائنات ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا ناجائز وبدعت ہے۔(**معاذاللہ**)

حالانکہ یہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور اہل سنت و جماعت کے اہل حق علماء اس کے استحباب کے قائل ہیں اور خلفاء راشدین کی پیروی کی تو خود نبی کریم ﷺ حکم فرمایا اس قول سے **"علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین"**۔

حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان کے وقت آپ علیہ السلام کا نام مبارک سن کر انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا **"قرة عینی بک یا رسول اللہ"** جب اذان ختم ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جو تمھاری طرح میرا نام سن کر یہ عمل کرے اور جو تم نے کہا وہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام نئے پرانے ظاہر و باطن گناہ معاف فرمائے گا۔[1]

اور فقہ کی مستند کتب مثلاً رد المحتار شرح در مختار ج ا، باب الاذان، صفحہ ۲۶۷، طحطاوی علی مراقی الفلاح میں انگوٹھے چومنے کو مستحب لکھا ہے۔

☆ درود و سلام کی بے ادبی کرتے ہوئے۔ دیوبندی وہابی مولوی لکھتا ہے "آج بعض جاہلوں نے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کے لیے نقلی درود بنالیے ہیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو درود افضل بتاتے ہیں۔۔۔۔ لیکن یہ یہاں کہنا تو جہالت وحماقت ہے۔۔۔۔ الخ۔[2]

دیوبندی وہابی کے نزدیک درود ابراہیمی کے علاوہ سب درود نقلی ہیں۔(**معاذاللہ**)

حالانکہ علماء امت نے درود کے بے شمار صیغے بیان کیے ہیں۔ اور منکرین نے **"الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ"** کو نقلی درود بتایا اور غیر افضل بھی۔ جب کہ درود شریف کسی بھی صیغے سے پڑھا جائے باعث اجر و ثواب ہے مگر مذکورہ درود اس لیے افضل ہے کہ اس میں درود و سلام دونوں ہیں جو قرآن کے حکم کے مطابق ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: **ان اللہ و ملائکته یصلون علی النبی یاایها الذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیماً**۔ اس آیت کریمہ میں درود و سلام دونوں کا حکم ہے تو جس درود میں یہ دونوں ہوں وہ افضل ہے۔(فافهم ایها الغافل) اور دوسری بات نماز میں درود ابراہیمی کا حکم ہے تو منکرین کے نزدیک ہر وقت صرف یہی پڑھنا چاہیے تو نماز کے اندر ہی سلام کا بھی حکم ہے۔ جو صیغہ خطاب سے ہے تو منکرین وہابی دیوبندی مولویوں کو وہ

---

[1] (تفسیر روح البیان، ج۴، ص ۶۴۸)

[2] (عقیدہ اہل سنت و الجماعت، مولفہ، مفتی ابو محمد ندیم فاروقی، ص ۵۵)

کیوں نظر نہیں آتا کہ اس کے پڑھنے کا بھی حکم دیں؟ یہ ان کے بد باطنی و گمراہی کی دلیل ہے۔

تیسری بات یہ کہ تشہد میں "سلام" جو صیغہ خطاب سے آیا ہے وہ پڑھنا واجب ہے اور درود (ابراہیمی) پڑھنا سنت ہے (عندالاحناف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تو واجب کو ترک کرتے ہیں اور سنت کا حکم دیتے ہیں جب کہ اس سنت کے حکم دینے میں بھی ان کی نیت یہ ہے کہ باقی درود نقلی ہیں۔ (**العیاذ باللہ**) تو ان احمقوں پر یہ بات صادق آتی ہے۔ **کلمۃ الحق یرید بھا الباطل۔**

یہ مختصر حوالہ جات اور ان کے مختصر جوابات "مشت از نمونہ خروارے" پیش کیے ہیں ورنہ دیوبندیوں وہابیوں کے گمراہ کن عقائد و نظریات بہت ہیں اور ان کے مدلل و مُسکِت جوابات تفصیلاً موجود ہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں نام نہاد مفتی سے کہ یہ ٹھنڈے دل سے، تعصب و بغض کو چھوڑ کر عقل سے کام لے کر سوچ کہ آیا یہ اختلافات کیسے ہیں؟ ذاتی و صرف فروعی ہیں یا اصولی اختلافات ہیں؟

☆ اب ہم وہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن میں دیوبندی وہابی مولویوں نے ایک دوسرے کے خلاف کفر و گمراہی کے فتوے بے دھڑک دیئے ہیں۔ یہ بات تو کسی بھی صاحب علم و شعور سے پوشیدہ نہیں ہے کہ وہابی اپنے سوا سب مسلمانوں کو کافر و مشرک بدعتی کہتے ہیں ہر وقت ان کا مشن بھی یہی ہے کیونکہ خارجیوں کا شیوہ بھی مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہنے کا ہی تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بھی کافر و مشرک کہنے سے باز نہ آتے تھے۔ غیر مقلد وہابی مولوی ثناء اللہ کے متعلق دوسرا غیر مقلد وہابی مولوی عبد الاحد خان پوری تحریر کرتا ہے: "ثناء اللہ خارج ہے بہتر فرقہ سے اور امتِ محمد ﷺ کی نہیں اور بدتر ہے روافض و خوارج اور مرجیہ و قدریہ سے۔۔۔۔ الخ۔

مزید لکھتا ہے: "پس ثناء اللہ کی توبہ بھی قبول نہ کی جاوے اگر حکم شریعت کا جاری ہو یا سلطنت اسلامیہ ہو تو بجز قتل کے کوئی سزا نہ ہو کیونکہ عقائد اس کے بھی زنادقہ کے ہیں اور توبہ بھی اس کی منافقانہ ہے"۔[1]

مزید لکھتا ہے: "مولوی ثناء اللہ کے بدعات کا اثر کل جماعت میں اثر کر گیا ہے"۔[2]

پھر پنجاب کے غیر مقلد وہابیوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے: "آپ ہمارے نزدیک بدعتی ہیں اور بدعتیوں کی جماعت کو متفرق کرنا نیک نیتی اور اطاعت اللہ اور رسول کی ہے۔"۔[3]

---

[1] (القول الفاصل، مصنفہ، عبدالواحد غیر مقلد، مطبوعہ ساڈھورہ، ص ۲۴۳)

[2] (القول الفاصل الفارق بین الکاذب فی دعوی اہل حدیث و الصادق، ص ۲، حصہ ۲)

[3] (القول الفاصل الفارق بین الکاذب فی دعوی اہل حدیث و الصادق، ص ۳، حصہ ۲)

دیوبندی فرقہ خود کو حنفی مقلد کہلاتے ہیں: غیر مقلد وہابی مولوی اقتدار احمد اپنے مولوی ثناء اللہ وہابی کی تعریف میں لکھتا ہے:

شرک کی اک شاخ ہے تقلید   تونے یہی کہا ثناء اللہ [1]

مودودی وہابیوں کے دیوبندی وہابیوں پر کفر کے فتوے

مودودی وہابیوں کا دیوبندی وہابیوں پر کفر کے فتوی ملاحظہ ہوں۔ اگرچہ دونوں گروپ اعتقادات میں اہلسنت والجماعت کے مخالف ہیں:

"اہلحدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی، یہ امتیں جہالت کی پیداوار ہیں"۔[2]

"اسلام اور جاہلیت کی اصولی و تاریخی کش مکش کو اچھی طرح سمجھ لیا جاوے"۔[3]

یہاں مودودی نے جاہلیت بمقابلہ اسلام پیش کیا ہے جو کہ مودودی کی اصطلاح میں بمعنی کفر استعمال ہوتی ہے۔

مارچ ۱۹۶۳ء میں مودودی جماعت نے پاکستان میں تیارشدہ غلاف کعبہ معظمہ کو شہر شہر ریل کے ڈبہ میں رکھ کر پھرا کر زیارت کرانے کی اسکیم چلائی تو غیر مودودی دیوبندیوں وہابیوں نے مودودی دیوبندیوں کے خلاف بدعتی ہونے کا فتوی لگادیا"۔ غیر ملکی دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے میں تقدیس کیسے پیدا ہوگئی جس کی بنا پر عوام کو یوں ضعیف الاعتقاد بنایا جارہا ہے۔ (الی قولہ) ایسی تعظیم و تکریم جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو اور وہ فطرت انسانی کے منافی ہو ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔[4]

صدر دیوبند مولوی حسین احمد دیوبندی وہابی اہلحدیث وہابیوں کے متعلق رقمطراز ہے: "وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے"۔[5]

فرقہ دیوبندیہ کی مایہ ناز کتاب "المہند" میں اہلحدیث وہابیوں کے متعلق یہ فتوی ملاحظہ ہو۔ "ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے (الی قولہ) ان کا حکم باغیوں کا ہے۔۔۔۔۔الخ۔[6]

[1] (فتاویٰ ثنائیہ، حصہ اول، ص ۳۲)
[2] (خطبات مودودی، ص ۷۶)
[3] (تجدید، ص ۱۸)
[4] (مولوی احمد علی لاہوری کا رسالہ خدام الدین، ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء)
[5] (شہاب ثاقب، ص ۶۹)
[6] (المہند، ص ۱۸)

"یہ جماعت اسلامی (مودودی) اپنے اسلاف (مرزائی) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے"۔ [1]

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی نے اپنے فتاویٰ میں مودودی کے بارے میں فیصلہ دیا ہے کہ "ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے"۔ [2]

کشفِ حقیقت نامی کتاب میں جماعت اسلامی و مودودی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں دیوبندی وہابی مولوی کا فتوی قابل دید ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جو جماعت علامہ مودودی کی جماعت اسلامی ہے ان کی کتابیں پڑھنی چاہیئں یا نہیں؟ اور ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو بہت سے آدمی یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت دیوبندیوں کے خلاف ہے تو وہ باتیں کون سی ہیں جو ہمارے خلاف ہیں وہ ہمیں بھی بتلا دیجئے تا کہ ہم لوگ بھی اس سے بچیں۔ **بینوا و توجروا۔**

حافظ ظہور احمد،

پیش امام مسجد درباروالی،

قصبہ شاہ پور،

ضلع مظفر نگر یوپی

۱۳ مارچ ۱۹۵۱ء

الجواب: اس جماعت کی کتابیں عوام کو نہ پڑھنی چاہیئں اور نہ جماعت میں داخل ہونا چاہیے۔ مودودی صاحب کے مضامین اور کتابوں میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے طریقہ کے خلاف ہیں، صحابہ کرام اور آئمہ مجتہدین کے متعلق ان کا اچھا خیال نہیں ہے۔ احادیث کے سلسلہ میں بھی ان کے خیالات ٹھیک نہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں غرض بہت سی باتیں ہیں جو خلاف ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اس جماعت سے علیحدہ رہنا چاہیے۔ **(کتبہ السید مهدی حسن غفر له)**

[1] (کشف حقیقت، مصنفه، مولوی سعید احمد مفتی سهارن پور، ص ۸۸)

[2] (حق پرست علماء مصنفه، احمد علی لاهوری، ص ۱۱۵)

افسوس ہے کہ ضیق وقت سے مجبور ہوں ورنہ اہل اسلام کے سامنے پیش کرتا جو زہر کہ اس جماعت کی جانب سے شہد میں ملاکر مسلمانوں کے سامنے لایا گیا ہے اس لیے بالاختصار اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف یعنی مرزائیوں سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے"۔

محمد اعزاز علی امروہی غفرلہ،(مفتی دیوبند)

۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۰۰ھ

المؤید فخر الحسن غفرلہ،

مدرس دارالعلوم دیوبند۔[1]

"مودودی مبتدع اور ملحد زندیق ہے"۔[2]

میری سمجھ میں ان تیس (۳۰) دجالوں میں ایک مودودی ہے۔[3]

دیوبندیوں نے جب مودودیوں پر الزام لگایا کہ تم نے صحابہ کی توہین کی ہے تو اس کا جواب مودودی نے ان الفاظ میں دیا "اگر حالات کا جائزہ لینے اور تاریخی واقعات بیان کرنے سے کسی دور کی توہین ہو جاتی ہے تو اس ارتکاب توہین سے کون بچا ہے"۔ این گناہیست کہ در شہر شما (دیوبند) نیز کنند۔[4]

مودودیوں کا مایہ ناز مولوی امین اصلاحی، قاسمی و تھانوی دیوبندیوں کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"مولانا اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان وغیرہ پر کیوں نہ نظر ثانی کرائی اور جب دیوبندیوں کے خلاف امکان کذب باری وغیرہ پر کفر کے فتوے نکلے تھے تو کیوں نہ اکابر دیوبند کی کتابیں ایک کمیٹی کے حوالہ کی گئیں۔ جس میں بریلی کی پچاس فیصد نمائندگی ہوتی"۔[5]

جن اکابر علمائے اسلام نے اکابرین دیوبند پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا ان کی تائید کرتے ہوئے امین اصلاحی لکھتا ہے: "ان کو مطمئن کرنے کی صورت تو صرف یہ تھی کہ ترجیح الراجح کی تیاری میں مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم (بریلوی) کو بھی برابر کا حصہ ملتا"۔[6]

---

[1] (کشف حقیقت، مصنفہ، مولوی سعید احمد مفتی سہارنپور، مطبوعہ دیوبند ص ۸۸)

[2] (کشف حقیقت، مصنفہ، مولوی سعید احمد مفتی سہارنپور، مطبوعہ دیوبند ص ۱۳)

[3] (کشف حقیقت، مصنفہ، مولوی سعید احمد مفتی سہارنپور، مطبوعہ دیوبند ص ۸۸)

[4] (جائزہ، ص ۴۰)

[5] (ترجمان القرآن، صفر، ۱۳۷۱ھ، ص ۳۰)

[6] (ترجمان القرآن، صفر، ۱۳۷۱ھ، ص ۳۰)

مولوی عامر دیوبندی لکھتا ہے: " میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ان (علمائے دیوبند) کی بظاہر قابلِ اعتراض غلو آمیز اور وحشت آفرین تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے بھی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ معنوی اعتبار سے کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔[1]

نیز مزید لکھتا ہے: "حضرت مولانا مدنی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے علمائے حق کی پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور اکابر دیوبند کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص وللّٰہیت سے کام کیا ہے"۔[2]

یہی مولوی دیوبندی رقمطراز ہے: "لاہور کے ایک مولوی (احمد علی) کا خیال ہے کہ شیطان کو حضرت آدم کے لیے سجدہ دینے میں اللہ سے بھول ہوئی اور دوسری بھول یہ ہوئی کہ شیطان نے جب لمبی عمر مانگی تو عطا فرما دی اس کے علاوہ ان مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قرآن و حدیث کو جتنا صحیح میں نے سمجھا گزشتہ بارہ سو سال میں کسی نے نہیں سمجھا اور یہ (احمد علی) اپنے مریدوں کو چپکے سے تعلیم دیتے ہیں کہ میری پیروی کرتے رہو تو جنت میں اچھی بلڈ نگیں دلاؤں گا۔ میرا مقام جنت نعیم میں سب سے اوپر انبیاء کی صف میں ہے۔ ان مولوی صاحب نے مجھے (یعنی میرے پیر کو) ایک خط میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ عالمی امور کے انتظام و انصرام میں مجھ سے مشورہ لیتے ہیں۔ اور فجر و عشاء کی نماز اکثر بیت اللہ یا مسجد نبوی میں پڑھتا ہوں۔ ایک اور خط میں انہوں نے مجھے خط لکھا کہ سن پچاس ہجری کے بعد قرآن و سنت کو صرف میں نے سمجھا ہے اور سارے مفسرین و محدثین جھک مارتے رہے ہیں، ص ۲۰۴ پر ہے، میں اللہ ہوں اور اللہ میں میں۔ مجھ میں منصور ہے۔ اور میں منصور میں۔ سچ مجھ سے ہے اور میں سچ سے۔ اپنی ایک اور کتاب "وحی و الہام" ص ۹۲۹ پر لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔[3]

مولوی غلام نبی فاضل دیوبند ساکن فورٹ عباس لکھتا ہے: "کیا آپ (دیوبندی مولوی) حضرات کی نظر کبھی اپنی کتابوں پر نہیں پڑی۔ اگر آپ کو یہ مسائل معلوم ہوتی ہیں تو آپ نے کبھی ان کے خلاف آواز اٹھائی؟ آپ کو تو پہلی فرصت میں یہ مسائل (کفریہ) ان کتابوں سے کھرچ دینے تھے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں لیکن آپ نے کبھی ادھر التفات ہی نہیں کیا۔ محترم حضرات ذرا غور فرمایئے آپ کس شغل میں منہمک ہیں۔ مسلمانوں کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اور پھر اپنے انجام پر بھی نگاہ رکھیے۔ آخر سب کچھ یہ دنیا کی چار دیوار ہی تو نہیں۔ ایک ایک لفظ کا جواب دینے کا وقت آرہا ہے اس وقت کیا گُر گلو خلاصی

---

[1] (تجلی دیوبند، اگست و دسمبر ۱۹۵۷ء، ص ۴۲)

[2] (تجلی دیوبند، فروری، مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۷۵)

[3] (ماہنامہ، تجلی دیوبند، جنوری ۱۹۵۷ء، ص ۱۲)

کرانے کو سوچ رکھا ہے۔ دنیاوالوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے کیا خبیر و دانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے"۔[1]

قاسمی دیوبندی وہابیوں نے غلام خانی دیوبندی وہابیوں پر عجیب فتویٰ لگاتے ہوئے لکھا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین (مولوی غلام خان وغیرہ پنجابی دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب) تفسیر بلغۃ الحیران کے مندرجہ ذیل مقامات میں آیا۔ یہ جو کچھ اس تفسیر میں لکھا گیا ہے۔ یہ سلف الصالحین اور اہل سنت و جماعت علمائے دین کے نظریات کے موافق ہے یا مخالف؟۔۔الخ

الجواب: یہ تفسیر مسلمانوں کے لیے مضر ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والے (سب پنجابی دیوبندی) حضرات اہلسنت میں داخل نہیں ان (غلام خانی دیوبندیوں) کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ان کو امام مسجد نہ بنایا جائے۔ ایسے عقائد والوں سے سلام کلام بند کر دینا چاہیے"

کتبہ:

السید مہدی حسن،

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

۵رجب ٦٦ھ

"مندرجہ سوال نمبرات کا مفہوم بلاشبہ عقائد اہلسنت والجماعت سے متصادم ہے۔۔۔الخ"۔

مولوی محمد شفیع

سابق مفتی مدرسہ دیوبند حال، کراچی

"مصنف کا کوئی مذہب نہیں، نہ عقائد اہلسنت و جماعت کے موافق ہیں (یعنی اس کا مصنف مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں والا فرقہ دیوبندیہ لامذھب ہے"۔ (مفتی کفایت اللہ دہلوی)

"ایسا طائفہ (دیوبندیہ) ملتِ اسلام سے خارج ہے۔ فقط"۔ (عبدالجبار بگڑہ عفی عنہ)

دارالعلوم دیوبند سے مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی پر فتویٰ کفر، یہ مولوی شبیر احمد عثمانی پاکستانی دیوبندی وہابیوں کا پیشوا ہے:

"دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے ہیں، جن میں ہمیں ابو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ (دیوبندی مولوی صاحبان) حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم

[1] (روزنامہ تسنیم، لاہور، ۱۸ اگست، ۱۹۵۸)

ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت باستثناء ایک دو کے بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے"۔[1]

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک ان کے استاذ مولوی شبیر احمد عثمانی کو ابو جہل کی طرح ہے تو اندازہ لگایئے استاذ ابو جہل ہو تو شاگرد پھر، عتبہ، شیبہ، ولید کی طرح ہی ہوں گے۔ **(نجانا اللہ من سوء الاعتقاد)**

مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافرِ اعظم کا لقب دیا۔[2]

مولوی شبیر احمد عثمانی نے حسین احمد کے بارے میں کہا:

"یہ پرلے درجے کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافرِ اعظم کہا جائے"۔[3]

ناظم تعلیمات و مناظر فرقہ دیوبندیہ اور مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری دیوبندی کا فتویٰ و فیصلہ سنیے:

اگر خان صاحب (مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند۔۔۔ (اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، محمد قاسم نانوتوی)۔۔۔ واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسا کہ علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے"۔[4]

روزنامہ ندائے ملت لاہور ۱۹ اگست ۱۹۲۹ء پر ہے:

مولانا غلام غوث ہزاروی نے مولانا احتشام الحق کو امریکی سامراج کا ایجنٹ قرار دیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانی کو بڈھا کاذب قرار دیتے ہوئے لوگوں کو مشورہ دیا کہ اس کی گردن پکڑو۔۔ الخ۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کا سرسید، ابو الکلام شبلی نعمانی پر فتوے ملاحظہ فرمائیں:

"فاصبح بحیث تری فیہ شھا مطاحا و ھوی متبعا و اعجابا برایہ و خروجا عن المسلک القدیم۔۔۔فکان ھذا یسیءالادب مع اکابر الامۃ"۔

ترجمہ: وہ (ابو الکلام) آزاد اپنی خواہشاتِ نفسانی کا متبع ہے اور اسلام کے سیدھے، سادھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور اکابرین

---

[1] (مکالمۃالصدرین، تقریر شبیر احمدعثمانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۲۱)

[2] (خطبہ صدارت، شبیر احمدعثمانی، ص ۴۸)

[3] (اشدالعذاب، مصنفہ، مولوی مرتضٰی چاندپوری، دیوبندی ناظم تعلیمات، دار العلوم دیوبند مطبوعہ مجتبائی دھلی ص ۱۹)

[4] (تجلی دیوبند، فروری، مارچ، ۱۹۵۷ء، ص ۷۵)

ملت کا سخت بے ادب ہے۔[1]

"سر سیدھو رجل زندیق ملحدأو جاھل ضال۔۔۔۔۔فکھذا ضل و اضل ویالیت لو کان کفرہ و الحادہ غیر متعدد و قد حاول ھو ان یدین الناس کلہ بزینۃ ویومنوا بہ۔۔۔۔فانظر الی این بلغت سفاھۃ ھذا السفیہ الملحد۔۔۔الخ۔

ترجمہ: وہ سر سید بے دین ملحد یا جاہل گمراہ ہے۔ وہ خود گمراہ ہوا اور اس نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے اور اگر اس کا کفر و الحاد زیادہ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اس پر مکمل ایمان لے آتے پس دیکھ کہ اس ملحد بے وقوف کی بے وقوفی کہاں تک پہنچ گئی ہے۔[2]

مزید لکھتا ہے:

"انہ کیف یعتقد فی ذالک الرجل۔۔۔۔ھل ھی مداھنۃ دینیۃ لمصالح مشترکۃ او ذالک من ائتلاف ارواحھا و اشتراک مقاصدھما فی العلم و الفھم۔۔۔۔و انما الوح علی اعین الناس اذلیس من الدین ان یغمض عن کافر۔۔الخ۔

ترجمہ: بے شک وہ شبلی، سر سید کے بارے میں از حد خوش اعتقادی رکھتا ہے پس یا تو یہ مداہنۃ فی الدین ہے اور ان دونوں سر سید و شبلی کی روحیں علم و مقاصد میں یک جا ہیں۔ اور ہم نے لوگوں کے سامنے شبلی کا یہ پول اس لیے ظاہر کیا ہے کہ دین اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی کرنا ہرگز جائز نہیں۔[3]

تاریخ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلے گا کہ سب سے پہلے حق کے مقابلے میں اختلاف کرنے والا باطل کا نمائندہ شیطان لعین نظر آتا ہے۔ جب حق تعالیٰ عزوجل نے فرشتوں کو اور ابلیس کو حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو ابلیس لعین نے حکم الٰہی سے بغاوت و سرکشی کرتے ہوئے مخالفت کی اور اپنے باطل نظریات کو ثابت کرنے کے لیے اپنے فاسد دلائل بھی پیش کرنے لگا۔ جو گرچہ بظاہر توحید پرستی کی نشاندہی کرتے تھے مگر حقیقتاً خلاف توحید، مخالفت حکم الٰہی اور شان رسالت کی مخالفت و توہین پر مبنی تھے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کی بظاہر توحید پرستی قبول نہ فرمائی اور اس کو راندۂ درگاہ کر دیا اور لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیا۔ (نعوذ باللہ من شرور الشیطان اللعین الرجیم) جب کہ دوسری طرف فرشتوں نے حکمِ الٰہی کو تسلیم کرتے ہوئے سجدہ کیا اور حقیقی توحید کا درس دیا۔ شیطان لعین اور اس کے چیلے اپنی خود ساختہ توحید کے زعم میں حکم الٰہی کی مخالفت اور انبیاء و اولیاء کی شان گھٹانے کے ہر حربے کو استعمال کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف فرشتوں کی راہ پر چلے ہوئے اہل حق حکم الٰہی کو مانتے ہوئے شان انبیاء و اولیاء کو بلند رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور رہیں گے۔ (انشاءاللہ)

---

[1] (یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن، مصنفہ، امام دیوبند محمد انور شاہ کشمیری، ص ۳۴)
[2] (یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن، مصنفہ، امام دیوبند محمد انور شاہ کشمیری، ص ۳۲)
[3] (یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن، مصنفہ، امام دیوبند محمد انور شاہ کشمیری، ص ۳۴)

یہ بات روز روشن کی طرح واضح حقیقت ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں سے اہل حق کا اختلاف فروعی و ذاتی نہیں بلکہ اصولی و عقائد کا اختلاف ہے اور یہ اپنے کفریہ عقائد و نظریات (جو ان کی اپنی عبارات سے واضح ہیں) اور انہیں کی وجہ سے احکام شرعیہ کی روشنی میں گستاخ، گمراہ بے دین اور کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ان دیوبندیوں وہابیوں خارجیوں کے متعلق حضرت علامہ فخر الاماثل، مناظر اہلسنت، مفتی سرحد، پیر طریقت، رہبر شریعت، مفتی شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت العلامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اپنی کتاب "**المقاصد السنیۃ**" میں تحریر فرمایا ہے:

وقد ثبت بالتواتر قطعاً عند الخواص و العوام من المسلمین ان ھذہ القبائح مجتمعۃ فی ھؤلاء الضالین المضلین فمن الصف بو احد من الامور فھو کافر یجب قتلہ باتفاق الامۃ۔۔۔الخ۔

ترجمہ: یعنی یہ بات خواص و عوام مسلمانوں میں تواتر و قطعی طور پر ثابت ہے کہ یہ سب (باطل عقائد) ان گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں میں پائے جاتے ہیں تو جو بھی ان میں سے کسی ایک کا معتقد ہو وہ کافر وواجب القتل ہے۔[1]

مزید فرماتے ہیں:

"اعلم ان ھؤلاء الکفرۃ و البغاۃ الفجرۃ جمعوا بین اصناف الکفر و البغی و العناد و انواع الفسق و الزندقۃ و الالحاد و من توقف فی کفرھم و الحادھم و وجوب قتالھم و جواز قتلھم فھو کافر مثلھم"۔

ترجمہ: جان لو کہ اس باغی، کفار، فجار کے گروہ میں مختلف اقسام کے کفر، بغاوت و سرکشی، عناد و فسق و زندقہ و الحاد و گمراہی، جمع ہیں اور جو ان کے کفر والحاد اور وجوبِ قتل میں شک کرے وہ بھی انہیں کی طرح کافر ہے۔[2]

یہ مختصر دلائل ہم نے احقاقِ حق اور ابطال باطل کی غرض سے للّٰہیت کے ساتھ ذکر کیے ہیں اس میں ہمارا ذاتی اختلاف و عداوت نہیں ہے۔(**الحمدللہ**) تاکہ عقائد باطلہ و فاسدہ کو چھوڑ کر عقائد صحیحہ و نافعہ کو اپنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مفید و نافع بنائے آمین۔ **بحرمۃ طٰہٰ و یٰسٓ** ﷺ۔

تمت بالخیر

[1] (تنقیح الحامدیہ، ج ۱، ردۃ، ص ۱۰۳، بحوالہ المقاصد السنیۃ ص ۹۱)

[2] (تنقیح الحامدیہ، ج ۱، ردۃ، ص ۹۲، مطلب فی حکم الروافض قاتلھم اللہ)

تصدیقات و تقاریظ علماء و مشائخ اہلسنت و جماعت

جگر گوشہ قیوم زمان

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت علامہ مولانا احمد سعید عرف یار جان صاحب

دامت برکاتہم العالیۃ

الحمد للہ کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

بد قسمتی سے کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنھوں نے بظاہر اہلسنت و جماعت کا لبادہ اوڑھا ہوتا ہے اور بہ ظاہر اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت و مناظر ملت کہلواتے ہیں۔ در حقیقت ایسے لوگوں کی فکری تعلیم اور ذہنی کجی چونکہ بد عقیدہ و بد مذہب لوگوں کے ساتھ مجالست وانس و محبت کی وجہ سے ان کے عقائد اور افکار کو ذہنی طور پر اپناتے ہیں اور نام سے دھوکہ کھاتے ہیں کہ فلان بھی حنفی ہے۔

یہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی کا کمال اور ہم سب پر احسان عظیم ہے کہ جس کی بصیرت نے ہمیں نام نہاد حنفی اور اہل سنت کا لبادہ اوڑھنے والے لوگوں کی نشاندہی فرمایا اور بتلایا کہ حنفی ایسے نہیں ہوسکتے جن کے عقائد دیوبند کے زہر آلود اور دشمنی رسول ﷺ پر مشتمل ہوں۔

قبلہ شاہ صاحب سلسلہ سیفیہ کی پہلے شخصیت ہیں جنھوں نے ان نام نہاد حنفیوں اور نام نہاد مفتیوں کو دکھایا کہ اگر اعلیٰ حضرت کے افکار و عقائد کو نہ اپنایا جائے تو اہل سنت و جماعت کہلانے کے حقدار نہیں۔

دیوبندیت تو گستاخانہ مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نام نہاد مفتیوں کے شر سے بچائے اور قبلہ شاہ صاحب کو اجر عظیم دے"۔

احمد سعید عرف یار جان

اس کے علاوہ دیگر علماء و فضلاء خاص کر جامعہ نظامیہ (لاہور) کے شیخ الحدیث مفتی عبد الستار سعیدی صاحب مبارک، اور دیگر سنی مدارس کے علماء و مشائخ کی تقریظات مفتی عابد سیفی صاحب دامت برکاتہم کے پاس موجود ہیں۔ تصدیق و تسکین کے لئے ان سے وصول کرسکتے ہیں۔

عقائد اہلسنت وجماعت کے بیان میں

(۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔رسول اللہ ﷺ اب بھی اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔اوران کی حالتوں اوران کی نیتوں اوران کے ارادوں اوران کے دل کے خیالوں سے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو باخبر کیاہے۔لیکن خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس سے انکاری ہیں جو کوئی اس سے منکر ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کامرتکب ہو جائے یا آپ ﷺ سے جھوٹ کی نسبت کرے یا آپ کی عیب جوئی کرے یا آپ کے نقائص بیان کرے یقیناًوہ شخص کافرہے،واجب القتل ہے اوراس قسم کے گستاخان رسول کی توبہ بھی قابل قبول نہیں۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔جو کوئی گستاخی کرتاہے وہ واجب القتل ہے۔[2]

(۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آباؤاجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مؤمن وموحد تھے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس سے منکر ہیں۔جو کوئی اس سے منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۴)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سردار دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بیمثل بشر اور بے نظیر نور ہیں۔جبکہ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ رسول اللہ ﷺ کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں۔جو کوئی رسول اکرم ﷺ کی نورانیت سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۵)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنا جائز اور مستحب ہے،جبکہ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔جو کوئی میلاد النبی ﷺ کو بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

---

[1] (بحوالہ:تجلیات مدینہ ازالحاج مولوی محمداحتشام الحسن دیوبندی کاندھلوی ص ۱۹،اثبات الاغراض ص ۶۲،مقام رسول ص ۴۶۷،مواہب اللدنیہ ص ۳۸۷ ج ۲،زرقانی ص ۳۰۵ ج ۸ جآءالحق ص ۱۴۸)

[2] (خلاصۃ الفتاوٰی ص ۳۸۶ ج ۴،شفاشریف ص ۲۶۱ ج ۲،کتاب الخراج:ص ۱۴۲،ردالمختار ص ۳۱۹ ج ۳،تمہیدالایمان سیدنااعلیٰ حضرت حسام الحرمین ص ۲۷)

[3] (تفسیرخازن ص ۱۱۷ ج ۵،تفسیرصاوی ص ۲۸۷ ج ۳،تفسیرجمل ص ۲۹۶ ج ۳،تفسیرجامع البیان ص ۳۱۴،زرقانی ص ۲۴۳ ج ۵،کشف الغمہ ص ۵۱ ج ۲،مدارج النبوت ص ۱۱۶ ج ۱،شفاشریف ص ۶۳ ج ۱،سیرت رسول عربی ص ۶۴۴)

[4] (تفسیرروح المعانی ص ۹۷ ج ۲ پ ۶،تفسیرصاوی ص ۲۷۵ ج ۱،تفسیرخازن ص ۴۴۷ ج ۱،تفسیرکبیر ص ۳۹۵ ج ۱،تفسیرابن عباس رضی اللہ عنہ ص ۲۷،تفسیرجلالین ص ۹۷)

[5] (نسائی شریف برحاشیہ ص ۳۵۶،امدادالفتاوٰی ص ۳۳۷ ج ۶،کلیات امدادیہ ص ۸۰،الحاوی للفتاوٰی ص ۱۹۶ ج ۱،فتاوٰی حدیثیہ ص ۱۵۰،سنن الہدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ ص ۳۸۱،فتاوٰی سلطانیہ ص ۵۲۸،فتاوٰی فریدیہ ص ۳۱۴ ج ۱ تفسیرروح البیان ص ۲۲۴ ج ۴)

(۶)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عرس شریف کرنا جائز اور باعث ثواب ہے جبکہ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ عرس سے منکر ہیں۔ جو کوئی عرس شریف کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ درود تاج پڑھنا جائز اور باعث ثواب وسعادت ہے ۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے شرک کہتے ہیں اور جو کوئی اسے شرک سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۸)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مردہ اپنی قبر میں اپنے ملاقاتیوں کو جانتا ہے،۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کا انکار کرتے ہیں اور جو کوئی انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں روح کے تابوت (جسم) کو واپسی حق ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ کہتے ہیں کہ مر گیا تو ختم ہو گیا۔ جو کوئی روح کا تابوت (جسم) کی طرف واپسی کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۱۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی مذاہب اربعہ سے فی زمانہ باہر ہے وہ ضال اور مضل ہے اور اسلام سے خارج ہے۔[5]

(۱۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ یوم عاشورہ میں چھولے یا حلیم پکانا جائز اور باعث ایصال ثواب ہے۔ اور اس میں اجر عظیم ہے۔ اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ چھولے اور حلیم پکانے کا انکار کرتے ہیں جو کوئی چھولے اور حلیم پکانے کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

(۱۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ صلحاء، علماء اور اولیاء کے مزارات پر عماموں اور کپڑوں کا رکھنا جائز ہے۔ اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[7]

---

1 (شرح الصدور ص ۸۷، المسئلة البیضاء ص ۴۷، فیصلہ حق وباطل ص ۱۵۸، جآء الحق ص ۳۰۰، فتاوٰی عزیزیہ ص ۴۹، انفاس العارفین ص ۲۸ لشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ماثبت بالسنة ص ۵۵، ھمعات ص ۱۶، تفسیر کبیر ص ۲۰۰ ج۵، تفسیر ابن جریر ص ۱۴۲ ج ۱۳، فتاوٰی نوریہ ص ۶۳۵ ج ۱)

2 (الامن والعلیٰ مصنف اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خان افغانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۵، السیف المبیر ص ۱۶)

3 (شامی ص ۶۰۴ ج ۱، تفسیر ابن کثیر ص ۴۸۲ ج۳، شرح الصدور ص ۸۴، الروح لابن قیم ص ۵، تفسیر روح البیان ص ۱۲۵ ج ۲، مراقی الفلاح ص ۳۴۱، الحاوی للفتاوٰی ص ۱۷۰ ج ۲، تفسیر روح المعانی، سورة روم ص ۸۵ ج ۱۱، مکتبہ حقانیہ ملتان)

4 (شرح عقائد الجلالی ص ۱۰۴ ج ۲، حاشیہ ابی داؤد ص ۲۹ ج ۲، اثبات الاغراض ص ۴۵، تسکین الصدور ص ۱۰۱، تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۱ ج ۲، کتاب الروح ص ۵۲، شفاء السقام ص ۱۴۸)

5 (تفسیر صاوی ص ۹ ج۳، البصائر ص ۵۲، تعلیق المجلیٰ شرح منیة المصلیٰ ص ۱۵، تشریحات ضیائیہ ص ۱۲۴)

6 (تفسیر روح البیان ص ۱۴۲ ج ۴، نزھة المجالس ص ۱۸۳ ج ۱)

7 (شامی ص ۱۲۳ ج ۲، کشف النور ص ۱۴، تنبیہ الضمائر علی رد الزخائر ص ۲۶)

(۱۳) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ کنکریوں اور تسبیح کے دانوں پر ذکر الٰہی جائز اور باعث ثواب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تسبیح کا انکار کرتے ہیں۔جو کوئی تسبیح کے دانوں پر ذکر الٰہی کرنے سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۱۴) ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ امام اور مقتدی کیلئے اقامت کے دوران بیٹھنا اور حی علی الفلاح پر اٹھنا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اقامت میں بیٹھنے اور حی علی الفلاح پر اٹھنے کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۱۵) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ تعویذ لکھنا اور اس پر شکرانہ لینا جائز اور مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تعویذ لکھنے کو شرک کہتے ہیں جو کوئی تعویذ کو شرک کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۱۶) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا اور اسی طرح ان کے وصال کے بعد ان کے تبرکات (بال اور کپڑے) وغیرہ چومنا اور ان کی تعظیم کرنا جائز اور مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ہاتھ وغیرہ کو بوسہ دینے اور تبرکات کو چومنے کو حرام اور شرک کہتے ہیں۔جو کوئی اسے حرام اور شرک کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۱۷) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جب موذن کہنے لگتا ہے **اشھد ان محمدرسول اللہ** اور تو اس کے سننے پر اپنے انگوٹھے چوم کر دونوں آنکھوں پر پھیرنا جائز اور مستحب ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ **ابھامین** کی **تقبیل** (انگوٹھے چومنے) کو بدعت اور حرام کہتے ہیں،جو کوئی اسے بدعت اور حرام کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

(۱۸) ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ بیس رکعات نماز تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ، سنت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور سنت مسلمین ہے اور آٹھ رکعات تراویح خلاف سنت ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بیس رکعات تراویح کو بدعت کہتے ہیں،جو کوئی اسے بدعت کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

---

1 (مستخلص ص ۲۳،شرح الیاس،تبلیغی نصاب ص ۲۲۶،سیف المقلدین ص ۳۷۲،بحر الرائق ص ۲۹ ج ۲،مظاہر حق ص ۲۸۹)

2 (بدائع ص ۲۰۰ ج ۱،فتاویٰ عالمگیری ص ۵۷،ج ۱،نور الایضاح ص ۶۹ شرح وقایہ ص ۱۵۵ ج ۱،فتاوی ودودیہ ص ۱۳۶ ،کنز الدقائق ص ۲۴)

3 (منہاج السنن ص ۹۵ ج ۱،بھشتی زیور ص ۱۰۲۶ نوان حصہ پشتو،معارف القرآن ص ۵۱۰ ج ۵،فتاویٰ عالمگیری ص ۴۲۶ ج ۱،نسائی شریف بر حاشیہ ص ۱۷۱ ج ۲)

4 (مشکوٰۃ ص ۴۰۲،ترمذی شریف ص ۳۳۰،ابن ماجہ ص ۲۶،فتاویٰ عالمگیری ص ۴۲۵،جوھرۃ النیرۃ ص ۲۸۶ ج ۲،شرح الیاس ص ۱۵۱ ج ۲)

5 (تفسیر روح البیان سورۃ مائدۃ پ ۶ ص ۲۶۸،شامی ص ۳۷۰ ج ۱،فتاوی واحدی ص ۷۵،تعلیق المجلیٰ شرح منیۃ المصلیٰ ص ۴۱۶،فتاوی مجددیۃ نعیمیہ ص ۳۹۶ ج ۱،علم الفقہ)

6 (شرح وقایہ ص ۴۹،جامع الرموز ص ۹۵،الزیلعی ص ۱۷۸ ،کبیری ص ۴۴۹،عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۵۵ ج ۵،جآء الحق حصہ دوم ص ۱۰۵)

(۱۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ شفاعت رسول اللہ ﷺ اور عذاب قبر حق ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں، جو کوئی شفاعت رسول اکرم ﷺ کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔اوراس کی اقتداء کرنا درست نہیں اس لئے کہ وہ کافر ہے۔[1]

(۲۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ غیر اللہ کو نداء کرنا(یارسول اللہ ﷺ) کہنا صحیح اور جائز ہے۔اوراہل سنت کا شعار ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ نداء غیر اللہ کو شرک کہتے ہیں جو کوئی نداء یارسول اللہ ﷺ کو شرک کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۲۱)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ دعا کرنا مستحب اور جائز ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۲۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عمامہ باندھنا طریقۂ سنت ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۲۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اذان سے قبل یا بعد میں حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں،جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

(۲۴)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ماہ رمضان کی تیئسویں شب کو سورۃ عنکبوت اور سورۃ روم کی تلاوت کرنا جائز اور مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

---

[1] (خلاصۃالفتاوٰی ص ۱۴۹ ،فتح القدیر ص ۲۴۷ ،تسکین الصدور ص ۷۵ ،فتاویٰ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۲)

[2] (کنوز الحقائق ص ۲۰۴ ج ۲ ،ادب المفرد ص ۱۴۲ ،الشفاء ج ۲ ص ۱۱۷ ،فتح القدیر ص ۲۰۴ شوکانی ،البدایہ والنہایہ ص ۳۲۹ ج ۶ ،ابن الکثیر الکامل فی التاریخ ابن کثیر ص ۲۴۶ ج ۲ ،طحطاوی ص ۱۱۱ ،شامی ص ۲۹۳ ج ۱ ،جلاء الافہام ص ۲۵۸ ،ابن قیم ،تبلیغی نصاب ۹۸ فضائل درود شریف ،کلیات امدادیہ ص ۱۹ ص ۲۰۵)

[3] (نور الایضاح ص ۸۰ ،مراقی الفلاح ص ۷۲ ،طحطاوی ص ۱۷۱ ،فتاویٰ نور الہدیٰ ،تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۲۰ ،تسہیل ترمذی ص ۳۱۴ ،ارشادات نصیری ،سنن الہدیٰ ص ۲)

[4] (اشعۃ اللمعات ص ۵۴۵ ج ۳ ،مظاہر حق ص ۵۵۴ ج ۳ ،مسند الامام اعظم ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۱۱۶ ،ابن ماجہ (لباس) ص ۲۶۴)

[5] (شفاء شریف ص ۱۲۹ ج ۲ ،الجامع الصغیر ص ۱۹ ج ۹ ،القول البدیع ص ۱۹۳ ،فتاویٰ کبریٰ ص ۱۲۹ ج ۱ ،اعانۃ الطالبین ص ۲۲۳ ج ۱ ،تبلیغی نصاب (فضائل درود شریف) ص ۵۲/۷۷ ،فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ ص ۳۷۸ ،معارف القرآن ص ۱۲۷ ،فتاویٰ نوریہ ص ۱۸۲ ،مسلم شریف ص ۱۶۶)

[6] (تفسیر ابی سعود آخر سورۃ العنکبوت ص ۲۶۴ ج ۲ ،تفسیر ابی سعود آخر سورۃ روم ص ۲۸۸ ،جنت الفردوس ص ۶۵ ،ارشاد الطالبین ص ۲۳۳ ،انیس الواعظین ص ۳۰)

(۲۵)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ جو علماء، طلباء اور حفاظ صاحبان جب بھی ختم قرآن شریف فرماتے ہیں۔ انہیں بطریق احسان طعام اور روپے پیسے دیناجائز اور مستحب ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں جو کوئی بھی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۲۶)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاًاحناف کا یہ عقیدہ ہے کہ مروجہ دورہ اسقاط جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۲۷)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاًاحناف کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعاجائز اور مستحب ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کو بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۲۸)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ (باذان واقامت) خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں جو کوئی حیات انبیاء کرام کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۲۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مزارات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ پر حاضری دیناخواہ وہ دور ہوں یانزدیک، ان کی عزت وحرمت اور برکت پر اللہ سے دعا کرنا اور اپنی حاجات میں انہیں وسیلہ بنانا جائز اور باعث برکت ہے، خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے شرک اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اس قسم کی زیارات اور سوال کرنے کو شرک اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

---

[1] (فتاویٰ عزیزیہ ص ۹ ج ۱،حدیقیہ ص ۲۵۶،اثبات الاغراض ص ۱۹۵، الخیرات الحسان ص ۹۳،قاضی خان ص ۱۹،باب الاجارۃ ،مجمع الانہار ص ۳۸۴ ج ۲،درالمختار ص ۴۲۶ ج ۲،فتاویٰ حامدیہ ص ۱۲۶ ج ۲)

[2] (طحطاوی مراقی الفلاح ص ۲۳۹،فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰۰ ج ۱،خلاصۃالفتاویٰ ص ۱۹۲،شامی ص ۲۸۷،جامع الفوائد ص ۶۳،تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۱۵،البصائر ص ۱۲۹،تسہیل الترمذی ص ۳۱۶)

[3] (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۸،ابوداؤدشریف ص ۲۵۶ ج ۱،ابن ماجہ ص ۱۰۹،شرح الوقایہ المحشی بحواشی جدیدہ ص ۲۲۹،مفتی عبدالرحیم ، درمختار ص ۲۲۹،جاءالحق ص ۶۷۴،مبسوط ص ۶۷ ج ۲ باب غسل المیت،اظہار حق ص ۲۹)

[4] (نسائی شریف ص ۲۳۷،البصائر ص ۷،تبلیغی نصاب ص ۲۲، فضائل درود،عقائدعلمائے دیوبند ص ۲۲۱،آپ کے مسائل اوران کاحل ص ۵۱۴،۴۶۰،مجمع الزوائد ص ۲۱۱،فتح الباری ص ۴۸۷ ج ۶،حاشیہ بخاری ص ۵۱۷ ج ۱،الخصائص الکبرٰی ص ۲۸۱،ج ۲،فتح الملہم ص ۴۱۹ ج ۳،الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۴ ج ۲،بذل المجہود باب التشہد ص ۱۱۷ ج ۲،فیض الباری ص ۱۸۳ ج ۱)

[5] (شامی ص ۸۳ ج ۱، فتاویٰ عزیزی ص ۱۷۰،تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۵،تسہیل الترمذی ص ۳۱۵،تبلیغی نصاب ص ۱۳۴ فضائل ذکر،فضائل درود ص ۵۳،منہاج السنن ص ۶۵،سیف المقلدین ص ۳۸۲ ج ۲)

(۳۰)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز عیدین کے بعد دعا جماعت کے ساتھ، روا اور جائز ہے، خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۳۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ عید کے دن مصافحہ کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۳۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ذکر بالجہر جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے حرام اور بدعت کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۳۳)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر وصیت کے مطابق مردے کے حق میں خیرات کی جائے یا اس کا بالغ وارث یا غیر وارث بالغ اس کے حق میں پہلے دن یا دوسرے دن خاص رضائے الٰہی اور میت کی مغفرت کیلئے خیرات کرے بشر طیکہ اس میں ریاء یا مہمان نوازی کا شائبہ تک نہ ہو نہ صرف جائز، باعث ثواب بلکہ مردے کیلئے باعث مغفرت ہے اس قسم کی خیرات کو خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۳۴)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جمعہ کی شب بعد از نماز عشاء سورۃ الملک کا پڑھنا نہ صرف جائز، مستحب بلکہ باعث ثواب بھی ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ شب جمعہ کو سورۃ الملک کی تلاوت کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

(۳۵)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب بالذات ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو علم غیب عطائی عنایت فرمایا ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب، **ماکان و مایکون** اور **علوم خمسہ** بھی عنایت فرمائے ہیں خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ علم غیب عطائی سے منکر ہیں جو کوئی اس کا منکر ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

---

[1] (بخاری شریف ص ۱۳۴ ج ۱، فیض الباری ص ۴۱۷، تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۲۰، بہشتی زیور ص ۸۱ ج ۱۱ بحث عید)

[2] (قطب الارشاد ص ۲۸۱، تسہیل المشکوٰۃ ص ۸۳، طحطاوی ص ۳۱۹، الادلۃ الواضحہ لاستنان المصافحہ ص ۳، فتاویٰ ارشادیہ)

[3] (جآء الحق ص ۳۴۴ ج ۱، مشکوٰۃ شریف ص ۸۸، بخاری شریف ص ۱۱۶ ج ۱، تبلیغی نصاب فضائل ذکر ص ۱۳۲، تفسیرات احمدیہ لملاجیون ص ۲۰۷، تفسیر خازن ص ۹۴ ج ۱، تفسیر کبیر ص ۳۴ ج ۲، تفسیر روح البیان ص ۳۲ ج ۱)

[4] (لمعات ص ۱۷۶ ج ۱، فتاوٰی عزیزیہ ص ۴۰ ج ۱، شامی ص ۷۳، تفسیر روح البیان ص ۲۶۹ ج ۲، طحطاوی ص ۳۷۳، ریاض الصالحین ص ۳۷۱، فتح القدیر ص ۳۶۵، کبیری ص ۶۵۸، نسائی برحاشیہ ص ۹۰، شرح الصدور ص ۵۷، تسہیل المشکوٰۃ ص ۱۱۷، تسہیل الترمذی ص ۳۱۹، شرح شرعتہ الاسلام ص ۵۶۸، المتانہ ص ۳۰۹، فتاوی مجددیہ ص ۳۷۰ ج ۱، ص ۹۲ ج ۱، ص ۹۱ ج ۱ شرح عین العلم وزین الحلم ص ۳۹۴ ج ۱)

[5] (اعلام المؤمنین ص ۴۶۱، احیاء العلوم ص ۱۱۸، فتاوٰی دستور القضاۃ ص ۴۸)

[6] (بخاری شریف ص ۴۵۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶، مسلم شریف ص ۳۹۰ ج ۲، معالم التنزیل ص ۱ ج ۷، تفسیر صاوی ص ۱۳۹ ج ۲، تفسیر جمل ص ۲۵۳، تفسیر حسینی ص ۶۱۴)

(۳۶)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ابن تیمیہ فرقہ مجسمہ میں سے ہے۔یعنی وہ اللہ پاک کی جسمیت کا قائل ہے اور مجسمہ کافر ہیں خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو شیخ الاسلام کہتے ہیں۔جو کوئی اسے شیخ الاسلام کہے یا سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۳۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی خارجی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔اور فرقہ خوارج سے ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو مجدد کہتے ہیں۔جو کوئی اسے مجدد کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۳۸)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ پیر کامل سے بیعت کرنا نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو بدعت اور حرام کہتے ہیں،جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۳۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مشائخ عظام ،اہل تصوف اوراہل اللہ کا تصرف ،توجہ باطنی،سماع ،وجد،جذبہ اورحال وسرور، شریعت ،طریقت،حقیقت اور معرفت کی حدود میں کلی شرائط وآداب ظاہر وباطن کے ساتھ قلبی اقتضائے عبدیت کے موافق حق ہیں اور صحیح ثابت ہیں۔منکرین حق خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ہیں۔[4]

(۴۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک کو دائرہ اسقاط میں رکھنا جائزاور مستحب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کو نارواءاور بدعت کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

(۴۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جس کا یہ گمان ہو کہ نبی اکرم ﷺ عام مسلمانوں کی مانند ہیں اور بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اورنہ ہی ان کی ذات سے ظاہری اور باطنی نفع ہے۔ایساعقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے،دائرہ اسلام سے باہر ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں۔جو کوئی اس سے منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

(۴۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ علامات قیامت میں سے ایک نشانی خروج دجال کی ہے اور خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ دجال کے خروج کو افسانہ کہتے ہیں جس طرح ملامودودی نے اپنی تصنیف ،،رسائل مسائل ،،میں

[1] (البصائر لمولوی حمداللہ دیوبندی ص ۱۵۳ ،نبراس ص ۱۳۹ ،الجواھر البھیہ،فتاوٰی حدیثیہ ص ۱۱۶)
[2] (عقائدعلمائے دیوبندص ۲۲۸ ،البصائر ص ۱۴۹ ،نسائی شریف بر حاشیہ ص ۳۶۰ ،الشہاب الثاقب،شامی ص ۳۳۷ ج ۳،)
[3] (قطب الارشاد ص ۵۴۳،اثبات الاغراض ص ۱۵۵ ،آداب المخلصین ص ۲۷،تفسیر احمدی ص،حجۃ السالکین ص ۲۳)
[4] (تفسیر روح المعانی ص ۱۵۵ ،ص ۸۶ ج ۲)
[5] (البصائر ص ۱۳۸ ،تسھیل المشکوٰۃ ص ۱۱۵ ،ارشادات نصیری ص ۳،المدراح السنیۃ ص ۲۹)
[6] (تفسیر صاوی ص ۱۵۸ ج ۱ ،ص ۱۶۱ ،تنویر الایمان ص ۱۰)

ذکر کیاہے۔اسے افسانہ یاکہانی قصہ خیال کرنا قول پیغمبر ﷺ کی تکذیب ہے۔جو کوئی خروج دجال سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۴۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مقبرے کو ہٹانااوراس پر دکان مکان اور منڈی وغیرہ تعمیر کرنایاکھیتی باڑی کرنایااس میں پیشاب وغیرہ کرناحرام ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ مقبروں کو ہٹانااوران پر تعمیرات کرنااور پیشاب وغیرہ کرناجائز سمجھتے ہیں۔جو کوئی اسے جائز سمجھے وہ پکاوہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۴۴)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ مقبرے سے گھاس،سبز درخت اکھیڑنااورانہیں بیچناحرام ہے۔اس لئے کہ یہ مردوں کا حق ہے اس وجہ سے کہ ہر ایک پتااور ہر ایک شاخ تسبیح اورذکرالٰہی کرتے ہیں جس کے سبب ثواب ورحمت مردے کے حق میں پہنچتاہے اوران سے عذاب دور ہوتاہے اور یہ پتے اور گھاس پھوس لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں غالباًایصال ثواب اور عذاب بھی لاکھوں میں پہنچ جاتاہے(العیاذباللہ تعالیٰ)۔

خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ مقبرے سے درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں ،اور جو کوئی مقبرے سے سبز درخت اور سبز گھاس کاٹے اوراسے بیچے یااس کو جائز کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۴۵)ہم اہلسنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ رسالت،ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر باطل نہیں ہوجاتے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ کہتے ہیں کہ رسالت،ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر ختم ہوجاتے ہیں،جس کسی کا یہ عقیدہ ہوگا وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۴۶)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاًاحناف کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔لیکن خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو حرام سمجھتے ہیں،جواسے حرام کہتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔[5]

(۴۷)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاًاحناف کا یہ عقیدہ ہے کہ تین بار دعاکرناجائز اور باعث ثواب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تین بار دعاکوبدعت کہتے ہیں۔جو کوئی اسے بدعت کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

---

[1] (شرح عقائدص ۱۲۴،نبراس ص ۵۸۵،تحفۃالاحباب ص ۱۱۸)

[2] (وجوب احترام القرآن والقبور منع وقطع اشجارھا والمرور ص ۲،اھلاک الوھابین ص ۲۹،فتاویٰ عالمگیری وقف مقابر ص ۲۴۳ ج ۲)

[3] (جمل ص ۲۲۷،خازن ص ۱۶۶،شامی ص ۶۰۶،عالمگیری ص ۲۳۳)

[4] (شامی ص ۳۳۷ ج ۳،عمدۃ الرعایۃ ص ۳۵۴،ج ۲،اثبات الاغراض ص ۶۰)

[5] (قدوری ص ۴۰،نورالایضاح ص ۶۹،کنزالدقائق فصل ارادالدخول فی الصلوٰۃ ص ۵۷،مستخلص الحقائق ص ۱۷۲،ھدایۃ باب صفۃ الصلوۃ ص ۴۰۶)

[6] (بخاری شریف،ص ۹۴۵،اثبات الاغراض ص ۱۴۲،البصائر ص ۱۲۴،اعلام المؤمنین ص ۳۷ ج ۲)

(۴۸)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ طعام کے شروع اور آخر میں نمک چکھنا جائز اور مستحب ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ نمک چکھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔جو کوئی نمک کے استعمال کو ناجائز سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۴۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ دعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف کا پڑھنا جائز،باعث ثواب اور باعث قبولیت ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس سے انکار کرتے ہیں جو کوئی اس کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۵۰)ہم اہلسنت وجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ ننگا سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہ یہود ونصاریٰ کا فعل ہے کیونکہ وہ بھی ننگے سر نماز پڑھتے تھے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور یہ عمل کرنا فقہ کی مخالفت ہے اور وہابی اور خارجی فقہ کی مخالفت کرتے ہیں اور جو کوئی فقہ کی مخالفت کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۵۱)ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سنت ایک اہم عبادت ہے۔یہ سفر میں بھی ادا کرنا ضروری ہے۔اگر گاڑی جانے کا خوف نہ ہو تو اس کا ادا کرنا لازمی ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ لوگوں کو سفر میں سنت پڑھنے سے منع کرتے ہیں ۔جو کوئی سنت پڑھنے سے منع کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۵۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے۔اور خصوصاً وہ اشعار جو حضور اکرم ﷺ کے معجزات وکمالات پر مشتمل ہوں وہ باعث ثواب اور فلاح ہیں۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ نعت خوانی سے انکار کرتے ہیں جو کوئی نعت خوانی سے انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

(۵۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن پاک اور کثیر احادیث سے ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا صریح کفر ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عوام کا خیال ہے۔جو کوئی اس طرح کہے وہ وہابی اور خارجی ہے اور اسلام کے دائرے سے باہر ہے۔[6]

---

[1] (خلاصۃالفتاوٰی ص ۳۶۰ ج ۲،الحجج البینات فی ثبوت الاستعانۃ من الاموات المعروف بدلائل السیفیہ ص ۱۱۶)

[2] (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷،ھدایہ ص ۲۴۳ ج ۱،الجوھرۃ النیرۃ ص ۱۲۹،فتاوٰی مجددیہ ص ۴۰۹)

[3] (شرح المنیہ ص ۳۴۹،مقالات کوثری ص ۱۷۳،سنن الکبریٰ ص ۲۳۶ ج ۲،)

[4] (فتاوٰی ھندیہ ص ۱۳۹ ج ۱،شرح تنویر ص ۵۸۵،بحر الرائق ص ۱۳۶ ج ۲،ردالمحتار ص ۵۳۱ ج ۱،شرح منیہ ص ۵۳۰ ج ۱)

[5] (معارف السنن ص ۳۵۸ ج ۲،الصارم المسلول ص ۴۳۴،کشف الخفاء ص ۲۔۱۰،دیوان حسان)

[6] (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱ ج ۲،مسلم شریف ص ۲۴۸ ج ۲،بخاری شریف ص ۵۰۱ ج ۱،مسند ابو عوانہ ص ۳۹۵ ج ۱،ابوداؤد ص ۲۲۸ ج ۲،ترمذی ص ۴۵ ج ۲،مقالات غازی ص ۹۸)

(۵۴) ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ بدعت کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) حرام (۲) واجب (۳) مندوب (۴) مباح (۵) مکروہ

خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بدعت کی اقسام سے انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی بدعت کی اقسام کا انکار کرتا ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۵۵) ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام اور علماء المشہورین کے مزارات پر گنبد بنانا جائز ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اس کا انکار کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۵۶) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں ایک حرف زیادہ کرنا یا کم کرنا یا کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا جان بوجھ کر یہ کفر ہے۔ لہٰذا "ضاد" کی جگہ "ظاد" پڑھنا کفر ہے۔ ایسے شخص کی امامت بھی جائز نہیں ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ "ضاد" کی جگہ "ظاد" پڑھتے ہیں۔ جو کوئی یہ عمل کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۵۷) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جاہل کا تبلیغ کرنا زنا سے بھی بدتر ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے کہ ،،اور یقیناً عوام کا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام لانے کے بعد اپنی عبادات اور معاش دنیا میں مصروف عمل رہے اور علم کو علماء کے ذمہ رہنے دیں۔ پس کوئی عامی زنا اور چوری کرے یہ اس کیلئے تکلم فی العلم (مبنی بر جہالت) سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین میں اتقان فی العلم کے بغیر باتیں کرنے والا کفر میں واقع ہو جاتا ہے اور اسے اس امر کا پتہ نہیں چلتا (من حیث لایدری) جیسا کہ دریا کی لہر میں کود پڑے درآں حالانکہ اسے تیرنا نہ آتا ہو۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بغیر علم کے تبلیغ کرتے ہیں جو کوئی بغیر علم کے تبلیغ کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۵۸) ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ثواب وعذاب اور واجب کر دینا اور حرام کر دینا وغیرہ عقل سے ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ شرع سے ثابت ہوتا ہے۔ اور معتزلہ احکام عقل سے ثابت کرتے ہیں نہ کہ شرع سے۔ جو کوئی احکام عقل سے ثابت کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

---

[1] (شامی ص ۳۹۳، صراط مستقیم ص ۷۷، الحاوی للفتاوی ص ۳۴۸ ج ۱، البصائر ص ۱۷۴، نیل الاوطار ص ۵۷ ج ۲، النہایہ ص ۱۰۶، ۱۰۷، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۷، اقامۃ الحجۃ ص ۵، جامع الکمالات ص ۸۰، مقالات غازی ص ۷۲، فتاوی مجددیہ ص ۱۴۴ ج ۱، سنن نسائی ص ۳۵۶ ج ۲ بر حاشیہ نمبر ۱)

[2] (مرقاۃ ص ۶۹ ج ۴، شامی ص ۲۳۲ ج ۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کشف النور ص ۱۳-۱۴، روح البیان ص ۴۰۰ ج ۳، تشریحات ضیائیہ ص ۲۱۶)

[3] (شرح فقہ اکبر لملاعلی قاری ص ۲۰۱، فصول عمادی ص ۵۲۶، بحر الرائق ص ۱۲۴ ج ۵، بحث الفاظ الکفر، جامع الفصولین ص ۳۱۶، اعلام المؤمنین ص ۱۱۷)

[4] (فتاویٰ رضویہ ص ۲۱۵، ج ۱۰، احیاء العلوم ص ۳۹ ج ۳)

[5] (نبراس ص ۴۹۰، تفسیر خازن ص ۱۲۱)

(۵۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ معتزلہ، مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ معتزلہ دعااورایصال ثواب کے منکر ہیں۔جو کوئی ایصال ثواب کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۶۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں پر کالا رنگ لگانا حرام ہے۔علامہ ابن حجر مکی نے اسے گناہ کبیرہ کہاہے۔ صرف مجاہدین کیلئے اجازت ہے۔[2]

(۶۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ پاک غذا پاک لوگوں کیلئے ہے اور ناپاک اور خبیث غذا ناپاک اور خبیث لوگوں کیلئے ہے۔ کوا خبیث اور ناپاک ہے اس کا کھانا پاک مومن کیلئے ناجائز ہے۔اوراس کا کھانے والا حرام خوراور عذاب کا مستحق ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ کوا کھانے کو جائز اور باعث ثواب کہتے ہیں۔جو کوئی کوا کھانے کو جائز اور باعث ثواب کہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۶۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جو کرامات عطافرمائی ہیں۔ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ بیک وقت متعدد مقامات پر متعدد اجساد کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔اس کرامت کو تعدد اجساد کہا جاتا ہے۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں۔جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۶۳)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ امام مسلم کے استاد ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو صحابہ کرام میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ یہ شخص زندیق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ حق ہیں۔قرآن حق ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی حق ہے اور یہ سب ہمیں صحابہ کرام کے توسط سے ملاہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں تنقیص کرتے ہیں،جو کوئی صحابہ کی شان میں تنقیص کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

---

1 (ابن ماجہ ص ۱۰۱ حاشیہ،نماز جنازہ کے بعد کی دعا کا حکم ص ۲۱)

2 (سنن نسائی ص ۲۷۷،احیاءالعلوم ص ۱۴۳ ج ۱،شرح صحیح مسلم ص ۴۱۴ ج۲،سنن ابو داؤد ص ۲۲۲ ج ۲،الترغیب والترھیب ص ۶۸ ج۳،خلاصۃ الفتاوٰی مع مجموعۃ الفتاوٰی ص ۳۵۱ ج۴،جامع الاحادیث ص ۲۳ ج۴،مجمع الزوائد ص ۱۶۱ ج۵،مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۲،مسندلاحمدبن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۲۴۷ ج۳،کنزالعمال ص ۶۷۱ ج۲،الجامع الصغیر للسیوطی ص ۱۶۹ ج ۱،غنیۃالطالبین ص ۱۶ ج۲،فتاویٰ عالمگیری ص ۳۶۹ ج۵)

3 (ابن ماجہ ص ۲۴۱،فتاوی فیض نقشبندیہ ص ۲۵۶)

4 (تفسیرروح البیان ص۲۱۵ ج۹،الحاوی للفتاوٰی ص ۳۴۲ ج ۱،تفسیرمظھری ص ۲۷۷ ج۳،تفسیرروح المعانی ص۳۵ ج۲۲،الیواقیت والجواھر ص ۲،جمال الاولیاء ص ۱۸۸)

5 (الصواعق المحرقہ ص ۲۱۱،مقدمۃالعواصم من القواصم ص ۴۳)

(۶۴)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ علماء حقانی اہل سنت وجماعت کی توہین کرنا(اہانت واحتقار) یہ کفر ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ علماء حقانی کی توہین کرتے ہیں۔جو کوئی علماء حقانی کی توہین کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[1]

(۶۵)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبل از نبوت اور بعد از نبوت تمام صغائر اور کبائر سے پاک ہیں۔ خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں جو کوئی اس کا منکر ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[2]

(۶۶)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے بحالت بیداری بعض کاملین مومنین مشرف ہوتے ہیں۔ اور بہت سے اولیاء اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو بحالت بیداری دیکھا ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ بحالت بیداری دیدار نبی ﷺ سے منکر ہیں۔ جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[3]

(۶۷)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ دعا بعد ختم قرآن مستحب ہے اور یہ دعا مستجاب ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں۔ جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[4]

(۶۸)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مؤمنین کی روحیں شب جمعہ،جمعہ کے دن،رمضان المبارک،عیدین کے دن،شب برأت اور عاشورہ کے دن اپنے گھروں میں آتی ہیں۔اور گھروں کے دروازوں کے پاس کھڑی ہو جاتی ہیں اور غمناک آواز سے کہتی ہیں کہ اے ہماری اولاد اور قریبیو ہم پر مہربانی کرو اور ہمارے لیے صدقہ کرو۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ ارواح کا اپنے گھروں میں آنے کا انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[5]

(۶۹)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے۔اس پر عمل کرنا چاہیئے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اس کے منکر ہیں جو کوئی اس کا منکر ہو وہ وہابی اور خارجی ہے۔[6]

(۷۰)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کفر ہے۔خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں۔ جو کوئی بھی تفسیر بالرائے کرے وہ وہابی اور خارجی ہے۔[7]

---

[1] (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۲،شرح فقہ اکبر ص ۲۱۱،الاشباہ والنظائر ص ۱۷۸،بحر الرائق ص ۱۲۴ ج ۵)

[2] (مجموعۃ الرسائل الشامی ص ۳۱۳ ج ۱،تحفۃ الاعالی ص ۳۵،اشعۃ اللمعات ص ۴۳۱ ج ۱،شرح العقائد النسفیۃ ص ۱۰۲،نبراس ص ۴۵۵،حاشیۃ الامیر ص ۹۶،شرح المواقف ص ۲۲۸)

[3] (فیض الباری ص ۲۰۴ لکشمیری،الحاوی للفتاویٰ ص ۳۱۱ ج ۲،ص ۴۴۴ ج ۱،کلیات امدادیہ ص ۷۹،تنویر الصدور ص ۱۱،سعادت الدارین ص ۴۲۲،تنویر الایمان ص ۱۴،فتاوی حدیثیہ ص ۲۵۵،۵۶،فتاویٰ فیض نقشبندیہ ص ۱۷۵)

[4] (مجمع الزوائد ص ۱۷۲ ج ۷،مطبوعہ مصر،دارمی شریف ص ۴۴۰،گیارھویں شریف ص ۳۷۰،کتاب الاذکار للنووی)

[5] (تفسیر روح البیان ص ۳۶۶،ج ۴،تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص ۲۸،حاشیہ نسائی شریف ص ۲۸۵ ج ۱،اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ص ۴۷۰ ج ۱)

[6] (شامی ص ۲۹ ج ۱،وایضاً ص ۲۹۲ ج ۱،میزان الشعرانی ص ۵۵،اعلام المومنین ص ۹۶،روح البیان ص ۲۷۳ ج ۲،اشعۃ اللمعات ص ۷)

[7] (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۴،مطبوعہ مصر،مکتوبات شریف ص ۴۵ ج ۲)

(۷۱)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو خلافتِ شیخین کا انکار کرے یا ان سے بغض رکھے وہ کافر ہے، اسلام کے دائرے سے باہر ہے اور ایسے لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں۔روافض شیخین کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اوران سے بغض رکھتے ہیں لہٰذا وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔[1]

(۷۲)ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے اوراس پر علماء کا اجماع ہے کہ جو ان روافض کے کفر میں شک کرے یا توقف کرے وہ ان کی طرح کافر ہے۔[2]

حررہ: فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی

عالمی مدنی مرکز دعوت الاسلامی فیضان مدینہ کراچی کے وفد کی مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ اور نگی ٹاؤن کراچی میں آمد پر انہوں نے قبلہ شاہ صاحب مبارک کو عالمی مدنی مرکز دعوت الاسلامی فیضان مدینہ کراچی میں آنے کی دعوت پیش کی، جس پر قبلہ شاہ صاحب مبارک نے انہیں درج ذیل شرائط پیش فرمائیں۔اور بعد میں عالمی مدنی مرکز دعوت الاسلامی فیضان مدینہ کراچی میں ہونے والے ختم بخاری شریف کے پروگرام میں اپنے کچھ سالکین سمیت شرکت بھی فرمائی۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمدللہ الذی جعلنا علی عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وحفظنا من عقیدۃ الوھابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضالۃ۔والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمدن الذی حکم علی الوھابیۃ بالشقاوۃ وعلی آلہ واصحابہ الذین حکموا علی الوھابیۃ بشرار الخلق الضالۃ۔

امابعد

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کے وفد کا عالمی مرکز دعوتِ اسلامی پاکستان فیضانِ مدینہ میں آنے کے لئے چند شرائط

(۱) بانی سلسلہ سیفیہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دعوتِ اسلامی کے مرکزی افراد کا اپنے لیٹر پیڈ پر تاثرات لکھنا۔

(۲) مردِ مجاہد سایہ حسین مظہرِ نعمان غیظ المنافقین محسن المسلمین امام الفقہاء والمحدثین اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری ثم فاضلِ بریلوی رحمہ اللہ کی تصنیف "حسام الحرمین" پر تحریری تصدیق اور اقرار نامہ۔

[1] (اشباہ والنظائر، تنویر الابصار متن، درمختار مطبع ھاشمی ص ۳۱۹)

[2] (تنقیح الحامدیہ فتاویٰ رضویہ)

(۳) دورِ حاضر کے وہ تمام فرقے اور مسالک جو مسلکِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شرک اور بدعت کہتے ہیں یا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علماء اہلسنت کو کافر یا مشرک کہتے ہیں، ان کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ یہ سب خارجی ہیں۔ ان کے بارے میں دعوتِ اسلامی کی طرف سے تحریری طور پر تضلیل یا تکفیر کا فتویٰ۔

(۴) انچاس کروڑ نمازوں کا ثواب جو علماء اہل سنت کے نزدیک صحیح نہیں ہے اور یہ رائیونڈی فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ تبلیغ میں جانے والوں کی نماز انچاس کروڑ کے برابر سمجھتے ہیں، اس سے برأت کا اظہار کرنا۔

(۵) دعوتِ اسلامی کی طرف سے سلسلہ سیفیہ کے بارے میں جو تحریری یا تقریری مخالفت یا تضاد بیانیاں ہیں ان سے دعوتِ اسلامی کا برأت کرنا اور آئندہ کے لئے سلسلہ سیفیہ کے بارے میں مخالفت یا شر انگیز تحریر یا تقریر سے کنارہ کشی کرنا۔ ہاں اگر سلسلہ سیفیہ کے اعمال سے یا کسی علمی مسئلے میں اختلاف ہو تو اس کو علماء کی موجودگی میں اور رابطے سے حل کرنے کی کوشش کرنا یا افہام و تفہیم کرنا، دونوں سلسلوں کا حق ہے جس سے غرض اظہارِ حق ہو، نہ کہ فتنہ و فساد۔

درجِ بالا شرائط کی تصدیق کے بعد سلسلہ سیفیہ کا دعوتِ اسلامی کی حمایت اور تعاون کا اعلان۔ سلسلہ سیفیہ میں تقریباً پچپن ہزار (۵۵۰۰۰) خلفاء اور بے حساب مریدین ہیں، ان تمام کا دعوتِ اسلامی سے حمایت کا اعلان، اور تحریری اور تقریری طور پر دعوتِ اسلامی کی تائید اور تعاون کا اعلان۔

حررہ: خادم الاولیاء والعلماء حقانی فقیر سید احمد علی شاہ السیفی

۲۴ دسمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۰ صفر ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری گزارشات برائے مریدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و خلفاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تمام حمد و ثناء اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مسلمان بنایا اور اپنے حبیب ﷺ کی امت میں شامل فرمایا اور سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد بنایا، اور خاص کر اس پُر فتن اور فسادات کے دور میں ہمیں اور آپ کو ایک ایسی شخصیت کے ساتھ نسبت عطاء فرمائی جو کہ سراج الاولیاء ہیں، ولی کامل و مکمل ہیں جن کی فیوضات و برکات تمام عالمِ دنیا میں پھیل چکی ہیں، جن کی توجہات کی برکت سے ہمارے ساتھ ساتھ مزید لاتعداد مخلوقِ خدا کے مردہ دل زندہ ہو چکے ہیں۔ میرا مقصود و مطلوب اس سے مجدد عصرِ حاضر شیخ المشائخ عاملِ قرآن منبع علم و عرفان مظہر فیوضِ یزدان قطب الاقطاب امام الاصفیاء قطب السالکین سلطان العارفین شمس المسلمین مفتی اعظم حاجی الحرمین الشریفین سیدنا و مرشدنا حضرت علامہ مولانا اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی نور اللہ مرقدہ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن عظیم الشان میں ارشاد فرماتا ہے:

"واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا۔۔"الخ

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والسلام

شریعتِ اسلامیہ میں اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے حقوق کے بعد مؤمن کے لئے والدین کے حقوق سب سے مقدم ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں شرک باللہ سے سختی سے منع کرنے کے بعد والدین کے ساتھ احسان کا رویہ اپنانے پر بہت زور دیا گیا ہے اور والدین کی (بلاعذرِ شرعی) نافرمانی کو کبیرہ گناہ میں شمار کیا گیا ہے۔ باپ کی رضامندی اور ناراضگی کو ربّ ذوالجلال کی رضامندی وناراضگی قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے:

ان سخط الرب فی سخط الاب ورضا الرب فی رضا الاب۔

یعنی رب تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے اور رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔

حدیث میں ہے کہ انسان کے تین باپ ہیں: ایک وہ جس کے ذریعے وہ دنیا میں آیا (یعنی صلبی باپ)، دوسرا وہ جس کی بیٹی سے وہ نکاح کرے (یعنی سسرالی باپ) اور تیسرا وہ جس سے وہ علم حاصل کرتا ہے (یعنی روحانی باپ)۔

اور یہ تیسرا باپ یعنی استاذ و شیخ حقوق میں سب سے مقدم ہے کیونکہ انسان (سالک) اسی کے ذریعے عالمِ اسفل سے عالمِ اعلیٰ کی طرف بلندی حاصل کرتا ہے اور اسی کے ذریعے وہ تزکیہ کر کے روحانی مدارج طے کرتا ہے۔ جو حقوق صلبی باپ کے لئے ثابت ہیں وہ حقوق استاذ و شیخ کے لئے بدرجۂ اولیٰ ثابت ہیں۔

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم سب پر بے حد احسانات ہیں۔ سب سے پہلے اور اہم اور اعظم احسان کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے ہم نے عقیدۂ اہلسنت وجماعت کی پہچان حاصل کی۔ اب ہماری اور آپ کی کامیابی حضرت مبارک علیہ الرحمہ کے اقوال وافعال کی اتباع میں ہے، چاہے وہ اولادِ صلبی ہو یا معنوی۔

روی عن مالک بن ربیعۃ انہ قال کنا بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ اذ جآء رجل من بنی سلمۃ فقال رسول اللہ ﷺ ھل بقی من بر ابوی علی ابرھما بہ بعدھما فقال نعم الصلوٰۃ علیھما والاستغفار لھما وایفاء عھود واکرام صدیقھما۔ انتھیٰ۔ (تفسیر احمدی)

یعنی مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص بنی سلمہ میں سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ مجھ پر میرے والدین کا وفات کے بعد کوئی نیکی کا حق باقی

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں، ان پر نماز جنازہ پڑھنا اور استغفار کرنا اور ان کا وعدہ پورا کرنا، ان کے دوستوں (متعلقین و مریدین) کا اکرام کرنا وغیرہ۔

آیہ کریمہ ووصینا الانسان بو الدیہ حسنا کے تحت ہے:

ومن البر بعد موتھما التصدق لھما وزیارۃ قبرھما فی کل جمعۃ والدعاء لھما فی ادبار الصلوٰۃ وتنفیذ عھود ووصایاھما۔ انتھیٰ

اور والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے صدقات و خیرات (خصوصاً اپنے مال سے) کرنا ایصال ثواب کرنا اور ان کی قبروں کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرنا، ہر نماز کے بعد ان کے لئے دعا کرنا اور ان کے وعدوں اور وصیتوں کو پورا کرنا وغیرہ۔ اور وہ باپ جو صلبی باپ ہونے کے ساتھ مرشد و شیخ بھی ہو تو اس کے حقوق دوگنا ہو جاتے ہیں۔ اس باپ کی اولاد چاہے صلبی ہو یا معنوی دونوں پر اس باپ کے حقوق سب سے زیادہ مقدم ہیں۔ اگر وہ اولاد (صلبی و معنوی) اس کے حق میں کوتاہی (بلا عذر شرعی) کرتے ہوں یا اس کی مخالفت کرتے ہوں یا اس کے طریقے و معمولات پر اعتراض و انکار کرتے ہوں (چاہے اس کی حیات میں یا بعد وفات) تو وہ عاق ہو جاتے ہیں (اگرچہ بزعم فاسد اپنے آپ کو اصحاب کمال سمجھتے ہوں) اور وہ اولاد اسخف کہلاتے ہیں کیونکہ حقوق الوالدین اکبار الکبائر بعد الشرک باللہ یعنی شرک باللہ کے بعد والدین (جسمانی و روحانی) کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کے روحِ روان قیومِ زمان، قطب الارشاد، مجدد عصر روان، حضرت اخندزادہ سیف الرحمان پیر ارچی مبارک رحمہ اللہ کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد ان کی بعض اولادِ صلبی و معنوی نے آپ کے طریقہ مبارکہ سے روگردانی اختیار کر رکھی ہے جو اب شدت سے ظاہر ہو کر سلسلہ عالیہ سیفیہ اور مذہبِ اہلسنت وجماعت کی بدنامی کا باعث بننے لگی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ دین کا دارومدار شخصیت پرستی پر نہیں بلکہ حق پرستی پر ہے۔ اور اسی پر دنیا اور آخرت کی بھلائی و نجات بھی ہے۔ وہ اولادِ صلبی و معنوی اگر اپنے والد و مرشد (خصوصاً حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی شخصیت جو مجددیت وقطبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو) کی مخالفت یا انکار واعتراض یا ایسے معمولات جو اہلسنت کی پہچان بھی ہوں، ان کو ترک کرنا عاق ہونے کے اسباب ہیں۔ ان معاملات کو اپنانے اور ان پر راضی رہنے والے عاق ہو جاتے ہیں، نہ ان کی اتباع کی جائے گی اور نہ ہی تعظیم کے قابل ہوں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جب ان کی نافرمانی کی تو قرآن مجید میں سخت تنبیہ فرمائی گئی:

یانوح انہ لیس من اھلک۔

یعنی اے نوح، یہ آپ کے اہل سے نہیں ہے۔

کیونکہ اہلیت، قربتِ دینیہ کی وجہ سے ہے اور مؤمن و کافر میں اہلیت کا کوئی تعلق نہیں۔

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مجاھد و عکرمہ انہ ابنہ غیر انہ مخالفہ فی العمل۔

یعنی وہ حضرت نوح علیہ السلام کا صلبی بیٹا تو تھا مگر عمل و عقیدہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف تھا اور نبوت سے روگردان تھا تو حقیقتاً بیٹے ہونے کی نسبت کا کچھ فائدہ نہ ملا بلکہ عذابِ الٰہی کا مستحق ٹھہرا۔

قال الحکماء الابن اذا لم یفعل ما فعل الاب (بطابق الشرع) انقطع منہ۔

یعنی بعض حکماء نے کہا کہ بیٹا جب اپنے باپ (والد و مرشد) کے عمل (جو موافقِ شرع ہوں) کی مخالفت کرے تو اس سے نسبت منقطع ہو جاتی ہے۔

قال السعدی:

پسر نوح بابدان بنشست — خاندانِ نبوتش گم شد

سگے اصحاب کہف روز چند — پئے نیکان گرفت مردم شد

چو کنعان را طبیعت بی ہنر بود — پیغمبر زادگی قدرتش نیفزود

معمولاتِ اہلسنت میں اذان سے قبل درود و سلام پڑھنا بھی ہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں دربار عالیہ سیفیہ میں باقاعدگی سے درود و سلام قبل الاذان ہوا کرتا تھا جو اب ترک کیا جارہا ہے، جو یقیناً مبارک علیہ الرحمہ کے طریقے کے خلاف ہے اور اہلسنت شکر اللہ سعیہم کے معمول کی مخالفت اور بدمذہبوں کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہے۔(العیاذ باللہ)

اذان سے قبل درود و سلام ایک مستحب و مباح عمل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فرمان (یایھا الذین اٰمنوا صلو علیہ و سلمو تسلیما) کے عموم کے تحت داخل ہے اور باعثِ تعظیمِ رسول ﷺ و باعثِ اجر ہے۔ اگرچہ یہ ایک امر مباح ہے مگر چونکہ ابن سعارِ اہلسنت میں داخل بھی ہے اور بالخصوص بدمذہب اسے بدتِ سئیہ کہتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہوئے اہلسنت کو بدعتی کہتے ہیں لہٰذا اس پر عمل کرنا ضروری اور اسکا ترک کرنا بدمذہبوں کو تقویت دینا ہے، اس لئے بدمذہبوں کا رد کرنا لازمی ہے۔ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوب میں لکھا ہے کہ انہیں خبر پہنچی کہ ایک شخص نے جمعہ کے خطبے میں قصداً خلفاء راشدین کا ذکر خیر ترک کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ سن کر میری فاروقی نبض بھڑک اٹھی (یعنی غیرت دینی کا تقاضہ بیدار ہوا) اور

فرمایا کہ اگرچہ خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے مگر چونکہ یہ شعار اہلسنت سے ہے اس لئے اس کا ترک کرنا ناگوار ہے اور مجھے اس خطیب سے رافضیت کی بو آتی ہے (اور تحقیق کرنے پر وہ خطیب رافضی ہی نکلا)۔

الامان والحفیظ

فلہٰذا اذان سے قبل درود و سلام کو بھی اس مسئلے پر سمجھنا چاہیئے اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دینی حمیت و غیرت کا ثبوت دینا چاہیئے۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ نہر سے وضو کرنا حوض سے وضو کرنے کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور زیادہ اجر کا باعث ہے مگر جہاں معتزلہ ہوں اور انکار پر مصر ہوں تو وہاں نہر کے مقابلے میں حوض سے وضو کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ معتزلہ حوض سے وضو کرنے کے قائل نہیں ہیں، اس لئے ان کا رد کرنے اور انہیں جلانے کے لئے حوض سے وضو کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔ قبل الاذان درود و سلام کے مانعین حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یا تو کم علم و نادان، متشدد سمجھتے ہیں **(العیاذ باللہ)** یا وہ خود کم علمی، کم عقلی، نادانی و بزدلی کا شکار ہو چکے ہیں اور بے شک ثانی الذکر ہی درست ہے۔ تو انہیں چاہیئے کہ اپنے رویے و نظریئے پر نظر ثانی کر کے حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقے اور معمولاتِ اہلسنت کی مخالفت کو ترک کر کے صحیح سمت پر گامزن ہو جائیں۔

ورنہ بقول شاعر:

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

اذان سے قبل و بعد درود و سلام پر کافی دلائل موجود ہیں جو حسب ضرورت و موقع پیش کئے جاسکتے ہیں۔

وقال بعض المشائخ اذا کان اولادی مخالفین للشرع فلا تبعوھم لان النجاۃفی متابعۃ الشرع لا فی متابعۃ المخالف۔

یعنی بعض مشائخ نے کہا ہے جب میری اولاد (صلبی ہو یا معنوی) خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرے تو ان کی پیروی مت کرنا کیونکہ نجات کا حصول شریعت کی پیروی میں ہے نہ کہ اس کی مخالفت میں۔

یہ تو اعمال سے متعلق احکام ہیں کہ اپنے والد و مرشد کے موافق شرع اعمال و معمولات کی مخالفت و انکار کا یہ حال ہے تو اگر خدانخواستہ عقیدہ صحیحہ اہلسنت وجماعت کی مخالفت ہو یا بدمذہبوں کی طرف قلبی میلان ہو یا ان کے نظریات کی تائید ہو تو پھر نسبت خود بخود سلب ہو جاتی ہے کیونکہ نسبت کا حصول عقیدہ کی صحت پر ہے۔ اس لئے اگر عقیدہ میں نقص ہو جائے تو نہ نسبت رہتی ہے نہ ہی وراثت رہتی ہے۔ وہ خود بخود عاق ہو جاتا ہے۔ اور فاسق فی العقیدہ ہو جاتا ہے جو کہ کفر ہی ہے۔ **(العیاذ باللہ)**

جیسا کہ علم میراث میں ہے کہ جو شخص اپنے باپ کو قتل کرے تو اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ قتلِ باپ سے نسبت ختم ہو جاتی ہے تو وارث کیسے بن سکتا ہے؟ فافہم۔

پھر بھی ادھر (بظاہر) کمالات نظر آتے ہیں تو وہ کمالات نہیں بلکہ استدراج ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ایسا شخص دھوکے میں پڑا رہتا ہے۔ حالانکہ وہ نسبت سے خالی اور ایمان سے عاری ہوتا ہے۔ (نجانا اللہ من سوء الاعتقاد و العمل بحرمۃ الحبیب الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

عقیدہ کی درستگی پر تمام محققین، علماء و صوفیاء نے بہت زور دیا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ نے جابجا اپنے مکتوبات شریف میں اس پر نہایت تاکید فرمائی ہے۔

مکتوب نمبر ۹۱ دفتر اول حصہ دوم پر تحریر فرماتے ہیں:

کرنے والا ضروری کام یہ ہے کہ اولاً علماء اہلسنت و جماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کئے جائیں کیونکہ فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) یہی گروہ ہے۔۔۔ الخ۔

اسی طرح مکتوب ۷۵ دفتر اول حصہ دوم میں تحریر کیا:

سعادتِ دارین کی دولت سید کونین علیہ السلام کی اس متابعت پر موقوف ہے جس کی وضاحت اور جو طریقہ اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم نے بیان کیا ہے سب سے پہلے ان اہل سنت بزرگوں کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کی درستی ہے۔ دوسرے نمبر پر حلال و حرام، فرض وواجب، سنت و مستحب، مباح و مشتبہ کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور اس علم کے تقاضے کے مطابق عمل بھی درکار ہے۔ یہ دو اعتقادی اور عملی بازو حاصل کرنے کے بعد اگر سعادت ازلی مدد فرمائے تو عالم قدس کی طرف پرواز میسر آسکتی ہے۔ اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔

مکتوب ۲۳۷ حصہ چہارم جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

اول اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کے عقائد کے موافق درست کرے، دوسرے فرض و سنت وواجب و مندوب و حلال و حرام و مکروہ و مشتبہ کا علم جو فقہ مین مذکور ہے، حاصل کریں، اور اس علم کے موافق عمل کرے، تیسرے درجے پر علوم صوفیہ کی نوبت پہنچتی ہے۔ جب تک وہ دو پر درست نہ کرلیں عالم قدس کی طرف اڑنا محال ہے، اور اگر ان کاموں کے حاصل ہونے کے بغیر احوال و مواجید میسر ہوں تو انمیں اپنی سراسر خرابی جاننی چاہیئے اور ایسے احوال و مواجید سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

مکتوب نمبر ۲۶۶ حصہ چہارم دفتر اول جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

اسعدکم اللہ سبحانہ خدا تعالیٰ آپ کو سعادت مند کرے، عقلمندوں پر سب سے اول فرض ہے کہ اپنے عقائد کو علماء اہلسنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم (جو فرقہ ناجیہ ہے) کے عقائد کے موافق درست کریں۔

مکتوب نمبر ۲۸۶ دفتر اول حصہ پنجم جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم جان لے ارشدک اللہ والھمک سواء الصراط ومسالک کے طرق کی جملہ ضروریات میں ایک اعتقاد صحیح ہے جسے علماء اہلسنت وجماعت نے کتاب وسنت و آثار سلف سے استنباط کیا ہے اور کتاب وسنت کو ان معانی پر محمول کرنا جنہیں جمہور علماء اہل حق یعنی اہل سنت وجماعت نے کتاب وسنت سے سمجھا ہے، بھی ضروری ہے۔ اور اگر بالفرض ان معانی مفہومہ کے خلاف کشف والہام سے کوئی چیز ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے اور ان سے پناہ پکڑنی چاہیئے۔

مکتوب نمبر ۱۷ حصہ ہشتم دفتر سوم جلد ۳ پر فرماتے ہیں:

شریعت کے دو حصے ہیں اعتقاد اور عمل، اعتقادی حصہ دین کے اصول ہیں اور عملی حصہ دین کے فروع ہیں۔ بدعقیدہ اہل نجات سے نہیں ہے اور عذابِ آخرت سے خلاصی اس کے حق میں متصور نہیں۔۔۔ الخ۔

مکتوب نمبر ۳۱ حصہ ہشتم دفتر سوم جلد ۳ پر فرماتے ہیں:

خبردار! مثالی صورتوں میں ظہور اور خیالی کشف کی بناء پر اہل سنت وجماعت کے مقررہ عقائد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور اپنے خواب وخیال پر مغرور نہ ہوں کہ اس فرقہ ناجیہ کی متابعت کے بغیر نجات متصور نہیں ہے۔ خوش طبعی کو چھوڑ دو، اگر نجات کی آرزو رکھتے ہو تو دل وجان سے ان بزرگوں کی اتباع میں کوشش کرو۔ خبر (دینا) شرط ہے۔۔ الخ۔

مکتوب نمبر ۳۴ حصہ ہشتم دفتر سوم جلد ۳ پر فرماتے ہیں:

وہ نصیحت جو لکھی جاتی ہے سب سے پہلے علماء اہل سنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم جو کہ فرقہ ناجیہ ہے، کی رائے کے مطابق عقائد کی درستی ہے۔۔۔ الخ

مذکورہ بالا عبارات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ عقیدہ کی درستگی وصحت کتنی اہمیت کی حامل ہے بلکہ اصل دارومدار بھی صحتِ عقیدہ پر ہی ہے اس کے بغیر نہ اعمال کی وقعت ہے اور نہ ہی سلوک کی کوئی اہمیت ہے بلکہ سراسر دھوکہ، استدراج وگمراہی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ منھا)

اسی حقیقت کی بنا پر حضرت قیوم زمان مجدد عصر رواں اخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی حیات مبارکہ میں عقیدہ کی درستگی وپختگی پر بہت زور دیتے رہے اور بدمذہبوں سے دلی یا ظاہری تعلق رکھنے اور ان کی تقویت کے لئے کوئی بھی کام کرنے

سے سختی سے ممانعت فرماتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ نے اپنے ایک بھائی، جو کہ بدمذہب تھا، اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی اور نہ ہی اس کی تعزیت قبول فرمائی، یہ سب حضور سرورِ کونین ﷺ کی محبت و غیرت کی وجہ سے کیا اور قرآن کریم کے حکم "قل ان کان أبائکم و ابنائکم" اور حدیث شریف: "من احب للہ و من أبغض للہ و اعطیٰ للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان" پر عمل فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دفعہ کسی سالک کے ذریعے مجھ فقیر سے ایک کتاب "اعلاء السنن" جو دیوبندی وہابی کی لکھی ہوئی ہے منگوائی تھی، جب میرا کچھ عرصے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جانا ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس کتاب کو میں نے ایک دفعہ دیکھا تو مجھے اس سے وہابیت کی بو آئی، میں نے دوبارہ اسے نہیں دیکھا۔"

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدمذہبوں پر نہایت شدت فرماتے جو وہابیت، معتزلیت، جبریت، پنجپیریت، قادیانیت و دیگر گمراہیوں کا مجموعہ ہوتے۔ اور اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر بناتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوری زندگی دین متین کی بے لوث و شاندار خدمت فرماتے رہے اور مذہب اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات پر نہایت پابندی سے قائم رہتے ہوئے اپنے مریدین و متوسلین اور تمام اہل اسلام کو اس کی دعوت دیتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قلباً، لساناً، حالاً، قالاً، اعتقاداً، عملاً و ذوقاً جہاد فرماتے رہے۔ اب اگر کوئی حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولادِ صلبی ہو یا معنوی، بدمذہبی کو پسند کرے یا بدمذہبوں کی طرف مائل ہو یا ان کی تائید و تقویت کے لئے کوشاں ہو تو یقیناً وہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقے کے خلاف ہو گا اور فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے بھی مخالف ہو گا۔ اور اس سے یقیناً مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح ناراض ہو گی، جس کا نتیجہ خسران الدنیا و الاخریٰ ہی ہے۔

(نجانا اللہ من سوء العاقبۃ)

بہت لوگوں کو حضرت مبارک علیہ الرحمہ ناپسند تھے اور وہ لوگ اب آتے ہیں صاحبزادے ملتے اور خوش ہوتے ہیں، تو کیا مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح خوش ہو گی؟ اور جو لوگ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عناد رکھتے تھے، نہ جنازہ کی نماز میں شریک ہوئے نہ فاتحہ کی، تو ان کے پاس جاتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

عبرت کے لئے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں

تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۴ پر ہے:

سیدنا شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مشہد شریف میں شہر قرطبہ میں مقیم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سید الانبیاء ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی اصلی صورتیں دکھائیں۔ ان میں سے حضرت

ہود علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہوئے اور مجھے انبیاء کرام کے اس اجتماع کا سبب بتایا کہ ہم سب منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سفارش کے لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ حضور خاتم الانبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم اسے معاف فرمادیں، وہ اس لئے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی حیاتِ دنیویہ کے بارے میں لب کشائی کی تھی، اس نے کہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے عظیم جاہ و جلال کے باوجود ہمت میں کمی کی (العیاذ باللہ) وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو **وَ لَسَوْفَ یُعْطِیکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴿الضحیٰ ۵﴾** فرما کر شفاعت کے بارے میں مختار کل بنایا تو پھر آپ ﷺ نے کم ہمتی کی بناء پر صرف شفاعتی لاہل اکبائر من امتی کیوں فرمایا؟ آپ ﷺ کو چاہیئے تھا کہ فرماتے شفاعتی لکل کافر و مؤمن اس کے یوں کہنے پر حضور نبی کریم ﷺ سخت ناراض ہوئے اور اسے زیارت سے مشرف فرمایا اور فرمایا اے منصور! تو کون ہے جو میری شفاعت کا انکار کرتا ہے؟ عرض کی حضور! میں نے تو اپنی بساط کے مطابق ایسے ہی کہا اب آپ مجھے سمجھائیں۔ حضور تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا کیا تو نے حدیث قدسی سنی تھی جسے میں نے اللہ تعالیٰ سے حکایتاً بیان کیا کہ اذا احببت عبداً کنت لہ سمعاً وبصراً ولساناً ویداً حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ میں نے یہ حدیث سنی اور پڑھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں اللہ کا محبوب ہوں؟ اس نے عرض کی بے شک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اللہ کا محبوب ہوں تو میری زبان کا کہا ہوا گفتہ حق ہے، اس صورت میں شافع اور مشفوع الیہ کا فرق خود بتایئے۔ بلکہ اس قاعدے کی رو سے میرا وجود اس کی ذات میں گم (چھپ) گیا۔ پھر اے منصور! میرا کیا قصور؟ حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی حضور میں اپنی غلطی کا کفارہ بھی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا کفارہ تیری جان ہے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کردے اور خود کو میری شفاعت کی تلوار سے قتل کردے۔ اس کے بعد وہی ہوا جو منصور کے بارے میں مشہور ہے۔ اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ جب سے منصور دنیا سے رخصت ہوا ہے، سرکار دوعالم ﷺ کے دیدار پر انوار سے محجوب ہے اور آج ہم اس کی سفارش کے لئے آئے ہیں۔

فقیر (حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ اس حکایت سے دو فائدے حاصل ہوئے:

(۱) اس سے حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ اتنے عظیم الشان انبیاء کرام علیہم السلام اس کی سفارش کے لئے تشریف لائے۔

اور

(۲) حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں ۳۰۹ھ میں سولی پر جاں بہ حق تعالیٰ ہوئے، جب کہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۶۳۸ھ میں وصال فرمایا، یعنی حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درمیان میں ۳۲۹ سال کے وقفہ حضور نبی کریم

ﷺ کی زیارت باسعادت سے محروم رہے۔(واللہ اعلم)حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک علمی نکتے کی وجہ سے یہ سزا ملی اسی لئے ہر مقرب حق پر لازم ہے کہ وہ نبوت کا پاسِ ادب کرے۔

آپ غور کریں کہ جب منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے ولی کامل کو ایک علمی غلط فہمی سے اتنی سخت سزا ملی تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی شریعت کی توہین کریں اور آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر رقیق حملے کریں، آپ ﷺ کی صفاتِ پر انوار پر ہرزہ سرائی کریں، آپ ﷺ کی طرف نقص و عیب منسوب کریں، قرآن کریم کی آیات میں غلط تاویلات کریں، اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق تراجم کریں، شرعی امور کو اپنے فاسد خیالات و اوہام کے مطابق ڈھالنے کی ناکام کوشش کریں، بدمذہبوں کی تائید اور تقویت کریں، گمراہوں کی طرف مائل ہوں اور اہل سنت و جماعت کی مداہنت کی کوشش کریں وغیرہا، ایسے لوگ کالانعام ہیں اور اپنے فاسد عقائد کی وجہ سے عاق ہیں، کیونکہ بدعقیدگی اللہ جل جلالہ کی، اس کے حبیب ﷺ کی، اور مرشد کامل کی سب سے بڑی نافرمانی ہے۔

ظہیریہ میں ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور عاق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔عاق میں تین حروف ہیں: عین، عیب پر دلالت کرتا ہے، الف، اہانت پر دلالت کرتا ہے اور قاف، قہر پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تینوں عقوق کے اسباب ہیں (اللہ ہمیں محفوظ فرمائے، آمین)

درر الفرائد میں ہے:

قال النبی ﷺ من استخف استاذہ ابتلاہ اللہ تعالیٰ بثلاثۃ بلاء اولہ نسی منہ العلم و الثانی قلّ رزقہ و الثالث یخرج من الدنیا کافراً۔

یعنی جس نے استاذ (و شیخ) کی توہین کی اس کو اللہ تعالیٰ تین مصیبتوں میں مبتلا فرماتا ہے:

(۱) اس کو علم بھول جائے گا (۲) رزق میں کمی ہوگی، اور (۳) دنیا سے کافر جائے گا۔(**العیاذ باللہ تعالیٰ**)

یہ سزائیں اس کے لئے جو استاذ و شیخ کی توہین کرے، تو جو شخص بدعقیدہ ہو جائے یا اس کی تائید کرے تو یہ بدرجہ اولیٰ توہینِ استاذ و شیخ ہے بلکہ شناعت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس کی سزا اس سے بھی زیادہ ہوگی۔عاق کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس کی بیوی اس پر طلاق ہے، اس کا ذبیحہ حرام اس کی جانی و مالی عبادت قبول نہیں۔وہ لازم الاہانت ہے کیونکہ یہ فاسق ہے اور فاسقِ معلن کی اہانت واجب ہے اور اس کی تعظیم نہ کی جائے کیونکہ اس کی تعظیم میں دین کی اہانت ہے اور اس کی اہانت میں دین کی تعظیم ہے اور دین کی تعظیم افضل و اولیٰ اور لازم ہے۔اور بدقیدگی کی وجہ سے فاسق فی العقیدہ ہے جو کفر ہے تو اگر اسلامی حکومت ہے تو وہ عاق واجب القتل ہے۔

وقال صاحب الصوات علیہ البرکات اذا کان الاستاذ مخالف للشرع (فی العقیدۃ والعمل) فیبول التلمیذ علی رأسہٖ (لأن لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق) فکیف لا یبول علی الوالد (صلباً کان أو معنویاً) للمخالف للشرع (لانہ اقل حقا من والدہٖ جسما أو روحا)۔

صاحبِ صوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جب استاذ و شیخ شریعت کی مخالفت کرے (تویمًا یا قصدًا) چاہے عقیدے میں ہو یا عمل میں تو شاگرد (مرید) اس کے سر پر پیشاب کرے (یعنی اس کی اتباع نہ کرے بلکہ اس کی اہانت کرے) کیونکہ خالق کی نافرمانی کے کام میں (کسی) مخلوق کی اطاعت لازم نہیں (والدین ہوں یا استاذ و شیخ) تو استاذ و شیخ کی اولاد صلبی ہو یا معنوی وہ خلاف شرع ہو (عقیدتا یا عملا) تو اس پر پیشاب کیوں نہ کرے (کیونکہ وہ تو اپنے والد صلبی و معنوی سے حق کے اعتبار سے کمتر ہے) فافهم۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب ۸۴، ۸۵ پر فرمایا: بدعتی استاذ اور شیخ کے عیوب بیان کرنا لازم ہے تاکہ علم مسلمان ان سے بچ سکیں۔

وان الانکار والاعتراض علی افعالہ واقوالہ واحوالہ وحرکاتہ وسکناتہ (اذا ما کانت خلاف الشرع) ارتداد عن الطریقۃ وکفر بمعنی الانکار وستدراج وحرمان وعن فیوضات المرشد۔

یعنی "اور مرشد (کامل مکمل) کے افعال، اقوال، احوال، حرکات وسکنات (جب کہ خلاف شرع نہ ہوں) کا انکار کرنا اور ان پر اعتراض کرنا یہ طریقت کا ارتداد ہے اور انکار واستدراج ہے اور مرشد (کامل مکمل) کے فیوضات سے محرومی کا سبب ہے"۔

(نعوذ باللہ من ھذا البلاء العظیم)

واذا کان العاق والمرتد عن الطریقۃ فاسقا فلا یبقی ولیاً۔

یعنی جب عاق اور طریقت کا مرتد فاسق ہو گیا تو وہ ولی بھی نہ رہا۔

والخلاف عن المرشد (الکامل المکمل اذا کان موافقا للشرع) حسران کما فعل الاولاد الاسخف (صلبیا کان أو معنویاً) واتباعھم فی کثیر من الاحکام کما لا یخفی علی المنصف۔

اور مرشد (کامل مکمل جو موافق شرع ہو) کی مخالف ہلاکت و نقصان ہے جیسا کہ بعض نافرمان اولادِ صلبی و معنوی اور ان کے پیروکاروں نے کئی احکام میں مخالفت کی ہے جیسا کہ منصف شخص پر مخفی نہیں۔

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور پر انوار میں سالکین کو خلافت نامے (ارشاد خط) دیئے جاتے تھے اور ان پر شکرانہ بھی لیا جاتا تھا۔ مگر اب مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اس شکرانے کو حرام کہا جاتا ہے۔ تو کیا حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حرام کام کرتے تھے؟ العیاذ باللہ! یا حرام پیسے سے اپنے مریدین و اولاد کو کھلاتے تھے؟

العیاذ باللہ! آج جو لوگ اسے حرام کہہ رہے ہیں انہوں نے حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے یہ سوال کیوں نہیں اٹھایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیوں نہ پوچھا کہ یہ ارشاد خط پر شکرانہ لینا حرام ہے یا حلال؟ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں جائز تھا تو اب بھی جائز ہے، تو اس کی مخالفت کرنا اور حرام قرار دینا یقیناً حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت ہے اور اپنی مرضی سے بلا دلیل حلال کو حرام قرار دینا جو سراسر گمراہی ہے۔ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں ارشاد خط پر شکرانہ لیا جاتا تھا۔ اب اسے حرام کہا جاتا ہے تو یہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض ہے اور وہ اولاد یا خلفاء جو مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال و افعال کے مخالف ہوں ، ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

ہمارے ہاں یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ سارا حق مرید پر پیر کا ہے چاہے پیر کامل ہو یا ناقص ہو۔ حالانکہ شرعی احکام عموماً دو طرفہ ہیں، حقوق کے ساتھ فرائض اور فرائض کے ساتھ حقوق بھی ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک دوسرے کی دعوت کرو، تحائف دو، تا کہ محبت زیادہ ہو، مگر ہمارے یہاں توٹریفک یکطرفہ چلنے لگی ہے، مرید صرف دیتا ہے اور پیر فقط لیتا ہے۔ مرید اگر پیر کے پاس خانقاہ پر حاضر ہو تب بھی مرید ہی نذرانہ پیش کرے اور اگر پیر صاحب کبھی مرید کے غریب خانے پر تشریف لے جائیں تب بھی بے چارہ مرید ہی ڈبل نذرانہ پیش کرے اور اکثر پیران عظام کے نزدیک مریدین کے مدارج قرب کا معیار بھی مقدار نذرانہ ہوتی ہے نہ کہ علم، زہد و تقویٰ اور اخلاص وللٰہیت۔ بلکہ بعض حضرات کو کم نذرانہ دینے پر سیخ پا ہو کر وہ پیسے ہی پھینک دیتے ہیں۔ اور مرید کو شرمندہ کرتے ہیں کہ اتنے کم پیسے دیئے حالانکہ وہ مرید اپنے اخلاص کے ساتھ حسبِ توفیق نذرانہ دیتا ہے جب کہ ہم حضرت قیوم زمان مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں دیکھ چکے ہیں کہ جو مرید بھی اپنے خلوص کے ساتھ جتنا بھی ہدیہ پیش کرتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخوشی قبول فرماتے اور اس مرید کو کسی نہ کسی صورت اس نیکی کا بدلہ اچھے احسان کے ساتھ عطا بھی فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی جیب خاص سے کئی مریدین کو قرضے عنایت فرمائے، کسی کو حاجت مند دیکھتے تو اس کی حاجت کو بھی پوری فرماتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عطیات سے کئی مساجد تعمیر فرمائیں مدارس ونادار علماء کو بھی اپنے مال سے نوازتے رہتے، اور روحانی و عملی فیض کے دریا تو ہر وقت بہتا رہتا اور مریدین و محبین اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے اپنے کاسۂ دل کو بھرتے رہتے۔ (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک قرب کا معیار دولت ونذرانہ ہرگز نہ تھے بلکہ صحتِ عقیدہ، تقویٰ، علم (دینی) اور اخلاص و محبت و ادب معیار تھے۔ جس مرید کے اندر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اوصاف پاتے اسے اپنے قرب و محبت سے نوازتے اور مقاماتِ عالیہ پر توجہات سے فائز فرماتے۔ ہم حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولادِ صلبی و معنوی ہیں، ہمیں

چاہیئے کہ ہم اپنے آپ پر غور کریں اور اپنے اعتقاد و عمل و اخلاص پر نظر ثانی کریں کہ آیا ہم حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقے کے خلاف جارہے ہیں یا ان کے مطابق، اور جہاں کمی نظر آئے وہاں اپنی اصلاح کریں۔

اور لوگوں کو چاہیئے کہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانشین کا خیال رکھیں، ان کا ادب ایسا کریں جیسا کہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات میں ہوتا تھا، ہر کام ان سے پوچھ کر کریں۔ اور آپس میں محبت کا برتاؤ رکھیں۔ اور عرس مبارک پر ایسے علماء کو دعوت خطاب دیں جن کا عقیدہ ٹھیک ہو اور معمولاتِ اہلسنت و جماعت پر اعتراض نہ کرتے ہوں۔

تزکیۂ نفس اور اصلاح باطن اور شرعی احکام پر خلوص سے عمل کرنے میں عورتوں کو بھی بیعت کی ضرورت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی عورتوں سے بیعت لی ہے مگر صرف زبان سے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں لکھا ہے:

ان النساء اجتمعن عند النبي عليه السلام وطلبن ان يعاهدهن باليد فقال لا تمس يدی يد المرأة ولكن قولی لامرأة واحدة كقولی لمائة امرأة فبايعهن بالكلام ثم طلبن منه البركة فوضع يده الشريفة في الماء و دفعه إليهن فوضعن أيديهن فيه كذا ذكره الشيخ عبد العزيز الديرينی الروضة الانيفة وكذا فی ترجمة الفتوحات حيث قال ورسول عليه السلام وفات كرد ودست او بهيچ زن نامحرم نرسيد وبازنان مبايعه بسخن می كرد وقول او بايک زن چنان بود كه باهمه انتهى۔

یعنی بے شک عورتیں رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کی کہ ہم سے بیعت ہاتھ سے لیں، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ نے کسی غیر عورت کو نہیں چھوا، البتہ میرا زبانی قول ایک عورت کے لئے ایسا ہے جیسا کہ سو عورتوں کے لئے پھر ان عورتوں نے آپ ﷺ سے برکت طلب کی تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال کر وہ پانی ان عورتوں کو دے دیا، چنانچہ انہوں نے بھی اپنے ہاتھ اس پانی میں ڈال کر برکت حاصل کرلی جیسا کہ شیخ عبد العزیز دیرینی نے روضۃ الدنیقہ میں ذکر کیا اور فتوحات کے ترجمہ میں بھی ایسا ہی درج ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تادمِ وصال اپنا ہاتھ مبارک کسی غیر عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا اور آپ ﷺ نے عورتوں سے بیعت زبانی لی اور آپ ﷺ کا فرمان سو عورتوں اور ایک عورت کے لئے برابر تھا۔[1]

[1] (روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر)

علامہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں:

وفي الاحياء ويجب منع النساء من حضور المساجد للصلاة ولمجالس الذكر إذا خيفت الفتنة إذ منعتهن عائشة رضى الله عنها فقيل لها ان رسول الله ما منعهن من الجماعات فقالت لو علم رسول الله ما أحدثن بعده لمنعتهن انتهى فحضورهن مجالس الوعظ والذكر من غير حائل يمنع من النظر إذا كان محظورا منكرا فكيف مس أيديهن كما في مشيخة هذا الزمان ومبتدعته وربما يمسون المسک لاجل النساء اللاتي يحضرن مجالسهم ويبايعنهم كما سمعناه من الثقات والعياذ بالله تعالى۔

یعنی اور احیاء العلوم میں ہے کہ عورتوں کو مسجدوں اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہونے سے روکنا اور منع کرنا واجب ہے جب کہ فتنہ (فحاشی) کا خوف ہو۔ جب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو مساجد میں آنے سے روکا تو ان کی خدمت میں عرض کی گئی کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تو انہیں مساجد میں آنے سے نہیں روکا تھا، پھر آپ کیوں روکتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس طرف توجہ فرماتے کہ ان کے بعد ان عورتوں نے کیا کیا بدعتیں نکالنا تھیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی منع فرمادیتے۔ لہٰذا عورتوں کا بغیر حجاب اور بغیر ایسی دیوار یا پردے کے کہ جہاں ان پر مردوں کی نظر نہ پڑے ذکر ووعظ کی محفل میں آنا ممنوع ہے۔ تو پھر ان کے ہاتھ چھونا کس قدر خطرناک (ناجائز) ہوگا جیسا کہ ہمارے زمانے کے (جعلی پیر اور متصوفہ ومبتدعہ) کرتے ہیں۔ ان میں تو کوئی شہوت پرست ایسے بھی ہیں جو تیز قسم کی خوشبو عطر (اور میک اپ وغیرہ بھی) اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ ان کی مجالس میں آنے والی عورتیں ان کی طرف راغب ہوں اور ان کی مرید بنیں۔ باوثوق ذرائع سے ان کی یہ مکاریاں وعیاریاں ہم تک پہنچی ہیں"۔[1]

یاد رہے کہ استاذ وپیر کے لئے عورتوں سے بلا حجاب میل جول، یا مخلوط محفلیں کرنا یا بے پردہ یا تنہا ملنا یا محفل کرانا یا انگلی رکھ کر لطائف پر سبق دینا سب کام ناجائز ہیں۔ یہ بھی باوثوق ذرائع سے دیکھنے وسننے میں آیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ خوش گپیاں لگانا، ان کے ساتھ سفر کرنا یا آج کل لفٹ میں ان کے ساتھ اکیلے جانا، بلا پردہ ان کو ہدایات دیتے رہنا اور ان عورتوں کا ان پیر سے بلا تکلف گپ شپ لگانا، ہنس ہنس کر باتیں کرنا وغیرہ یہ تمام امور شنیع وقبیح ہیں۔ دیکھا وسنا گیا ہے کہ یہ عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تو ہنستی نہیں نہ پیار محبت سے گفتگو کرتی ہیں مگر ان پیروں (یا پیر کہلانے والوں) کے ساتھ مزے سے گفتگو کرتی نظر آتی ہیں حالانکہ عورت پر اللہ تعالیٰ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ مگر نہ ان پیروں کو اور نہ ہی مریدنیوں کو خیال آتا ہے کہ ان کی یہ حرکات کتنی خلافِ شرع ہیں اور طریقت کے لئے بھی زہر قاتل ہیں۔

[1] (روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر)

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان معاملات میں بھی بہت زیادہ شریعت کی پابندی فرمانے والے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان غیر شرعی حرکات کے سخت مخالف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کبھی مرید عورتوں کی محفل میں جو ان کے گھر آتی تھیں، تنہا محفل نہیں کرواتے بلکہ اپنی ازواج، بیٹیوں اور بہوؤں کے ساتھ محفل میں جلوہ گر ہوتے تھے۔ اور خواتین بھی باپردہ رہتی تھیں۔ اب حضرت مبارک صاحب کی بعض صلبی و معنوی اولاد نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقے کے خلاف کام کرنے شروع کر دیئے ہیں، آئے دن ایسے واقعات کی اطلاع ملتی رہتی ہے جو یقیناً شریعت و سلسلے کی بدنامی و مخالفت کا باعث بنتی ہیں۔ خدارا حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلے سے جڑے ہوئے تمام لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ان غیر شرعی حرکات سے اجتناب کریں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تاکید کرتے رہیں اور حضرت مبارک علیہ الرحمہ کی روح مبارکہ کو اذیت نہ پہنچائیں۔ ورنہ ہلاکت و خسارہ کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ حضرت مبارک علیہ الرحمہ کی اولادِ صلبی و معنوی پر لازم ہے کہ وہ حضرت قیوم زمان مجدد عصر رواں اخندزادہ سیف الرحمن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو جمع البحرین شخصیت ہیں ایسی ہستی جو صدیوں بعد طلوع فرماتی ہیں اور اندھیرے کو اجالے سے بدل دیتی ہیں) پر خلوصِ دل سے استقامت کے ساتھ قائم رہیں۔ اور اپنے اس والدِ حقیقی و معنوی کی اطاعت میں ہی ہماری بھلائی ہے۔ کیونکہ نیک و پرہیز گار آباء کی پیروی کرنا پسندیدہ عمل اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ (طور ۲۱)

مؤمنین آباو اجداد کی اتباع کرنے والوں کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی:

اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًاۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُونَ (البقرۃ ۱۳۳)

جب یعقوب کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کروگے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آبا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں۔

إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لاَّ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَهُم بِالآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ (یوسف ۳۷)

اس آیت کے تحت روح المعانی میں ہے:

كأنه قال: إنما فزت بما فزت بسبب أني لم أتبع ملة قوم كفروا بالمبدأ والمعاد واتبعت ملة آبائي الكرام المؤمنين بذلك۔

یعنی گویا کہ انہوں نے کہا: بے شک میں کامیاب ہوا اس وجہ سے کہ میں نے ابتداء اور انتہاء میں ملتِ کفریہ کی اتباع نہیں کی بلکہ میں نے اپنے مؤمن آباء کرام کی اتباع کی۔(اس لئے کامیاب ہوا)۔[1]

وَ ذَرِ الَّذِینَ اتَّخَذُوا دِینَهُمْ لَعِبًا وَ لَهْوًا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَیَاةُ الدُّنْیَا (الأنعام ۷۰)

اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل کود بنالیا ہے اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی الیهود و النصاری و مشرک العرب اتخذوا دین آبائهم المؤمنین (لعباً) ضحکة و (لهواً) استحزاء۔

یعنی یہود و نصاریٰ اور عرب کے مشرکین نے اپنے مؤمنین آباء و اجداد کے دین کو کھیل، ہنسی اور مذاق بنالیا تھا۔

پتہ چلا کہ مؤمنین آباء و اجداد کا وہ طریقہ جس کی قرآن و حدیث میں ممانعت نہ ہو، اس کو غلط کہنا اور مذاق اڑانا یہود و نصاریٰ و مشرکین کا طریقہ ہے، نہ کہ مسلمانوں کا شیوہ! اور یہ بات بھی ہے کہ جس شخص کے والد (صلبی یا روحانی) کا عقلمند ہونا اور ہدایت پر ہونا اجمالاً بھی ثابت ہو جائے تو اس کی اتباع جائز ہے اور مشائخ کی اتباع کرنے کی ایک اصل یہ بھی ہے۔ اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی شخصیت جو جامع الشریعت والطریقت والحقیقت ہوں، ان کی پیروی تو کمالِ محبت کے ساتھ بلا چون وچرا کرنی چاہیئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل وارث النبی ﷺ ہیں اور مقامِ محبوبیت و محفوظیت پر فائز ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اللھم ارزقنا من فیوضاتہ و برکاتہ حظا وافرا بفضلک و منک و بحرمة حبیبک ﷺ۔

مؤمن آباء و اجداد کی مخالفت کرنے والوں کے لئے وعید شدیدہ آئی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ یُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدَی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیلِ الْمُؤْمِنِینَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّی وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِیرًا (النساء ۱۱۵)

تفسیر کبیر میں ہے:

تفسیر الاستدلال ان اتباع غیر سبیل المؤمنین حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المؤمنین واجبا۔

یعنی غیر مؤمنین کے راستے کی اتباع ناجائز (حرام) ہے تو مؤمنین کے راستے کی اتباع کرنا واجب ہوا۔[2]

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ (الأعراف ۱۶۹)

---

[1] (روح المعانی، ج۴ پ۱۲ ص۲۴۲)

[2] (تفسیر کبیر ج۱۲ ص۴۳)

تو ان کے بعد ان کے پیچھے برے خلیفہ آئے۔

خلف بسکون اللام اکثر برے خلیفہ کے لئے استعمال ہوا ہے جو اپنے گزرے ہوئے بڑوں کے (صحیح عمل کے) خلاف برائیوں میں مبتلا ہوں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت سے لوگوں کو ناپسند کرتے تھے اور ان سے ملنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "من احب للہ و من ابغض للہ" کے مصداق تھے، وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے بغض نہ رکھتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کے رسول ﷺ کے لئے اور دین کے لئے محبت اور بغض رکھتے تھے، تو جن لوگوں کو حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناپسند کرتے تھے وہ دین کے لئے کرتے تھے۔ وہ لوگ بھی اب دربار میں آنے لگے ہیں اور بعض اولاد صلبی و معنوی ان سے ملتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عناد رکھتے تھے اور وہ لوگ حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیمار پرسی کے لئے، یا جنازے و تدفین کے لئے بھی نہ آئے، حتیٰ کہ تعزیت و فاتحہ بھی نہیں کی، ایسے لوگوں سے اولادِ صلبی و معنوی ملاقاتیں کریں، ان کی تعظیم کریں تو کیا والد صلبی و معنوی کی روح کو تکلیف نہ ہوگی؟ کیا یہ اولاد صلبی و معنوی کے لئے درست ہے؟ تو کیسے یہ اولاد صلبی و معنوی کہلاتے ہیں؟ یہ یقیناً مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت ہے! کیا ان اولادِ صلبی و معنوی کے نزدیک مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غلط تھے؟ یا جن کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناپسند فرماتے تھے وہ غلط تھے؟ یہ فیصلہ آپ خود کرلیں! اور فرمانِ مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کے سامنے رہنا چاہیئے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں کہا: "مقبولہ مقبولی، مردودہ مردودی"۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس پر بعض ایسے علماء (جو عقائد میں لاپرواہی کا شکار ہیں، بلکہ بدمذہبوں کی طرف میلان رکھتے ہوئے ان کے طرز عمل کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی تقویت کے لئے کوشاں ہیں) کو خطابات کی دعوت دی جاتی ہے تو کسی طرح بھی مناسب نہیں بلکہ ان سے اجتناب ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: شرار الناس شرار العلماء اسی لئے علماء سوء کا شر بھی سخت و متعدی ہوتا ہے۔ اور ایسے علماء سوء سے کنارہ کشی اختیار کرنا لازم ہے ان سے نرمی کرنے سے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

علامہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ومن سنة السلف الصالحين الانقطاع عن مجالس اهل اللغو واللهو والمجانبة عن اتباع اهل الهوى والبدع وروى ان ابن المبارک رؤى في المنام فقيل له ما فعل ربک بک فقال عاتبني وأوقفني ثلاثين سنة بسبب انى نظرت باللطف يوما الى مبتدع فقال انک لم تعاد عدوى في الدين فكيف حال القاعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔

ترجمہ: علامہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اہل لہو و لعب سے دور رہتے اور اہل ہوا و بدع کی پیروی سے سختی سے اجتناب کرتے تھے۔ حکایت کی گئی کہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو رئیس المحدثین گذرے ہیں) کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے عتاب کیا اور تیس سال کھڑا رکھا کیونکہ میں نے ایک دن ایک بدعتی کو محبت و لطف سے دیکھا تھا تو (اللہ نے) فرمایا کہ تم نے میرے دشمن سے عداوت نہ کی، تو اس شخص کا حال کیا ہوگا جو حق واضح ہو جانے کے بعد بھی ظالمین کے ساتھ بیٹھے؟[1]

الأمان و الحفیظ

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر محدثین نے یہ بات نقل کی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے کسی کا سلام پیش کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا:

تبلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرئہ منی السلام۔۔۔ الخ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ بدعتی ہو گیا اگر (واقعتاً) وہ بدعتی ہو گیا ہے تو میرا سلام نہ کہنا اس کو۔[2]

(یعنی بدمذہب کو سلام کرنا درست نہیں ہے)

ہدایۃ الابرار میں ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تبسم علی وجہ المبتدع فکانما اعان علی ھدم الاسلام۔ و قال ثلٰثۃ لا غیبۃ لھم الفاسق المعلن و المبتدع و السلطان الجائر۔۔۔ الخ۔

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے بدعتی کے چہرے کو دیکھ کر تبسم (خوشی سے) کیا تو گویا کہ اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ اور فرمایا کہ تین لوگوں کی غیبت، غیبت نہیں ہوتی، ایک اعلانیہ گناہ کرنے والا، دوسرا بدعتی، اور تیسرا ظالم بادشاہ۔[3]

تفسیر چرخی میں ہے:

قال امام سہیل بن عبد اللہ من صح ایمانہ و اخلص توحیدہ لا یأنس الی مبتدع و لا یجالسہ۔

---

[1] (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۲۲۰)

[2] (ترمذی، دارمی ص ۵۹، ابوداؤد، ابن ماجہ ص ۳۰۴، مشکوٰۃ ص ۲۳)

[3] (ھدایۃ الابرار، ص ۸، ۹)

امام سہیل بن عبد اللہ فرماتے ہیں جس کا ایمان صحیح اور توحید خالص ہے تو وہ بدعتی (بد مذہب) سے انسیت (محبت، لگائو، دلی میلان) نہیں رکھے گا اور نہ ہی اس کی مجلس میں بیٹھے گا۔

امام یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ولا یکاثر اھل البدعۃ ولا یدانیھم ومن تحبب الی مبتدع فزع نور الایمان من قلبہ ولا یؤ اکلہ ولا یشاربہ۔۔۔الخ

یعنی اہل بدعت کے ساتھ کثرت سے مت ملو، اور نہ ہی ان سے دینی معاملہ کرو اور جو بدعتی (بد مذہب) سے محبت رکھے گا تو اس کے دل سے نور ایمان نکل جاتا ہے تو ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ پیو۔

عن عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ومن وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

یعنی جس نے بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔

فلہٰذا عرس مبارک اور دیگر محافل میں ایسے علماء کو دعوت دین جو صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت ہوں اور اپنی تقاریر میں معمولات و شعارِ اہل سنت کا تحفظ کرتے ہوں نہ کہ ان کو نقصان پہچانے کی سعی لاحاصل کرتے ہوں۔ کیونکہ مشائخ عظام بالخصوص حضرت مبارک علیہ الرحمہ عقیدہ صحیحہ اہل سنت وجماعت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ بر سر پیکار رہتے تھے اور اس کی حفاظت واشاعت کے لئے اپنا تن من دھن وطن قرابت داری سب کو قربان کرکے دین و دنیا کی ابدی کامیابی سے سرفراز وہوئے ہیں۔ اگر وہ اولاد (صلبی یا معنوی) جو بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال، افعال، عقائد (اہل سنت وجماعت) کے مخالف ومنکر ہوں تو ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہم ان سے برئ الذمہ ہیں۔

ھذاماعندی واللہ ورسولہ اعلم وعلمھما اتم واوثق والحق أحق أن یتبع واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

اذان سے قبل درود وسلام کا ثبوت

اذان سے پہلے درود سلام پڑھنا مستحب ہے پڑھنے والے کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔ اگر کوئی اس سے انکار کرے گا تو وہ پکا وہابی اور خارجی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیمًا (الأحزاب ٥٦)

ترجمہ: اے ایمان والو تم بھی اس نبی ﷺ پر درود اور سلام خوب بھیجو۔

یہ آیت کریمہ مطلق وعام ہے اس میں کسی قسم کی قید و تخصیص نہیں ہے یعنی یہ نہیں فرمایا گیا کہ بس فلاں وقت میں ہی پڑھا کرو یا فلاں وقت میں درود سلام نہ پڑھا کرو بلکہ مطلق رکھا تاکہ تمام ممکن اوقات کو شامل رہے اسی لئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انہ تعالی لم یوقت ذلک لیشمل سائر الاوقات۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس امر صلوٰۃ کا وقت معین نہیں کیا تاکہ تمام اوقات کو شامل رہے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے:

فی صلوتکم ومساجدکم وفی کل موطن۔

ترجمہ: یعنی اپنی نمازوں اور مسجدوں اور ہر مقام میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھو۔[2]

زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

جن اوقات میں بھی (درود شریف) پڑھ سکتا ہو پڑھنا مستحب ہے۔[3]

لہٰذا مطلقاً یہ جگہ اور ہر وقت میں نبی کریم ﷺ پر درود سلام پڑھنا جس میں اذان کا مقام بھی داخل ہے کلام الٰہی عزوجل سے مامور و ثابت ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عن عروۃ بن الزبیر عن امراۃ من بنی النجار قالت ثم کان بیتی من اطول بیت حول المسجد فکان بلال یؤذن الیہ الفجر فیاتی بسحر فیجلس علی البیت ثم ینظر الی الفجر فاذا رآہ تمطی ثم قال اللھم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک قالت ثم یؤذن قالت واللہ ماعلمتہ کان ترکھا لیلۃ واحدۃ ھذہ الکلمات۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی نجار کی ایک صحابیہ خاتون فرماتی ہیں کہ میرا گھر مسجد مبارک کے ارد گرد والے اونچے مکانوں سے تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس پر صبح کی اذان کہتے تھے صبح صادق سے پہلے آتے اور اس کی چھت پر بیٹھ کر وقت کا انتظار کرتے جب صبح صادق ہو جاتی تو کھڑے ہو کر کہتے اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں اور

---

[1] (شرح شفا للقاری ج۳ ص۴۴۷)

[2] (جلاء الافہام ص ۲۵۲)

[3] (تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۶۷)

تجھ سے قریش پر مدد چاہتاہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں پھر اذان کہتے تھے فرماتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میں نہیں جانتی کہ انہوں نے ان کلمات کو کسی رات چھوڑاہو۔[1]

اس حدیث مبارکہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے دعامانگنا ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا ثابت ہوا تو درود شریف بھی تو بہترین دعاہے لہذا اس کی کون سی ممانعت ہے۔ روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا جائزو مستحسن ہے۔

غیر مقلدوں کے امام ابن قیم لکھتے ہیں:

الموطن السادس من مواطن الصلوۃ علی النبی بعد اجابتہ المؤذن و عند الاقامۃ۔

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ پر درود شریف بھیجنے کے مواقع میں چھٹا موقع ہے مؤذن کی اذان سننے کے بعد اور اقامت سے پہلے۔[2]

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن مواطن الصلوۃ علیہ عند ذکرہ وسماع اسمہ او کتابہ او عند الاذان۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کے مقامات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر کے وقت آپ ﷺ کے نام مبارک کے سننے کے وقت یا آپ ﷺ کے نام مباک لکھنے کے وقت یا اذان کے وقت۔[3]

اس میں عند الاذان یعنی اذان کے وقت درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور کلمہ "عند" اذان کے اول و آخر دونوں کو عام ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عند الاذان ای الاعلام الشامل للاقامۃ۔

ترجمہ: اذان سے مراد اعلام ہے جو اذان شرعی واقامت دونوں کو شامل ہے۔[4]

عبد الحیئ لکھنوی لکھتے ہیں:

یستفاد منہ بظاھرہ استحبابہ عند شروع الاقامۃ کماھو متعارف فی بعض البلاد۔[1]

---

[1] (سنن الکبریٰ للبیہقی الاذان فی المنارۃ ج ۱ ص ۴۲۵ رقم الحدیث ۱۸۴۲ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (سنن ابو داؤد باب الاذان فوق المنارۃ ج ۱ ص ۷۷ مطبوعہ المکتبۃ الحقانیۃ پشاور)

[2] (جلاء الافہام ص ۳۰۸)

[3] (شفا شریف فصل فی المواطن التی یستحب فیھا الصلاۃ و السلام علی النبی ﷺ ج ۲ ص ۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[4] (شرح شفا ج ۲ ص ۱۱۴)

امام سیّد ابی بکر المشہور بالسیّد البکری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ای الصلوۃ و السلام علی النبی ﷺ قبل الاذان و الاقامۃ۔

ترجمہ: اذان اور اقامت سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا مسنون و مستحب ہے۔[2]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سوال: کیا مخلوقِ خدا میں سے کسی کو مشکل کشا، حاجت روا، ہادی کہہ سکتے ہیں؟ اور کیا یہ کفر و شرک نہیں ہے؟

جواب بعون الغفار بحرمت سید الابرار ﷺ!

ہاں کہہ سکتے ہیں اور کفر و شرک نہیں ہے۔ جو کوئی بھی ایسے کہنے والوں کو کافر و مشرک کہے یا وہ اپنے بڑے اکابروں کو کافر اور مشرک کہتے ہیں کہ جو ان لوگوں کے فتوے سے ان کے بڑے کافر و مشرک ہیں۔ اور اگر ان کے بڑے اکابر کافر اور مشرک نہیں ہیں تو یہ کہنے والے خود کافر و مشرک ضرور ہیں! اگر یہ کہنے والے لوگ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اپنے اکابرین کو اپنے دل میں کافر تصوّر کرتے ہیں اور ظاہر میں ان کو کافر اور مشرک نہیں کہتے۔ تو کوئی کافر اور مشرک کہہ دے اس پر یہ کہنے والا آدمی کافر و مشرک اور منافق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے پھر بھی یہ لوگ کافر، مشرک خود بخود ہیں کیونکہ جس طرح مسلمان کو بلا دلیل کوئی کافر و مشرک اور منافق کہہ دے اس پر کہنے والا خود کافر و مشرک اور منافق ہوتا ہے۔ اسی طرح جو کافر، مشرک، منافق کو کوئی مشرک، کافر، منافق نہیں کہتا تو وہ خود کافر، مشرک، منافق، بے دین اور بے ایمان جہنّمی ہے۔

اب دلائل دیکھ لیجئے:

۱) سلسلہ قادریہ مجددیہ مع شجرہ نقشبندیہ و چشتیہ و صابریہ امدادیہ شائع کردہ خادم سلسلہ صوفی نظام الدین خانقاہ غفوریہ، رحیمیہ دیوبندیہ میں صفحہ ۳۸ پر ہے:

دور کر دے دل سے حجابِ جہل و غفلت میری اب! کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میری ربّ

ہادئ عالم علی (رضی اللہ عنہ) مشکل کشا کے واسطے

۲) مولوی اشرف علی تھانوی کتاب تعلیم الدین میں صفحہ ۱۷۱ پر تحریر کرتے ہیں:

دور کر دے دل سے حجابِ جہل و غفلت میری اب! کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میری ربّ

ہادئ عالم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا کے واسطے

---

[1] (السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ باب الاذان ج ۲ ص ۴۱ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

[2] (اعانۃ الطالبین علی فتح المعین ج ۱ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۳) سلاسل طیبہ صدمدرسین دیوبند حسین احمد مدنی تحریر کرتے ہیں :

دور کر دے دل سے حجابِ جہل وغفلت میری اب! کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میری ربّ

ہادیٔ عالم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا کے واسطے

۴) "تذکرہ حن" میں صفحہ ۱۴ پر مولوی مفتی محمد حسن دیوبندی تحریر کرتے ہیں:

دور کر دے دل سے حجابِ جہل وغفلت میری اب! کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میری ربّ

ہادیٔ عالم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا کے واسطے

۵) "تفسیر البخاری" تصنیف بادشاہ گل دیوبندی اکوڑہ خٹک صفحہ ۵۳ میں ہے کہ:

دور کر دے دل سے حجابِ جہل وغفلت میری اب! کھول دے دل میں درِ علمِ حقیقت میری ربّ

ہادیٔ عالم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا کے واسطے

٦) امدادیہ کلیات میں حاجی امداد اللہ صاحب شیخ العرب والعجم اکابر علمائے دیوبند کے پیرومرشد بھی تحریر کرتے ہیں :

اے رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمدؐ مصطفی فریاد ہے

آپ کی الفت میں میرا دل حال یہ ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوا آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے[1]

فیوضاتِ حسینی المعروف بہ تحفہ ابراہیمی (صفحہ ۳۲۳) میں مولوی حسین علی جو کہ بہت سے اکابرین علمائے دیوبند کے پیرو مرشد ہیں، ان کے متعلق غلام اللہ خان نے لکھا ہے کہ حضرت حسین علی ہمارا ایک شفیق باپ اور ایک بہت مہربان مربی بھی تھے! فیوضات حسینی صفحہ ۱۹ میں ہے کہ حسین علی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد بھی تھے اور ان کے مرید بھی اور خود مولوی غلام اللہ خان، ملّا طاہر پنج پیر، مولوی نصیف الدین غرغشتوی، مولوی عبد اللہ درخواستی، مولوی سرفراز خان وغیرہ بہت علمائے دیوبند کے پیرومرشد تھے۔ اور اسی حسین علی اور اس کے شاگرد اور مرید غلام اللہ خان صاحب نے تحریر کیا ہے:

[1] (بحوالہ: تفسیر البخاری بادشاہ گل دیوبندی اکوڑہ خٹک، صفحہ ۴۷)

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا، سید الاولیاء سند الاتقیاء، زبدۃ الفقہاء، رأس العلماء، رئیس الفضلاء، مظہر فیض الرحمن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب، پھر تحریر فرماتے ہیں:

ایں رسالہ است دراحوال جناب خواجہ مشکل کشا، سید الاولیاء مظہر فیض الرحمن پیر دستگیر حضرت مولانا محمّد عثمان صاحب (ص ۲۸ سے ص ۲۹ تک دیکھو)

ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرت العلوم (گوجرانوالہ) مہتمم مولوی سرفراز احمد صاحب گکھڑوی دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی نے "امداد السّلوک" میں تحریر کیا ہے کہ:

جب مرید کو کوئی مشکل پیش آتی ہے اور مرید اس سے نجات پانے کا حاجت مند ہوتا ہے تو وہ اپنے شیخ کامل کی طرف توجہ کرتا ہے تو فوراً وہ مشکل بعونہٖ تعالیٰ حل ہو جاتی ہے۔[1]

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شمائل امدادیہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ:

ابراہیم رشیدی صاحب نے فرمایا کہ ایک بار مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی۔ میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم یا زیادہ اولیاء کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو۔ یہ کہ کر میں نے نماز نفل پڑھنی شروع کر دی۔ میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کا لاسا آیا۔ اور وہ بھی نماز میں مصروف ہو گیا۔ اس کے آنے سے مشکل فوراً حل ہو گئی۔[2]

مولوی اشرف علی تھانوی کتاب "امداد الشاق" میں تحریر کرتے ہیں:

تم ہو اے نور محمد خاص محبوبِ خدا — ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفی
تم مددگارِ مدد امداد کو پھر خوف کیا — اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا — اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

حضرت شاہ نور محمد صاحب دیوبندی ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا:

"حضرت میں بہت ہی پریشان ہوں اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے"۔

---

[1] (امدادالسلوک، صفحہ ۹۳)

[2] (شمائل امدادیہ ص ۸۶، ۸۷)

حکم ہوا:

"تم کو ہمارے مزارِ اقدس سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا!"[1]

مولوی محمود الحسن شیخ الہند نے اپنے پیر و مرشد شیخ رشید احمد گنگوہی کے موت کے بعد رشید احمد کی شان میں ایک مرثیہ تحریر کیا ہے۔ جس میں انتہائی بڑے بڑے القاب و خطابات ہیں۔ صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں :

"نظر سے ہو کے غائب دل میں تو چھپ کے بیٹھے ہیں"

اور پھر صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں :

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا ربّ — گیا وہ قبلہ حاجاتِ روحانی و جسمانی

اور صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں کہ :

خدا ان کا مربی، وہ مربی تھے خلائق کے — میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی

اور صفحہ ۸ پر تحریر کرتے ہیں :

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا — میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

اور پھر صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں :

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ — وہ میزاب ہدایت تھے کہیں نصّ قرآنی

اور پھر صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں :

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ — جو رکھتے تھے اپنے سینے میں ذوقِ عرفانی

اور پھر صفحہ ۱۱ پر تحریر کرتے ہیں:

رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے — ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

اور پھر صفحہ ۱۱ پر ہی لکھتے ہیں:

شہید و صالح و صدّیق ہیں حضرت باذن اللہ — حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

اور پھر صفحہ ۱۱ پر تحریر کرتے ہیں:

چھپائے جامۂ فانوس کیونکر شمع روشن کو — تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں ہو یہ عریانی

[1] (امدادالمشتاق، ص ۱۱۷، اشرف علی تھانوی)

بحق مقتدائے مقتدایاں! حسن بصری امام پیشوایاں!

بحق شیف یزدان شاہ مرداں

قاسم نانوتوی بحاوالہ "اشھاب الثاقب" حسین احمد صدر مدرسین دیوبند صفحہ ۵۶ اور ۵۷ میں رشید احمد گنگوہی کے اشعار اس کے تصنیف "امداد السلوک" صفحہ ۳۴ سے نقل کرتے ہیں:

بھر امداد رب نور حضرت ابدالرحیم عبد باری عبد باری عصر دین مکّی ولی

اور پھر صفحہ ۵۷ شہاب الثاقب میں اشرف علی تھانوی نے بھی تحریر کیا ہے۔

بہشتی زیور میں منقول حدیث میں ہے :

"تحقیق اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جن کو اس نے خاص کیا ہے لوگوں کی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے یاس اور مضطر ہوتے ہیں۔ ان کی طرف لوگ اپنی حاجتوں میں یعنی جو لوگ مجبور ہو کر ان کے پاس جاتے ہیں۔ اور حق جل شانہ نے ان حضرات کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے منتخب فرمالیا ہے۔ یہ لوگ حاجتوں کے پورا کرنے والے، امن پانے والے ہیں اللہ تعالی کے عذاب سے!"[1]

"واللہ اعلم بالصواب"

گستاخِ رسول ﷺ کے متعلق علماءِ اُمّت کا متفقہ فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنت وجماعت گستاخِ رسول ﷺ کے بارے میں کہ کیا اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ واجب القتل ہے یا نہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یَلِیْقُ بِجَنَابِہِ الْاَعْلٰی۔ اَلَّذِیْ اَوْجَبَ عَلَیْنَا تَوْقِیْرَ الْمُصْطَفٰی ﷺ ۔ بِقَوْلِہِ الْاَسْنٰی{ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً} وَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ فِیْ آیَۃِ الْاُخْرٰی۔ {اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً} وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِکَ قَوْلاً بَلِیْغاً۔ {مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلاً} {سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً} وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَعَلَ جَزَآءَ سَبِّہٖ وَشَتْمِہٖ قَتْلاً۔ بِدُوْنِ الْاِسْتِتَابَۃِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَصْلاً۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُتَأَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِ الْمُجْتَبٰی ﷺ ۔ فَھَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْفَتْوٰی۔ مُتَوَکِّلاً عَلٰی رَبِّ الْمُرْتَضٰی ﷺ ۔ وَمِنْہُ التَّوْفِیْقُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی۔

[1] (بهشتی زیور جلد ۱، حصه ۳، صفحه ۱۰۳، ۱۰۴)

الجواب ومنہ الصدق والصواب: آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا بالاتفاق علمائے اُمّت کے نزدیک کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں۔ بایں معنیٰ کہ وہ قتل سے بچ جائے اور گستاخیٔ رسول ﷺ کی وجہ سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس کے متعلق کثیر دلائل موجود ہیں مگر ہم اختصار کے پیشِ نظر چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

قرآن پاک سے دلائل

آیت ۱: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (التوبة: ۶۱)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت ۲: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب: ۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۳: مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (۶۱) سُنَّةَ اللهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا (الاحزاب ۶۲)

ترجمہ: پھٹکارے ہوئے، جہاں کہیں ملیں، پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے، اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے۔

رسولِ اکرم ﷺ یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی سے ارتداد لازم آتا ہے۔ اور وہ شخص واجب القتل ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر فرضِ عین ہے۔ اور اس کے برخلاف و برعکس آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے، خواہ صراحتًا ہو یا اشارتًا، انسان کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

چنانچہ سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ نبوّت کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

آیت ۴: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللهَ اِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الحجرات: آیۃ ۱، پ ۲۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بےشک اللہ سنتا جانتا ہے۔"

اس کے بعد فرمایا کہ جو رسولِ پاک ﷺ کی بے ادبی کرے گا اس کی تمام نیکیاں اور عبادتیں برباد اور اکارت ہو جائیں گی۔

آیت ۵: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات: ۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چِلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“

قَالَ الْعَلَامَۃُ الشَّامِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فَھٰذِہٖ الْاٰیَاتِ تَدُلُّ عَلٰی کُفْرِہٖ وَقَتْلِہٖ۔

”یہ آیات مبارکہ گستاخِ رسول کے کفر اور قتل کے بارے میں ہیں۔“ یعنی گستاخِ رسول ﷺ قتل کئے جائیں۔[1]

بیہقی الوقت علم الھدی مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الپانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

من اذی رسول اللہ ﷺ بطعن فی شخصہٖ اَو دینہٖ او نسبہٖ اَو صفۃٍ مِن صفاتہٖ اَو بوجہ من وجوہ الشّین فیہ صراحۃً اَو کنایۃً اَو تعْرِیضًا اَوْ اشارۃً کفر و لعنہ اللہ فی الدنیا و الاٰخرۃ و اعدّ لہ عذاب جھنّم۔

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایذاء دی وہ طعن آپ کی شخصیت میں ہو یا دین، نسب، کسی صفت میں یا برائیوں میں سے کسی برائی کے ساتھ صراحۃً ہو یا کنایہ سے یا اشارہ و تعریض سے، تو وہ کافر ہو گیا اور اس پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے۔[2]

گستاخِ رسول واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں:

قاضی صاحب اسی مذکورہ آیت کے تحت نیز فرماتے ہیں کہ کیا گستاخِ رسول ﷺ کی توبہ قبول ہے؟

اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

قال ابن ھمام کل من ابغض رسول اللہ ﷺ بقلبہٖ کان مرتدا فالسباب بالطریق الاولیٰ ویقتل عندنا حدًا فلا تقبل توبتہ فی اسقاط القتل قالوا ھٰذا مذھب اھل الکوفۃ و مالک و نقل عن ابی بکر الصدیق ص۔

ترجمہ: ”شیخ ابن ھمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو دلی طور پر رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے، تو گالی اور اہانت سے تو بطریق اولی مرتد ہو جائے گا۔ ہمارے نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اگر توبہ بھی کرے تو وہ توبہ کی وجہ سے قتل سے نہ بچ سکے گا، یہ اہل کوفہ (احناف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور یہی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔“[3]

---

[1] (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۳۱۶)

[2] (مظھری ج۷ ص ۳۸۳، مکتبہ رشیدیہ)

[3] (مظھری ج۷ ص ۳۸۲، مکتبہ رشیدیہ)

حضور ﷺ کو ثالث تسلیم نہ کرنے والا کافر و مرتد ہے

جو شخص مسلمان ہونے کا مدعی ہونے کے باوجود نبی اکرم ﷺ کو برضا رغبت ثالث نہ مانے قرآن مجید کو رو سے کافر ہے، چنانچہ ایک یہودی اور ایک بظاہر کلمہ گو ایک مقدمہ لے کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا تو بظاہر کلمہ گو نے کہا یہ مجھے منظور نہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔ لہٰذا دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے آپ نے آنے کی وجہ دریافت کی اس نے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ سن کر فرمایا یہیں ٹھہرو اور خود اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے کہ تلوار ان کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آتے ہی اس شخص کا سر اڑا دیا جس نے حضور ﷺ کا فیصلہ قبول نہیں کیا تھا۔

تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:٦٥)

ترجمہ: "(اے پیارے) تیرے رب کی قسم کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپ ﷺ کو اپنے تمام اختلافات میں اپنا حاکم تسلیم نہ کرلے پھر آپ ﷺ کے فیصلہ پر دل میں کسی قسم کی تنگی بھی محسوس نہ کرے اور خوب اچھی طرح تسلیم نہ کرلے۔"[1]

"الصارم المسلول" میں ابن تیمیہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا: "میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کر دے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر تصدیق فرما دی کہ وہ واقعی مؤمن نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے قتل کے الزام سے بری کر دیا۔

اس آیتِ مبارکہ کے مذکورہ بالا شان نزول سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کلمہ گو کو قتل کرنا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ واجب القتل ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس آیت کو نازل فرمانے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرمانے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی رو سے بھی واجب القتل ہے۔ آیئے قرآن پاک میں مذکورہ بالا آیت سے قبل کی چند آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

---

[1] (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۵۴، مکتبہ رشیدیہ)

گستاخِ رسول ﷺ کا قتل مباح ہے:

اس واقعہ کے بعد اس مقتول کے ورثاء حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا} أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا۔ (النساء:٦٣،٦٢)

ترجمہ: "کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلا اس کا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب آپ کے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا۔ ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو آپ ان سے چشم پوشی فرمائیں اور انہیں سمجھادیں اور ان کے معاملہ میں ان سے قولِ بلیغ کے ساتھ نصیحت فرمائیں۔"

اس آیت میں **"فاعرض عنهم"** کے الفاظ سے مفسرین نے یہی مراد لیا ہے کہ آپ ﷺ ان کے مطالبہ قصاص کو مسترد کریں کیونکہ وہ شخص قتل کا ہی مستحق تھا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اسی جملہ کے تحت فرماتے ہیں:

اَیْ عَنْ قَبُولِ اِعْتِذَارِهِمْ اَوْ عَنْ اِجَابَتِهِمْ فِی مُطَالَبَتِهٖ دَمَ الْمَقْتُوْلِ فَاِنَّ دَمَّهٗ هدرٌ۔

ترجمہ: آپ ﷺ ان کے عذر اور قصاص اور مطالبہ کو ہرگز قبول نہ کیجئے کیونکہ وہ شخص مباح الدم ہونے کی بناء پر قصاص لیئے جانے کے قابل ہی نہیں۔[1]

چھٹی صدی کے امام مجتہد برھان الدین محمود بن صدر السعید حنفی صاحب محیط کا فتویٰ:

"وَفِی الْمُحِیْطِ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ اَهَانَهٗ اَوْ عَابَهٗ فِیْ اُمُوْرِ دِیْنِهٖ اَوْ فِیْ شَخْصِهٖ اَوْ فِیْ وَصْفِ ذَاتِهٖ سَوَاءٌ كَانَ الشَّاتِمُ مِنْ اُمَّتِهٖ اَوْ غَیْرِهَا سَوَاءٌ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اَوْ غَیْرِهٖ ذِمِّیًّا كَانَ اَوْ حَرْبِیًّا سَوَاءٌ كَانَ الشَّتْمُ اَوِ الْاِهَانَةُ اَوِ الْعَیْبُ صَادِرًا عَنْهُ عَمَدًا اَوْ سَهْوًا اَوْ غَفْلَةً اَوْ جِدًّا اَوْ هَزْلاً فَقَدْ كَفَرَ خُلُوْدًا بِحَیْثُ اِنْ تَابَ لَمْ یُقْبَلْ تَوْبَتُهٗ اَبَدًا لَا عِنْدَ اللهِ وَلَا عِنْدَ النَّاسِ وَحُكْمُهٗ فِی الشَّرِیْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ عِنْدَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ الْمُجْتَهِدِیْنَ اِجْمَاعًا وَعِنْدَ اَكْثَرِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ الْقَتْلُ قَطْعًا وَلَا یُدَاهِنُ السُّلْطَانُ وَنَائِبُهٗ فِیْ حُكْمِ قَتْلِهٖ"۔

یعنی محیط میں ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی توہین (بے ادبی کی یا آپ کے امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور ﷺ کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب نکالا عام ازیں کہ گالی دینے والا آپ ﷺ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو

[1] (مظھری ج۲ ص۱۵۷،۱۵٦)

یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطورِ سہو یا بطور غفلت یا کھری کلام میں یا مذاقیہ میں (بہر صورت) تحقیق وابدی اور دائمی کافر ہو گیا اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ عند اللہ قبول نہیں ہو گی اور نہ ہی عند الناس قبول ہو گی۔ شریعت مطہرہ میں متأخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعًا اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقینًا قتل کرنا ہے۔ بادشاہ یا اس کا نائب اس کے حکمِ قتل میں دخل اندازی نہ کرے، یعنی سستی نہ کرے۔[1]

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ توہین کی یہ سزا صرف کافر کے لئے نہیں، بلکہ اگر کوئی مسلمان بھی اس کا ارتکاب کرے تو وہ مرتد و ملعون ہے اور اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اگر کسی حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی گستاخ کو معاف فرما دیا تو ہم اس پر کسی صدر یا وزیر اعظم کو قیاس نہیں کر سکتے۔ یہ آپ ﷺ کا حق تھا، کسی اور کو یہ سزا معاف کرنے کی اجازت نہیں۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کبھی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ انہوں نے کسی گستاخ کو معاف کیا ہو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اَجْمَعَتْ اُمَّۃٌ عَلٰی قَتْلِ مُتَنَقِّصِہٖ مِنَ الْمُسلِمِینَ وَ سَابِّہٖ۔[2]

نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ عَابَہٗ اَوِ الْحَقِّ بِہٖ نُقْصًا فِی نَفْسِہٖ اَوْ نَسَبِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَو خَصْلَۃٍ مِن خِصَالِہٖ اَو عَرَّضَ بِہٖ اَو شَبَّہَہٗ بِشَیْئٍ عَلٰی طَرِیقِ السَّبِّ لَہٗ اَوِ الْاَزْرَائِ عَلَیہِ اَوِ التَّصْغِیرِ لِشَاْنِہٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْہُ وَ الْعَیبِ لَہٗ فَھُوَ سَابٌّ لَہٗ وَ الْحُکمُ فِیہِ حُکمُ السَّابِّ یُقْتَلُ۔۔۔ تَصرِیْحًا کَانَ اَوْ تَلْوِیحًا وَ کَذٰلِکَ مَنْ لَعَنَہٗ اَوْ دَعَا عَلَیہِ اَو تَمَنّٰی مُضِرَّۃً لَہٗ اَو نَسَبَ اِلَیہِ مَا یَلِیقُ بِمَنْصَبِہٖ عَلٰی طَرِیقِ الذَّمِّ اَو عَبَثَ فِی جِھَتِہِ الْعَزِیْزِیَّۃِ بِسَخَفٍ مِنَ الْکَلَامِ وَ ھَجرٍ وَ مُنْکَرٍ مِنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرٍ اَوْ عَیَّرَہٗ بِشَیئٍ مِمَّا جَرٰی مِنَ الْبَلَآئِ وَ الْمَحْنَۃِ عَلَیہِ اَو غَمَصَہٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّۃِ الْجَائِزَۃِ عَلَیہِ الْمَعْھُوْدَۃِ لَدَیہِ وَ ھٰذَا کُلُّہٗ اِجمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَآئِ وَ اَئِمَّۃَ الْفَتْوٰی مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِم اِلٰی ھَلُمَّ جَرًّا۔

ترجمہ: یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے نبی ﷺ کو گالی دی، یا آپ کو عیب لگایا (عیب نکالنا سب سے عام ہے، بے شک وہ کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ہے تحقیق اس نے حضور ﷺ کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی حالانکہ یہ گالی نہیں) یا آپ ﷺ کی ذات میں یا آپ ﷺ کی صفات میں یا آپ ﷺ کے نسب میں یا آپ ﷺ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ ﷺ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں نقص لاحق کیا۔ ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سبّ آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ ﷺ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ ﷺ کی قدر و

[1] (خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر ج ۴ ص ۳۸۶، البرہان الجلی فی بیان حکم شاتم النبی ﷺ: ص: ۴، سیف النبی ﷺ علی ساب النبی ﷺ: ص: ۳)

[2] (شفا شریف، ج ۲، ص ۳۰۴ قسم رابع، نسیم الریاض، شرح شفاء لعلی القاری الصارم المسلول، ص ۳)

منزلت وشان میں تحقیر وتصغیر وکمی کی یا آپ ﷺ کی اقل تنقیص کی، نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی ساب (گالی دینے والا) ہے اور اس پر بھی ساب کا حکم جاری ہو گا، وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کی شان میں سب بکنا صراحۃً ہو یا اشارۃً (بہر صورت قائل کو قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ ﷺ پر لعنت کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذ اللہ العیاذ باللہ نعوذ باللہ الف الف الف مرۃ) یا آپ ﷺ پر بد دعا کرے (معاذ اللہ العیاذ باللہ الف الف مرۃ) یا آپ ﷺ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ ﷺ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا رذیل کلام اور قبیح ومنکر وجھوٹے قول سے آپ ﷺ کی متعلقہ چیز سے عبث (کھیل کود، مذاق) کرے، یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے آپ پر عیب لگائے جو آزمائشوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں، جیسے فقر اختیاری ہو اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا، وغیرہما) یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ ﷺ کی تحقیر وتنقیص کرے۔ اس سب کے سب پر یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب پر کفر وقتل کے فتویٰ پر تمام علما مفسرین ومحدثین اور ائمہ فتویٰ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اس وقت تک سب کا اجماع واتفاق ہے۔''[1]

نیز قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ خِلَافًا فِیْ اِسْتِبَاحَۃِ دَمِہٖ بَیْنَ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ وَسَلَفِ الْاُمَّۃِ وَقَدْ ذَکَرَ غَیْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعَ عَلٰی قَتْلِہٖ وَتَکْفِیْرِہٖ۔

''یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں۔ اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل وتکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔''[2]

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِیْ کِتَابِ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا اَصْحَابُ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ وَغَیْرِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِنْ مُسْلِمٍ اَوْ کَافِرٍ قُتِلَ وَلَمْ یُسْتَتَبْ۔

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس مسلمان یا کافر نے نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی نبی کو (نعوذ باللہ) گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔[3]

[1] (شفاشریف ج ۲ ص ۲۰۶-۲۰۷، طبع قدیم۔ الصارم المسلول ص ۵۲۵، مطبوعہ بیروت)
[2] (شفاشریف، ج ۲ ص ۲۰۷)
[3] (الشفا، ج ۲، ص ۲۱۶)

امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث نے فرمایا:

اَجْمَعَ الْعُلَمَآئُ (اَیْ عُلَمَآئُ الْاَمْصَارِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَمْصَارِ (ق) عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُتَنَقِّصُ لَہٗ کَافِرٌ وَالْوَعِیْدُ جَآئَ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللہِ لَہٗ وَحُکْمُہٗ عِنْدَ الْاُمَّۃِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ کَفَرَ (لِاَنَّ الرِّضٰی بِالْکُفْرِ کُفْرٌ)۔

ترجمہ: "سب علماء کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا، آپ ﷺ کی تنقیص (بے ادبی کرنے والا) کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے (یعنی اسے قتل کر دو) اور جو اس (گستاخِ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا (کیونکہ کفر پہ رضا بھی کفر ہے)۔"

اسی طرح ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں:

وفی المحیط اذا سکت القوم عن المذکر و جلسوا عندہ بعد تکلمہ بالکفر کفروا۔

یعنی محیط میں مذکور ہے کہ جب کوئی واعظ اپنے وعظ میں کلمہ کفریہ پر تکلم کرے اور لوگ پھر بھی اس کے ساتھ بیٹھے رہیں تو وہ لوگ بھی کافر ہو جائیں گے۔ [1]

حدیقیہ میں ہے:

کمافی حدیقیہ و الرضاء بکفر نفسہ فانہ کفر مطلقًا و الرضاء بکفر غیرہ مطلقًا عند البعض ای بعض العلماء قال فی شرح الدرر و رضا بکفر نفسہ کفر بالاتفاق و ام الرضاء بکفر غیرہ فقد اختلفوا فیہ۔ [2]

حضرت الشیخ الکل بیہقی الوقت عالم الھدی مولانا قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الفانی فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

وَفِیْ الْفَتَاوٰی مِنْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّ مَنْ سَبَ النَّبِیِّ ﷺ یُقْتَلُ وَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ سَوَائٌ کَانَ مُؤْمِناً اَوْ کَافِرًا وَبِھٰذَا یُظْھِرُ اَنَّہٗ یَنْتَقِضُ عَھْدُہٗ وَیُؤَیِّدُہٗ مَا رَوٰی اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لَہٗ سَمِعْتُ رَاھِبًا سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَہٗ لَوْ سَمِعْتُہٗ لَقَتَلْتُہٗ اِنَّا لَمْ نُعْطِھِمِ الْعُھُوْدَ عَلٰی ھٰذَا۔

ترجمہ: مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں، برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو، اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی ہیں کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب سے سنا ہے کہ وہ

---

[1] (شرح فقہ اکبر ص ۱۶۵)

[2] (حدیقیہ ج ا ص ۴۴۹)

حضور ﷺ کو گالی دیتا تھا، تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا، ہم نے ان ذمیوں کو اس بات پر عہد وامان نہیں عطا کی کہ وہ سب بکتے رہیں۔[1]

قَالَ اِبْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِکٍ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ قُتِلَ وَلَمْ یُسْتَتَبْ قَالَ اِبْنُ الْقَاسِمِ اَوْ شَتَمَهُ اَوْ عَابَهُ اَوْ تَنَقَّصَهُ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ کَالزِّنْدِیْقِ وَقَدْ فَرَضَ اللّٰهُ تَوْقِیْرَهُ ﷺ۔

ترجمہ: ابن القاسم امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور ﷺ کو گالی بکی وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نا مقبول ہو گی۔ ابن قاسم نے فرمایا حضور ﷺ کو گالی دی، یا عیب لگایا، یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا، زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔"

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری ثم بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہید الایمان مع حسام الحرمین ص ۲۸ میں لکھتے ہیں:

وَالْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ حَدًّا لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا (وَلَو سَبَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّهُ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزَالُ بِالتَّوْبَةِ) وَمَنْ شَکَّ فِی عَذَابِهِ وَکُفْرِهِ کَفَرَ۔

یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہر گز ہر گز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو سب کی توبہ مقبول ہے اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلے حق عبد مقدس کا حق ہے، وہ توبہ سے زائل نہ ہو گا اور جو کوئی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

امام ابن منذر فرماتے ہیں:

وَأَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّ لَهُ الْقَتْلُ۔

ترجمہ: تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالی دی اس کی سزا قتل ہے۔

وَقَالَ الْخَطَابِیُّ: لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسلِمِیْنَ اِخْتَلَفَ فِیْ وُجُوْبِ قَتْلِهِ۔

ترجمہ: امام خطابی علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے شاتم رسول ﷺ کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔[2]

رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین المعروف بالشامی میں لکھا ہے:

وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ لَا شَکَّ وَلَا شُبْهَةَ فِیْ کُفْرِ شَاتِمِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِیْ اِسْتِبَاحَةِ قَتْلِهِ۔ وَهُوَ الْمَنْقُوْلُ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ۔

---

[1] (تفسیر مظهری جلد۴ ص ۱۹۱، فتح القدیر جلد ۴ ص ۳۸۱)

[2] (شفا شریف ج۲ ص ۲۰۸، الصارم المسلول ص ۴، فتح القدیر ج۴ ص ۴۰۷)

ترجمہ: اور خلاصہ یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کے کفر اور اس کے مباح الدم ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔[1]

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم حنفی اپنی کتاب الاشباہ والنظائر کتاب السیر میں فرماتے ہیں:

لَاتَصِحُّ رِدَّةُ السُّکْرَانِ اِلَّا الرِّدَّةَ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ فَاِنَّهٗ یُقْتَلُ وَلَا یُعْفٰی عَنْهُ کَذَافِی الْبَزَّازِیَّةِ۔

ترجمہ: نشے والے کی ردّت صحیح نہیں مگر جو ردّت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے کے سبب سے واقع ہو تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے در گزر نہیں کی جائے گی۔[2]

معلوم ہوا کہ ساب و شاتم رسول ﷺ کسی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا۔ عام مرتد اور شاتم رسول کے بارے میں لکھتے ہیں:

کُلُّ کَافِرٍ تَابَ فَتَوْبَتُهٗ مَقْبُوْلَةٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا جَمَاعَةَ الْکَافِرِ بِسَبِّ نَبِیٍّ وَسَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَبِسَبِّ الشَّیْخَیْنِ اَوْ اَحَدِهِمَا وَبِالسِّحْرِ وَلَوْ اِمْرَأَةً وَبِالزَّنْدَقَةِ اِذَا اُخِذَ قَبْلَ تَوْبَتِهٖ۔

ترجمہ: ہر کافر جس نے توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہے دنیا اور آخرت میں مگر ایک جماعت جو حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء (علیہم السلام) اور شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) یا دونوں میں سے ایک کو گالیاں دینے کے سبب کافر ہو گیا ہو یا جادو گر گو عورت ہو اور زندقہ کی وجہ سے کافر ہو گیا ہو توبہ کرنے سے پہلے پکڑے جائیں، تو قتل کئے جائیں۔

الْعُقُوْدُ الدُّرِّیَّةُ فِیْ تَنْقِیْحِ فَتَاوٰی حَامِدِیَّه بَابُ حُکْمِ الرَّوَافِضِ وَسَبِّ الشَّیْخَیْنِ میں لکھا ہے:

اَمَّا سَبُّ الشَّیْخَیْنِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا فَاِنَّهٗ کَسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ الصَّدْرُ الشَّهِیْدُ مَنْ سَبَّ الشَّیْخَیْنِ اَوْ لَعَنَهُمَا یُکْفَرُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ وَاِسْلَامُهٗ۔

یعنی شیخین کو گالیاں دینا ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ کو گالیاں دینا ہے۔

صدر الشہید نے فرمایا: جس نے حضرات شیخین کو گالی دی یا ان پر لعنت کی وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی توبہ اور اسلام قبول نہیں کیا جائے گا۔[3]

فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے:

کُلُّ مُسْلِمٍ اِرْتَدَّ فَتَوْبَتُهٗ مَقْبُوْلَةٌ اِلَّا الْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ اَوِ الشَّیْخَیْنِ اَوْ اَحَدِهِمَا۔

[1] (ردالمحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین المعروف بالشامی، ج۳، ص ۳۲۱)

[2] (الاشباہ و النظائر کتاب السیر، باب الردۃ ص ۱۷۵)

[3] (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۵)

یعنی ہر وہ مسلمان جو مرتد ہو گیا اس کی توبہ قبول ہے مگر وہ کافر جس نے کسی نبی یا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی۔[1]

در مختار میں ہے:

مَنْ سَبَّ الشَّیْخَیْنِ اَوْ طَعَنَ فِیْهِمَا کَفَرَ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ۔

ترجمہ: جس نے حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی یا ان پر طعن کیا تو وہ کافر ہے، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔[2]

وَکُلُّ مُسْلِمٍ اِرْتَدَّ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ اِنْ لَمْ یَتُبْ۔

ہر وہ مسلمان جو مرتد ہوا تو بے شک وہ قتل کیا جائے گا، اگر توبہ نہ کی۔

یہ عام مرتد کی سزا اور شرطِ توبہ کا بیان ہے اور پہلے بیان کر دیا کہ جو ارتداد نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دینے سے واقع ہو گا اس کی سزا، سزائے موت ہے۔[3]

وَاِذَا مَاتَ رِدَّتُهُ لَمْ یُدْفَنْ فِیْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا اَهْلِ مِلَّةٍ وَاِنَّمَا یُلْقٰی فِیْ حُفْرَةٍ کَالْکَلْبِ، وَالْمُرْتَدُّ اَقْبَحُ کُفْرًا مِنَ الْکَافِرِ الْاَصْلِیِّ، وَاِذَا شَهِدُوْا عَلٰی مُسْلِمٍ بِالرِّدَّةِ وَهُوَ مُنْکِرٌ لَا یَتَعَرَّضُ لَهُ لَا لِتَکْذِیْبِ الشُّهُوْدِ الْعُدُوْلِ بَلْ لِاَنَّ اِنْکَارَهُ تَوْبَةٌ وَّرُجُوْعٌ فَتَثْبُتُ الْاَحْکَامُ الَّتِیْ لِلْمُرْتَدِّ لَوْ تَابَ مِنْ حَبْطِ الْاَعْمَالِ وَبَیْنُوْنَةِ الزَّوْجَةِ وَقَوْلُهُ لَا یَتَعَرَّضُ لَهُ اِنَّمَا هُوَ فِیْ مُرْتَدٍّ تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ فِی الدُّنْیَا لَا الرِّدَّةِ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ اھ اَلْاَوْلٰی تَنْکِیْرُ النَّبِیِّ کَمَا عُبِّرَ بِهٖ فِیْمَا سَبَقَ اھ مُلَخَّصًا غَمْزُ الْعُیُوْنِ۔

ترجمہ: اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے، وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے۔ مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہانِ عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فلاں فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا انکار اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہو گا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا، اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور جورو نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی، مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی توبہ قبول نہیں۔ اور یہ قول کہ اس سے

---

[1] (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴ ص۲۹۵)

[2] (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج۱۴ ص۲۹۵)

[3] (الاشباہ والنظائر، ص۱۷۵)

تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں مقبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوۃ والسلام، اولی یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیسا کہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے اھ ملخصاً غمز العیون۔ [1]

بحر الرائق شرح کنز الدقائق باب احکام المرتدین میں علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

ردت کا حکم یہ ہے کہ مرتد یا توتوبہ کرلے یا پھر قتل کر دیا جائے اور کچھ مسائل ارتداد کے اس حکم ارتداد سے خارج ہیں۔

وَیُسْتَثْنٰی مِنْهُ مَسَائِلُ (اس حکم سے کچھ مسائل خارج ہیں):

١۔اَلْاُوْلٰی الرِّدَّةُ بِسَبِّهٖ ﷺ قَالَ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ کُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِقَلْبِهٖ کَانَ مُرْتَدًّا فَالسَّابُّ بِطَرِیْقٍ اَوْلٰی ثُمَّ یُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا فَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ فِیْ اِسْقَاطِهِ الْقَتْلِ قَالَ هٰذَا مَذْهَبُ اَهْلِ الْکُوْفَةِ وَمَالِکٌ وَنُقِلَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: پہلا مسئلہ: وہ ردّت جو نبی ﷺ کو گالیاں دینے کے ذریعے ہو، فتح القدیر میں فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ پر دل سے غضب وغصہ کیا وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ تو گالیاں دینے والا بدرجہ اولی مرتد ہے، پھر ہمارے نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا، اس کی توبہ اس کے قتل کو ساقط کرنے میں قبول نہیں کی جائے گی۔ یہی اہل کوفہ کا مذہب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہی مذہب منقول ہے۔

معلوم ہوا کہ شاتم رسول کی ایسی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی جس سے اس کی سزائے موت بطور حد کے ساقط ہو جائے۔

صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ اَنَّ الَّذِیْ یُقْتَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ هُوَ الْمُنَافِقُ۔

ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ جس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے وہ منافق ہے۔

٢۔اَلرِّدَّةُ بِسَبِّ الشَّیْخَیْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا

ترجمہ: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینا بھی قتل کو واجب کر دیتا ہے۔

٣۔لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِیْقِ فِیْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَهُوَ مَنْ لَّا یَتَدَیَّنُ بِدِیْنٍ

ترجمہ: تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی ظاہر مذہب میں اور زندیق وہ ہے جو کوئی دین نہ رکھتا ہو۔

---

[1] (فتاوی رضویہ، ج ١٤ ص ٣٠٢)

فقہ حنفی کے معتبر فتاوے بزازیہ (مؤلفہ امام حافظ الدین محمد بن محمد شہاب المعروف بابن البزار الکروری الحنفی المتوفی ۸۲۷ھ) میں ہے:

اِلَّا اِذَا سَبَّ الرَّسُوْلَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَوْ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهٗ یُقْتَلُ حَدًّا وَّ لَا تَوْبَةَ لَهٗ اَصْلاً سَوَاءٌ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَیْهِ وَالشَّهَادَةِ اَوْ جَآءَ تَائِباً مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ کَالزِّنْدِیْقِ لِاَنَّهٗ حَدٌّ وُجِبَ فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَةِ کَسَائِرِ حُقُوْقِ الْاٰدَمِیِّیْنَ وَکَحَدِّ الْقَذْفِ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ بِخِلَافِ مَا اِذَا سَبَّ اللّٰهَ تَعَالٰی ثُمَّ تَابَ لِاَنَّهٗ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: مگر جب مرتد نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں یا کسی ایک نبی کو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے گالیاں دیں تو بے شک اس کو قتل کیا جائے گا بطور حد کے، اس کی توبہ اصلاً نہیں ہے چاہے اس پر قدرت وشہادۃ موجود ہوتے ہوئے یا وہ اپنے آپ توبہ کرلے جیسے زندیق ہے اس لئے کہ یہ قتل کی سزا حد ہے جو واجب ہو چکی ہے تو یہ حد توبہ سے ساقط نہ ہوگی جیسے باقی تمام انسانی حقوق ہیں اور جیسے حد قدف توبہ کے ساتھ ساقط نہیں ہوتی ہے بخلاف اس کے کہ جب اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے اور بعد میں توبہ کرلے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

احادیث مبارکہ سے علماء کرام نے یہ فیصلہ ثابت کردیا ہے کہ جس کسی نے نبی اکرم ﷺ کی اہانت کی اور تنقیص شان کی تو اس کی سزا، سزائے موت ہے اور یہ حکمِ قتل امتی کے لئے ثابت و قابل عمل رہے گا۔

رہا یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض گستاخوں کو معاف فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور صاحب حق کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنا حق معاف کردے۔ اب کون قابل معافی ہے اور کون نہیں ہے تو یہ امتیاز آپ ﷺ کو حاصل تھا آپ ﷺ کے بعد امت کے پاس اس امتیاز پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا گستاخی مرتد کی سزا، سزائے موت ہے۔

یاد رہے کہ اگر اصلی کافر بھی نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دے، اہانت کرے گو کہ وہ عورت ہو تو اسے بھی قتل کرنے کا حکم ہے کہ یہ اہانت ہے جو ارتداد کا اعلیٰ فرد ہے۔

نَعَمْ قَدْ یُقْتَلُ الْکَافِرُ وَلَوْ اِمْرَأَةً اِذَا اَعْلَنَ بِشَتْمِهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی کافر کو بھی قتل کیا جائے گا اگرچہ عورت ہو جب وہ نبی ﷺ کو کھلے عام گالیاں دیں۔[1]

وَالْمُرْتَدُ یُقْتَلُ لِاَنَّ کُفْرَهٗ اَغْلَظُ۔

یعنی اور مرتد کو قتل کیا جائے گا اس لئے کہ اس کا کفر زیادہ سخت ہے۔[2]

[1] (ردالمحتار باب المرتد)

[2] (ردالمحتار)

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اصل کافر سے اتنا زیادہ اسلام کو نقصان نہیں پہنچ سکتا جتنا زیادہ نقصان مرتد سے پہنچ سکتا ہے کیونکہ اسلام میں آکر پھر اسلام سے نکل کر زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کے ایمان کو کمزور بنانے کا باعث بنتا ہے اور اسلام دشمنی میں زیادہ دلیر ہو جاتا ہے لہٰذا ایسے مرتد کا قتل ضروری ہو جاتا ہے۔

فَظَاهِرُہ اَنَّہٗ یُقْتَلُ مُطْلَقًا وَھُوَ مُوَافِقٌ لِمَا اَفْتٰی بِهِ الْخَیْرُ الرَّمَلِیُّ وَالْحَقُّ اَنَّہٗ یُقْتَلُ عِنْدَنَا اِذَا اَعْلَنَ بِشَتْمِہٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

پس ظاہر کلام یہ ہے کہ شاتم رسول کو مطلقاً قتل کر دیا جائے اور یہ خیر الرملی کے فتوے کے موافق ہے اور حق یہ ہے کہ شاتم رسول کو ہمارے نزدیک قتل کیا جائے جب وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کھلے عام گالیاں دے۔

اور اگر عورت ایسا کرے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا، اس پر امام محمد نے سیر کبیر میں دلیل بیان کی ہے:

جَآئَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ سَمِعْتُ اِمْرَأَۃً مِنْ یَھُوْدٍ وَھِیَ تَشْتُمُکَ وَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّھَا لَمُحْسِنَۃٌ اِلَیَّ فَقَتَلْتُھَا فَاَھْدَرَ النَّبِیُّ ﷺ دَمَھَا۔

ترجمہ: ایک مرد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے ایک یہودی عورت کو سنا کہ وہ آپ ﷺ کو گالیاں دے رہی تھی، اللہ کی قسم یارسول اللہ! میرے ہاں وہ اسی قابل تھی کہ میں نے اسے قتل کر دیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عورت کے خون کو رائیگاں فرمادیا۔[1]

امام حجۃ الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ اللَّیْثُ فِیْ الْمُسْلِمِ یَسُبُّ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّہٗ لَا یُنَاظَرُ وَلَا یُسْتَتَابُ وَیُقْتَلُ مَکَانَہٗ وَکَذَالِکَ الْیَھُوْدِیُّ وَالنَّصَارٰی۔

ترجمہ: اور لیث نے فرمایا ایسے مسلمان کے بارے میں جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتا ہو کہ بے شک نہ اس سے مناظرہ کرے نہ مہلت دے اور نہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اور اسے اسی جگہ پر قتل کر دیا جائے۔ اور ایسے ہی یہودی اور نصاریٰ شاتم کا بھی حکم ہے۔[2]

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا بدترین ارتداد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالیاں یا اذیتیں دی جائیں، جس کی سزا بطورِ حد صرف قتل ہے۔ اور اس کی توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ اور یہ قتل کرنا دنیا میں عذابِ الٰہی ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ گستاخوں کو دیتا رہا ہے۔

---

[1] (ردالمحتار، ج۳ص ۳۰۶)

[2] (احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص ۸۵)

احکام القرآن للجصاص میں منقول ہے:

وَلَا خِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّ مَنْ قَصَدَ النَّبِیَّ ﷺ بِذٰلِکَ فَھُوَ مِمَّنْ یَنْتَحِلُ الْاِسْلَامَ اَنَّہٗ مُرْتَدٌّ یَسْتَحِقُّ الْقَتْلَ۔

ترجمہ: مسلمانوں کا آپس میں اس بات میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی اہانت و ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے، وہ مرتد مستحق قتل ہے۔[1]

یعنی گستاخِ رسول ﷺ اگر اسلام کا دعویٰ کرتا ہے تو اس گستاخی سے مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی سزا، سزائے موت ہے۔ اس کی سزائے موت میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ شاتمِ رسول ﷺ کی توبہ قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر عام مرتد بھی توبہ نہ کرے تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔ عام مرتد ہو، یا شاتم رسول ﷺ خاص درجہ کا مرتد ہو، اس کا مستحق قتل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ بعض کے ہاں اتنی بات ہے کہ جو مرتد شاتم رسول ﷺ بھی ہو، اس کی توبہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اس میں جمہور کی اکثریت اس پر قائم ہے کہ ایسے شاتم رسول ﷺ کے لئے عند اللہ توبہ قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن ایسی توبہ کہ جس سے حدِ قتل معاف اور ساقط ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ توبہ کرنے کے باوجود سزائے موت دی جائے گی۔ جیسے قتل، زنا، چوری، ڈکیتی وغیرہ جرائم سے توبہ کی جاسکتی ہے لیکن حد معاف نہیں ہو نگی۔

قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ الحجۃ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"اَیُّمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَبَانَتْ مِنْہُ زَوْجَتُہٗ"۔

یعنی جس مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ ﷺ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔[2]

"اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہٗ ﷺ کَافِرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ"۔[3]

"وَالْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّہٗ یُقْتَلُ حَدًّا لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقًا (وَلَوْ سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّہٗ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزَالُ بِالتَّوْبَۃِ) وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ۔

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ ہر گز ہر گز قبول نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول ہے اس لیے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلا عبد مقدس (نیک بندے) کا حق ہے توبہ سے بھی زائل نہ ہو گا اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔[4]

---

[1] (احکام القرآن للجصاص، ج۳، ص ۱۰۶)

[2] (کتاب الخراج ص ۱۸۲ للقاضی ابی یوسف۔ فَصْلٌ فِی حُکْمِ الْمُرْتَدِ، در المختار ج۳ ص ۳۱۹)

[3] (شفا شریف، فتاوی خیریہ، تمہید الایمان ص ۲۸)

[4] (مجمع الانہار، ردالمحتار علی درمختار ج۳ ص ۴۰۰، بزازیہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ "قُتِلَ فِیْ صُوْرَۃِ السَّبِّ وَاِنْ تَابَ" کے بارے میں فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْحَدَّ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَۃِ فَھُوَ عَطْفُ تَفْسِیْرٍ وَ اَفَادَ اَنَّہٗ حُکْمُ الدُّنْیَا اَمَّا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھِیَ مَقْبُوْلَۃٌ کَمَا فِی الْبَحْرِ۔

ترجمہ: اس لئے کہ حد توبہ کرنے کے ساتھ ساقط نہیں ہوتی۔ اور اس کا یہ فائدہ ہوا کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ ہے البتہ آخرت میں اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قابل قبول ہے۔

"وَفِی الدُّرَرِ۔۔۔۔ نَقْلاً عَنِ الْبَزَّازِیَّۃِ وَقَالَ اِبْنُ سِحْنُوْنِ الْمَالِکِیُّ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ شَاتِمَہٗ کَافِرٌ وَ حُکْمُہُ الْقَتْلُ وَ مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ۔"

دُرر میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ابن سحنون المالکی نے فرمایا کہ مسلمان کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

"اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ (اَیْ عُلَمَآءُ الْاَعْصَارِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَمْصَارِ۔ق) عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ وَ الْمُتَنَقِّصَ لَہٗ کَافِرٌ اَلْوَعِیْدُ جَارٍ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ لَہٗ وَ حُکْمُہٗ عِنْدَ الْاُمَّۃِ الْقَتْلُ وَ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ کَفَرَ لِاَنَّ الرِّضٰی بِالْکُفْرِ کُفْرٌ۔"

یعنی سب علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کرنے والا کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔(یعنی اس کو قتل کر دو) اور جو اس (گستاخِ نبی ﷺ) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔[1]

امام قاضی عیاض نے فرمایا:

"قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ مَنْ دَعَا عَلٰی نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ بِالْوَیْلِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنَ الْمَکْرُوْہِ اَنَّہٗ یُقْتَلُ بِلَا اِسْتِتَابَۃٍ"۔

یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا کہ علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے انبیائے کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی تو وہ بلا طلب توبہ قتل کیا جائے گا۔[2]

محرر مذہبِ ابی حنیفہ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صاحبِ "مبسوط" نے فرمایا:

"وَ ذُکِرَ فِی الْاَصْلِ (اَلْمَبْسُوْطِ) اَنَّ شَتْمَ النَّبِیِّ ﷺ کُفْرٌ۔"

یعنی نبی ﷺ کو گالی دینا کفر ہے۔[3]

"قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ کُلُّ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ ﷺ اَوْ تَنَقَّصَہٗ مُسْلِمًا کَانَ اَوْ کَافِرًا فَعَلَیْہِ الْقَتْلُ وَ اَرٰی اَنْ یُقْتَلَ وَ لَا یُسْتَتَابُ۔"

---

[1] (نسیم الریاض، شفاشریف، اکفار الملحدین لمولوی انور شاہ کشمیری: ص: ۵۱، الصارم المسلول: ص: ۴، ج: ۲ ص: ۲۰۸)

[2] (الصارم المسلول، ص ۵۲۶، شفاء شریف ج ۲ ص ۲۰۹)

[3] (شرح شفاء للقاری: ج: ۴ ص: ۳۲۸)

یعنی امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور ﷺ کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہو۔ [1]

ہر کافر کی توبہ قبول ہے لیکن سیدِ عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں۔ اور ہمارے علماء حنفیہ میں سے امامِ بزازی، امام محقق ابن ہمام، علامہ خسرو صاحب، علامہ زین ابن نجیم صاحبِ بحر الرائق اور اشباہ والنظائر، علامہ عمر ابن نجیم صاحب نہر الفائق، علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار، علامہ خیر الدین ابن رملی صاحب فتاویٰ خیریہ، علامہ شیخ زادہ صاحب مجمع الانہر، علامہ محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار، علامہ امام اہل سنت مجاہد اعظم مجدد شاہ احمد رضا خان افغانی قندھاری، ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ، وغیر ھم نے بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

غزالی زمان علامہ سید احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کو ۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء بسلسلۂ شریعت پٹیشن در توہینِ رسالت، ایک تحریری بیان پیش کیا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا: ''کتاب و سنت، اجماعِ امّت اور تصریحاتِ ائمہ دین کے مطابق توہینِ رسول ﷺ کی سزا صرف قتل ہے۔''

سب کفروں سے بڑھ کر کفر شتم وسب رسول ﷺ ہی ہے اور یہ شتم وسب رسول تمام فتنوں سے بڑھ کر فتنہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی سزا و عقوبت بھی بطورِ حد ہو گی، بطورِ تعزیر نہ ہو گی اور سب جرموں سے اہانت وسبّ رسول اللہ ﷺ بدترین جرم ہے اور شتم رسول ﷺ عام کفر سے زائد جنایت و جرم ہے بلکہ یہ جرموں کا جرم ہے، اس کی سزا و عقوبت بھی بطورِ حد سب عقوبتوں سے بڑھ کر ہے لہٰذا اہانت رسول ﷺ کا مرتکب مباح الدم ہوتا ہے اور ایسے بدترین مجرم کے خون کو بہانے والا سب سے بڑا مجاہد ہوتا ہے اور گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنے کی نیکی سب نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے اور افضل الاعمال وافضل الجہاد گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنا ہے۔ [2]

شاتم رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہی ہے، نبی اکرم ﷺ کی توہین و تحقیر کرنے والے کی توبہ امت مسلمہ کے نزدیک قبول نہیں ہو گی، تنقیص و تحقیر کرنے والا شاتم رسول اللہ ﷺ اگر توبہ کرے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہو گا، خداوند کریم اس کی توبہ رد کرے یا قبول فرمائے لیکن سزا اسے ضرور دی جائے گی یعنی اسے قتل کرنا واجب اور ضروری ہو گا اور یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہو گی کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس کا تحفظ کرے اور اگر اسلامی حکومت کسی وجہ سے یہ فرض ادا نہ کر سکے تو امت مسلمہ کو یہ حق حاصل رہے گا کہ وہ شاتم رسول کو قتل کر دیں تاکہ اس عظیم فتنہ کو

---

[1] (الصارم المسلول:ص:۵۲۵)

[2] (الصارم المسلول، از ابن تیمیہ، ص ۲۹۱)

پھیلانے والوں سے اللہ کی زمین پاک ہو جائے اور اس فتنہ وفساد سے اہل دنیا کو محفوظ کرایا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ نبی کریم ﷺ ۔

صاف وصریح گستاخانہ کلمات میں تاویل وہیر اپھیری کرنا بھی کفر ہے

تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن میں صفحہ ۴۸ پر اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی۔

شفاء شریف میں ہے:

ادعاوہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔

یعنی "صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا"۔

شرح شفائے قاری میں ہے **ہو مردود عند القواعد الشرعیة** "ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔" نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔ "ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔" فتاویٰ خلاصہ وفصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے: **واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر** یعنی "اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔" یہ تاویل نہ سنی جائی گے، فاحفظ۔"

علماء دیوبند کے شیخ کبیر مولوی انور شاہ کشمیری اپنی تصنیف "اکفار الملحدین" میں صفحہ ۹۹ پر تحریر کرتے ہیں:

"علامہ موصوف "مقاصد" کی شرح میں "باب الکفر والایمان" کے ذیل میں ج ۲ ص ۲۶۸ تا ۲۷۰ پر اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں: "(اہلِ قبلہ کے بارے میں) مذکورہ بالا بحث کا تعلق صرف ان لوگوں سے ہے جو ضروریاتِ دین مثلاً (توحید، نبوّت، ختمِ نبوّت، وحی والہام) حدوثِ عالم اور حشرِ جسمانی وغیرہ مجمع علیہ عقائد حقہ میں تو اہل حق کے ساتھ متفق ہوں، لیکن ان کے علاوہ اور نظری عقائد واصول میں اہل حق کے مخالف ہوں، مثلاً صفاتِ الٰہیہ، خلقِ اعمال، ارادۂ الٰہی کا خیر وشر دونوں کے لئے عام ہونا، کلامِ الٰہی کا قدیم ہونا، رؤیتِ باری تعالیٰ کا ممکن ہونا، ان کے علاوہ وہ تمام نظری عقائد ومسائل جن میں حق یقیناً ایک ہے (اثبات یا نفی) ایسے مخالفینِ حق کے بارے میں بحث ہے کہ ان عقائد کا معتقد اور قائل ہونے (یا نہ ہونے) کی بنا پر کسی اہل قبلہ (مسلمان) کو کافر کہا جائے یا نہیں؟ ورنہ اس میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں کہ وہ اہل قبلہ (مسلمان کہلانے والے) جو عمر بھر روزہ، نماز وغیرہ تمام عبادات واحکام کا پابند رہا ہو لیکن عالم کو قدیم (ازلی ابدی) مانتا ہو، یا جسمانی حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہو، یا اللہ

تعالیٰ کو جزئیات (ہر ہر چیز) کا عالم نہ مانتا ہو، وہ (قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود) بلاشک وشبہ کافر ہے، اسی طرح کوئی اور کفریہ قول یا فعل اس سے سرزد ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ (مثلاً حضورِ اکرم ﷺ کی شان مبارکہ میں بے ادبی، گستاخی، اور عیب جوئی کرنا)۔

اور بعض علماء اور مفتی حضرات کبھی کبھار کفریہ الفاظ میں تاویلات کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں "اکفار الملحدین" میں مولوی انور شاہ کشمیری صفحہ ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی

اس لئے کہ طبرانی کی روایت میں اس حدیث میں "کفرًا بواحا" کے بجائے "کفرًا صُراحا" ("ص" مضموم اور "ر" مفتوح کے ساتھ) آیا ہے (جس کے معنی ہیں صریح کفر)، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "فتح الباری" شرح البخاری ج ۱۳ ص ۶ میں نقل کیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی۔ (یہ حدیثِ مبارکہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر درج ہے)۔

اور صفحہ ۷۳ پر لکھتے ہیں:

ضروریاتِ دین سے کسی متواتر امر "مسنون" کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے

ضروریاتِ دین اور متواترات کی اس تشریح و تحقیق کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مثلاً: ۱۔۔۔ نماز پڑھنا فرض ہے اور اس کے فرض ہونے کا اعتقاد بھی فرض ہے، اور نماز سیکھنا بھی فرض ہے اور نماز سے انکار یعنی اس کو نہ ماننا یا نہ جاننا کفر ہے۔ ۲۔۔۔ اور مسواک کرنا سنت ہے، مگر اس کے سنت ہونے کا اعتقاد فرض ہے، اور اس کی سنیت کا انکار کفر ہے، لیکن اس پر عمل کرنا اور علم حاصل کرنا سنت ہے، اور اس کے علم سے ناواقف رہنا حرمانِ ثواب کا باعث ہے، اور اس پر عمل نہ کرنا (رسول اللہ ا) کے عتاب یا (ترک سنت کے) عذاب کا موجب ہے۔ (دیکھا آپ نے ایک سنت کی سنیت کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے)۔

کیوں کافر ہو جاتا ہے؟ کیونکہ سنت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ اور جب سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو آپ ﷺ کی عیب جوئی یا گستاخی کرنے سے بطریق اولیٰ کافر ہو جاتا ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "ازالۃ الخفا" میں مزید وضاحت فرمائی ہے، صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں: "تاویل کے قطعی طور پر باطل ہونے کا مدار اس پر ہے کہ وہ تاویل قرآن کریم کی صریح آیت، یا حدیث مشہور، یا اجماع، یا قیاسِ جلی، (واضح قیاس) کے خلاف ہو۔" (یعنی ہر وہ تاویل جو قرآن، حدیثِ مشہور، اجماعِ امت یا واضح قیاس کے مخالف ہو قطعًا نہیں مانی جائے گی)۔

اسی طرح صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں:

جو تاویل ضروریاتِ دین کے مخالف و منافی ہو، وہ کفر ہے:

"نیز کبھی انسان ایسے امور میں تاویل کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے، جن میں تاویل کی مطلق گنجائش نہیں جیسے "قرامطہ" کی تاویلیں اور بعض تاویلوں سے ضروریاتِ دین کی مخالفت لازم آجاتی ہے، اور تاویل کرنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا (اور کافر ہو جاتے ہیں) یہ وہ مقام ہے جس میں انسان علم الٰہی اور احکام آخرت کے اعتبار سے کفر کے خطرہ سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتا، اگرچہ ہمیں علم نہ ہو۔"

"اسی طرح علماء امت کا اس پر بھی اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ کسی بھی قطعی امر مسموع (یعنی ایسا امر جس کا رسول اللہ ﷺ سے مسموع ہونا یقینی ہو) کی مخالفت کفر اور اسلام سے نکل جانے کے مترادف ہے۔"

حضرت علامہ مفتی ابو المحسن محمد منظور احمد فیضی اپنی کتاب "مقام رسول" میں صفحہ ۶۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں: "**ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل** یعنی صاف و صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔ (شفاء شریف ج ۲ ص ۲۰۹، ۲۱۰) الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷، اکفار الملحدین للکشمیری صفحہ ۷۲، بحوالہ الحق المبین صفحہ ۱۶ مصنفہ شیخ الحدیث رازیِ وقت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ، آمین۔[1]

"یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف و صریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔"[2]

لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا۔

"یعنی صاف (توہینی) لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔"[3]

و التاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر۔

یعنی ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔[4]

و ھٰکذا قال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۲۸ھ۔

ان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر۔

یعنی قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔[5]

---

[1] ھو مردود عند قواعد الشریعۃ۔

[2] (شرح شفا للقاری ج ۴ ص ۳۴۳)

[3] (نسیم الریاض للخفاجی الحنفی ج ۴ ص ۳۴۳)

[4] (خیالی صفحہ ۱۴۸ مع حاشیہ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ و عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۷۰ھ)

[5] (الفتوحات المکیۃ جلد ۲ صفحہ ۸۵۷)

التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل و یکفر المتاول فیھا۔

یعنی ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔[1]

التاویل الفاسد کالکفر۔

"فاسد تاویل کفر کی طرح ہے"[2]

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر و لا نظر للمقصود و النیات و لا نظر لقرائن حالہ۔

یعنی حکم کفر کا دار و مدار ظواہر پر ہوتا ہے۔ یہاں نہ نیت و ارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار۔[3]

و قد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء و ان لم یقصد السب کفر۔

یعنی علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین کا ارادہ نہ ہو۔"[4]

مولوی انور شاہ کشمیری "اکفار الملحدین" میں صفحہ ۸۵ پر رقمطراز ہیں:

"غلط تاویل کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں:

غرض صاحب شریعت علیہ السلام نے تاویل باطل پر کبھی کسی کو معذور نہیں قرار دیا، چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے:

۱- امیر سریہ (سپہ سالار فوج) عبد اللہ بن حذافہ ص کو اپنے فوجیوں کو آگ میں داخل ہونے کا حکم دینے پر فرمایا: اگر وہ لوگ (اپنے امیر کے کہنے پر) آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ نکلتے، اس لئے کہ امیر کی اطاعت تو صرف ازروئے شرع جائز امور میں کی جاتی ہے۔ (اور جان بوجھ کر آگ میں کودنا خودکشی اور حرام ہے، اگرچہ امیر کے حکم سے کیوں نہ ہو، معلوم ہوا کہ دخول فی النار کے جواز کے لئے اطاعت امیر کی تاویل باطل ہے)۔

۲- ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں جس کا سر پھٹ گیا تھا اور اس کے باوجود لوگوں نے اس کو ناپاکی کا غسل کرنے کا فتویٰ دیا تھا اور وہ غسل کرنے کی وجہ سے مر گیا تھا، فرمایا: "خدا ان کو ہلاک کرے، انہوں نے اس غریب کو مار ڈالا۔" دیکھئے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان غلط فتویٰ دینے والوں کے فتوے اور تاویل کا مطلق اعتبار نہیں کیا اور اس کی موت کا ان کو ذمہ دار قرار فرمایا۔)

---

[1] (اکفار الملحدین ص ۵۷ للکشمیری وھو منھم)

[2] (اکفار الملحدین ص ۶۱)

[3] (اکفار الملحدین ص ۷۳)

[4] (اکفار الملحدین ص ۱۷)(بحوالہ مقام رسول، ص ۲۱۸، ۲۱۷)

۳- اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کس قدر غصہ اور ناراض ہوئے، صرف اس بات پر کہ وہ اپنی قوم کو نماز پڑھاتے وقت لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا: "افتانٌ انت یامعاذ؟" "تم فتنہ میں ڈالتے ہو اے معاذ؟" (حالانکہ وہ آپ ﷺ کی ہی نقل اتارتے تھے، اور جو سورتیں آپ ﷺ نماز میں پڑھتے تھے وہ بھی وہی پڑھتے تھے، مگر آپ ﷺ نے ان کی اس تاویل کی طرف اصلاً التفات نہ کیا اور ان کے اس عمل کو فتنہ سے تشبیہ فرمایا)۔

اسی طرح نماز میں طویل قرأت کرنے کی وجہ سے ایک مرتبہ آپ ﷺ ابیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ناراض ہوئے (اور ان کا بھی کوئی عذر نہ سنا)۔

۴- اسی طرح ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان لوگوں کو قتل کر دینے کی بنا پر سخت برہم ہوئے، جنہوں نے "اسلمنا اسلمانا" نہ کہہ سکنے کی وجہ سے "صَبئْنا صَبئْنا" کہہ کر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا تھا، مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ سمجھے اور ان کو قتل کر دیا (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلط فہمی پر ان کو معذور نہ قرار فرمایا)۔

اسی طرح حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر جہاد میں ایک بکریاں چرانے والے چرواہے کے "کلمہ پڑھنے" کو ایک حیلہ سمجھ کر قتل کر دیا کہ یہ اپنی جان ومال بچانے کی غرض سے کلمہ پڑھ رہا ہے، مگر آپ ﷺ ان پر بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا: "ھلاّ شققت قلبہ" یعنی "تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟"۔

(غرض آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بظاہر عذر اور جائز تاویل کا قطعًا لحاظ نہیں فرمایا)۔

۵- اسی طرح آپ ﷺ اس شخص پر بے حد ناراض اور غصہ ہوئے جس نے مرض الموت کے وقت اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے، حالانکہ وہی اس کی تمام پونجی اور سرمایہ تھا، اور آپ ﷺ نے اس شخص کو ورثا کی حق تلفی کا مرتکب قرار دے دیا (اور اس کا کوئی عذر نہ سنا)۔

ان کے علاوہ بے شمار واقعات ہیں جن میں آپ ﷺ نے "بے جا تاویل" اور "بے معنی عذر" کا قطعًا اعتبار نہیں کیا۔

تاویل کہاں معتبر ہے؟

فقہاء کی اصطلاح میں چونکہ یہ تاویلیں امر مجتہد فیہ (محل اجتہاد) میں نہ تھیں، اس لئے آپ ﷺ نے ان کا اعتبار نہ فرمایا، اس کے برعکس ایسے امور میں آپ ﷺ نے تاویل کو عذر قرار فرمایا اور تسلیم فرمایا ہے جو محلِ اجتہاد تھے، مثلاً:

۱- جن صحابہ ث کو آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ: "عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر پڑھنا۔" اور انہوں نے عصر کی نماز راستہ میں صرف اس لئے نہ پڑھی اور قضا کر دی کہ آپ ﷺ نے بنی قریظہ میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے (آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نمازِ عصر قضا کر دینے پر کچھ نہ کہا)۔[1]

۲- اسی طرح ایک موقع پر دو صحابی سفر کر رہے تھے، راستہ میں پانی نہ ملا، اس لئے انہوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، اس کے بعد پانی مل گیا، وقت باقی تھا، ایک نے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی، دوسرے نے نہ پڑھی، جب آپ ﷺ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی کو بھی سرزنش نہ فرمائی، صرف اس لئے کہ ان امور میں تاویل کی گنجائش تھی۔

خلاصہ:

رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اس باب میں مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور روشن لائحہ عمل ہونے چاہئیں، اور صرف انہی امور میں تاویل اور عذر کا اعتبار کرنا چاہیئے جن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ ہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے، وہی جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے، اور جس کو خدا گمراہ کر دے اس کو تو کوئی بھی ہدایت نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی اس موضوع پر زیادہ تحقیق چاہتا ہے تو ہمارے اور بھی رسائل ہیں، "گستاخِ رسول ﷺ کا حکم قرآن و حدیث کی روشنی میں"، **"سیفِ احمد علی بر گردنِ دشمنِ نبی ﷺ"**، **"سیفِ احمد علی علیٰ عنق السابی"**، **"البرهان الجلی فی بیان حکم شاتم النبی ﷺ"**، ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ مذکورہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول ﷺ کا واجب القتل ہونے کا فتویٰ عام ہے۔ کسے باشد کہ بادشاہ، وزیر، وزیر اعظم، حکمران، سیاستدان، زید، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دارالعلوم، کثرتِ طلباء وغیرہ، جس سے بھی نبی ﷺ کی بے ادبی، گستاخی، تنقیص تقریراً یا تحریراً صادر ہو وہ کافر ہے، مرتد ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور واجب القتل ہے (قانون نافذ کرنے والوں اداروں پر لازم ہے کہ اسے قتل کر دیں)۔

[1] (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۱)